# صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 23 اپریل 2014ء بمطابق 22 جمادی الثانی 1435 ہجری بعد از دوپہر تین بجکر بیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امتیاز شاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

## تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَO وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌO يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَO وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَO تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ۔

(ترجمہ): اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایکدوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا۔ جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔ اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں

ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور خدا اہلِ عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ وآخِرُ الدَّعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِینَ۔

## حلف وفاداری رکنیت

Mr. Deputy Speaker: Now I welcome the honourable new elected Member Provincial Assembly, Janab Sardar Hussain Sahib (Applauses) and request him to stand in front of his seat to take oath.

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن نے حلف اٹھایا)

(حلف نامہ ضمیمہ پر ملاحظہ ہو)

جناب ڈپٹی سپیکر: مبارک ہو۔

(تالیاں)

جناب سردار حسین: تھینک یو۔

Mr. Deputy Speaker: Now I request the honourable Member to sign in the Roll of Members, placed on the table of Secretary, Provincial Assembly.

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن نے رجسٹر میں دستخط ثبت کئے)

(تالیاں)

جناب فضل شکور خان: جناب سپیکر! د چارسدې دھماکې شھیدانو د پاره دعا اوکړئ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ٹائم دے دیتا ہوں، میں ٹائم دیتا ہوں، ٹھیک ہے؟ سب سے پہلے میں سرگودھا سے آئے ہوئے پریس کلب کے اراکین کو اپنی جانب سے اور اراکین صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا کی جانب یہاں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ (تالیاں) یہ جناب سراج الحق صاحب نے چھٹی کی درخواست دی ہے اور یہ بھی گزارش کی ہے کہ اس کے محکمے کے سوالات کسی دوسرے دن لیے جائیں، لہذا ان سوالات کو ڈیفر کیا جاتا ہے۔

جناب فضل شکور خان: ھغه دعا اوکړئ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ مفتی جانان صاحب سے گزارش ہے کہ وہ شہداء کے حق میں دعا کریں۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میڈم نگہت اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ آپ کے توسط سے صرف چھوٹی سی بات کرنا چاہوں گی کہ۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سردار حسین: جناب سپیکر۔

محترمہ نگہت اورکزئی: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب سردار صاحب، سردار حسین صاحب۔ آج میرے لئے کنفویژن ہے۔

جناب سردار حسین: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میں اس فلور اور اسمبلی کے توسط سے پاکستان کے الیکشن کمیشن ٹریبونل اور پاکستان کی عدلیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آخرکار چھ سات مہینے کی جدوجہد کے بعد مجھے انصاف ملا ہے (تالیاں) اور اس فلور کے توسط سے میں اپنے علاقے کے عوام، چترال کے عوام خصوصاً سب ڈویژن مستوج اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں، جمیعت علماء اسلام کی مقامی قیادت، جماعت اسلامی اور پاکستان تحریک انصاف کے کارکنوں اور ساتھ مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں، شیر پاؤ خان کے کارکنوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ 'ون ٹو ون' مقابلے میں بہت سارے کارکنوں نے میرا ساتھ دیا۔ (تالیاں) جناب سپیکر! میں اس فلور میں دو چار باتیں کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہیں کہ ہم محاذ آرائی کی سیاست کے قائل نہیں ہیں، مجھے معلوم ہے کہ پانچ سال کے بعد جب ہم دوبارہ سب اپنے اپنے حلقوں میں جائیں گے تو ہم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس کا گریبان کتنا کھینچا ہے آپ نے، کس پارٹی کیلئے کتنا شور مچایا، ہم سے یہ پوچھا جائے گا کہ غریب عوام کیلئے کیا کیا، کیا کیا اصلاحاتیں لائیں، کیا کام آپ سے ہوئے اور غریبوں کی دکھ میں کتنی کمی آگئی، آپ کی ممبری کی وجہ سے، آپ ایک رکن تھے؟ ہم سے یہ ہرگز نہیں پوچھا جائے گا کہ فلور آف دی ہاؤس میں چیخیں کتنی ماری ہیں، لہذا میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج کی یہ اسمبلی اس کے اندر متوسط طبقے کے زیادہ تر غریب نوجوان آگئے ہیں اور یہ آخری امید ہے خیبر پختونخوا کے عوام کی اور خدانخواستہ

ہاؤس کی غلطی یا قائدایوان کی غلطی سے یاہم حزب اختلاب کی غلطیوں سے اگر یہ اس دفعہ ہم مایوس ہو گئے، خیبر پختونخوا کے عوام مایوس ہو گئے تو پھر کوئی اور راستہ ان کے پاس نہیں ہے کہ کہیں وہ باہر نہ نکل آئیں اپنے حقوق کیلئے۔ میرے محترم! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ہیلتھ اور ایجوکیشن کے اندر، کیونکہ میں باہر سے آیا ہوں، میں روڈ سے آیا ہوں، میں ایک غریب کارکن ہوں، میں بسوں میں سفر کرتا ہوں، میں بس اڈوں میں بیٹھتا ہوں، کچھ ایجوکیشن اور ہیلتھ میں آپ لوگوں کی کچھ پالیسیاں کچھ عوام تک ریلیف کی صورت میں آچکی ہیں جس کیلئے میں مبارکباد دیتا ہوں۔ (تالیاں) لیکن میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں ٹرانسپرنسی کی بات ہو رہی ہے، جہاں تک ٹرانسپرنسی کی بات ہے، سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ ٹرک کے پرزے سے ہوائی جہاز نہیں چلا سکتے، ٹرک کے پرزے سے ہوائی جہاز نہیں چلا سکتے، یہ بیوروکریسی جو کہ ساٹھ، پینسٹھ سالوں سے اس ملک پر بیٹھی ہوئی ہے، آپ اگر تبدیلی چاہتے ہیں تو نکال دیں پینتالیس سال والوں کو، آج کل کا وہ لڑکا جو لیپ ٹاپ لے کر جدید تعلیم یافتہ ہے، بٹھا دیں سیکرٹریٹ میں، بٹھا دیں، ڈائریکٹر بنا دیں، پھر ٹرانسپرنسی آپ لا سکتے ہیں۔ وہ بندہ جو چالیس سال، پینتیس سال سے اگر کرپشن کر رہا ہے، کرپشن کی بات آگئی، آپ کہتے ہیں کرپشن، جنہوں نے کرپشن کی پھرانہی کے ذریعے سے ٹرانسپرنسی میرے خیال میں نہیں آسکتی۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے این ٹی ایس سسٹم کی بات، میں نے دیکھا باہر، یہ لوگوں کے پاس ہیں یہ باتیں، این ٹی ایس، میرے چترال سے ساڑھے سات سو بچیاں آ گئیں پشاور، پشاور آئیں، واپس لواری میں جا کر چار دن تک بیٹھی رہیں، آج تک ان میں سے کسی کو ایک پوسٹ نہیں ملی، وہ این ٹی ایس کہاں غائب ہوا؟ اور جب ہم دوسری لائن ڈیویلپمنٹ کی بات کرتے ہیں تو کنسلٹنسی کی بات ہے This consultancy is another liability، یہ ایک اور ہے Liability، (تالیاں) یہ مکمل ایک اور Liability ہے کیونکہ چوبیس پچیس فیصد وہ پہلے کھاتے تھے، دس یہ اوپر آگئے 35%، تو Kindly revisit it, kindly of your these policies، آپ تو یہاں بیٹھ کر سمجھتے ہیں کہ ساری پالیسیاں ٹھیک ہیں، ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شکریہ، شکریہ۔

جناب سردار حسین: ہم آپ کے ساتھ ہیں، (تالیاں) ہم سو فیصد آپ کے ساتھ ہیں اور Last میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خدانخواستہ، ہم کہتے ہیں یہاں پر آپ جیسے سپیکر بیٹھے ہیں جو بہترین تعلیم یافتہ، اعلیٰ ترین Educationalist ہیں، ہم آپ کو سلام پیش کرتے ہیں، تعلیمی اصلاحات اور دوسری تین چار چیزوں پر۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہونگا کہ آج تک کرپشن کی کوئی بات نہیں ہے، گورنمنٹ کے کسی رکن نے کوئی کرپشن نہیں کی البتہ میں ایک اور بات یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ جب آپ پاور کو پارلیمنٹیرین سے چھینیں گے تو ان لوگوں کے ہاتھوں میں جائے گی جو دفتروں میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم بے بس ہو جائیں گے اور پانچ سال کے بعد ہمارے پاس کچھ نہیں رہے گا، فی الحال تو صورتحال مجھے یوں لگ رہی ہے کہ:

ے
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

کوئی بھی فرد خوش نہیں ہے، تو میں یہ آپ سے گزارش کرنا چاہونگا کہ Kindly مہربانی فرما کر کچھ پالیسیز کو Revisit کریں۔ آخر میں یہ بھی بتادینا چاہتا ہوں محترم سپیکر صاحب! کہ ہمارے پختونوں کی روایت ہے کہ گھر کے اندر (شور) پلیز، Kindly silent ہو جائیں، پختونوں کی روایت یہ ہے کہ گھر میں اگر کوئی آپ کا مخالف آجائے، پہلے کھانا ان کو دیتے ہیں اور یہ ہمارے دین اسلام کی بھی روایت ہے، لہذا ہم حزب اختلاف کے لوگ اگرچہ ضرور ہیں لیکن آپ کے گھر میں آئے ہیں، پختون روایات کو بحال رکھتے ہوئے اپنے ممبروں اور ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں کرینگے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، بہت شکریہ جناب، تھینک یو ویری مچ۔

جناب سردار حسین: تھینک یو ویری مچ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میڈم! کولیگز آور میرے خیال میں۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، صرف ایک ہی سیکنڈ کی بات ہے جو کہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ نگہت اورکزئی صاحبہ، پلیز کوشش کریں کیونکہ کولیگز آور۔

محترمہ نگہت اورکزئی: تھینک یو، میں ان کے نالج میں صرف لانا چاہتی ہوں جناب سپیکر! سب سے پہلے تو نو منتخب رکن اسمبلی کو مبارکباد اور یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی کامیاب جمہوریت اور تمام جو جمہوریت کے ستون ہیں، ان پہ ایک اعتماد اور اعتبار دوبارہ لوگوں نے کرکے پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک رکن کو منتخب کرکے اس

ہاؤس میں بھجوایا، میں تمام ان لوگوں کو جو جمہوریت پہ یقین رکھتے ہیں اور تمام ان لوگوں کو جنہوں نے کہ کام کیاان کے ساتھ، تو میں ان لوگوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت صرف مشتاق غنی صاحب سے یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ اس دن یہاں پہ بات ہوئی تھی بے نظیر بھٹو یونیورسٹی کی، جس میں کہ یہ بتایا گیا تھا، ہم لوگوں نے بھی وہ باقاعدہ پروف کے ساتھ بتایا تھا کہ یہاں پہ فائن جو ہے، وہ مائیگریشن کی جو لیٹ فیس ہوتی ہے، مائیگریشن ہوتی ہے لیکن جناب سپیکر صاحب! ابھی ہزاروں روپے جو ہیں وہ اس کے Attached جو گرلز کالجز ہیں، ان سے بھی ہزاروں روپے طلباء سے بھی وہ لے رہے ہیں تو جناب سپیکر! اگر مشتاق غنی صاحب اس پہ ایک انکوائری اگر مقرر کردیں تو یہ ان کی مہربانی ہوگی یا اس کو جیسے کمیٹی میں اگر Thrash out کرنا چاہتے ہیں، جیسے بھی لیکن اس وقت جناب سپیکر! طلبا اور طالبات کو بہت زیادہ یعنی وہ Mentally بھی ہو رہے ہیں، یعنی اس طریقے سے مالی ان کو نقصانات بھی ہو رہے ہیں کہ جس میں ہزاروں روپے ان سے لیے جارہے ہیں تو آپ کے توسط سے یہ انکے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ تھینک یو جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مسٹر مشتاق غنی، پلیز۔

جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم): تھینک یو جناب سپیکر۔ نگہت اورکزئی صاحبہ نے جس بات کی طرف نشاندہی کی ہے، چونکہ یہ ہمارے نوٹس میں نہیں ہے، اگر ایسی بات ہے تو انتہائی غلط ہے، میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں جو ان کے ساتھ اگر کوئی پروف ہے تو وہ مجھ سے شیئر کرلیں۔ میں بڑی احتیاط سے گفتگو کررہا ہوں نگہت سے، ساتھ یہ بڑا مسئلہ ہو جاتا ہے بعد میں، تو بہر کیف میں اسکی ان کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان شاءاللہ میں اس کی بھرپور انکوائری کرونگا اور آپ کو بھی اس میں، وہ انکوائری والے آپ کے ساتھ بھی مشورہ کریں گے تاکہ آپ بھی ان کو گائید کرسکیں تاکہ جس جس کالج سے اگر بے نظیر بھٹو یونیورسٹی نے کوئی فائن، ایسا Illegal fine، اگر کوئی چیز قانون اور قاعدے کے دائرے کے اندر ہے تو وہ ایک الگ بات ہے لیکن اگر غیر ضروری کوئی فائن ہوا تو ان شاءاللہ اس کی بھرپور انکوائری کرکے اور ہم اس کا ازالہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھینک یو جی۔

## نشانزدہ سوالات اور انکے جوابات

Mr. Deputy Speaker: 'Question`s Hour': Question No. 1427, Mr. Zarin Gul Sahib. Not present. Question No. 1428, Mr. Zarin Gul Sahib. Not present. Question No. 1429, Mr. Zarin Gul Sahib. Not present.

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میڈم، کوسچن نمبر 1429۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! میں 1378 کی میں بات کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میڈم! آپ 1429 پہ بات کریں گی، میڈم! باقی تو Lapsed ہو چکے ہیں Already۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: نہیں، میں 1378 کی بات کر رہی ہوں سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: 1378 وہ بھی زرین گل صاحب کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ابھی تو نہیں آیا ہے۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: اوکے، ابھی نہیں آیا ہے، اس کے بعد آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، بعد میں لے لیتے ہیں نا۔ کوسچن نمبر 1428۔

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر صاحب، میرا سپلیمنٹری سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا جعفر شاہ صاحب! سوری Lapse شو دا۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو جناب سپیکر۔ ایسا ہے کہ یہ سننے میں آیا ہے کہ موجودہ حکومت کا CCBs کی پوری Concept سے اختلاف رہا ہے، پتہ نہیں کس چیز پہ ہے اور وہ ان رجسٹرڈ باڈیز کو ختم کرنے کی کوشش میں ہے تو یہ تو میرے خیال میں بڑا نقصان ہو گا کیونکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ Community participation ہو، کمیونٹیز کے لوگ تمام ڈویلپمنٹل ورک میں ان کا Say ہو اور Decision making process میں ان کو ہم شامل کریں، تو Participatory approach کو ہم Encourage کریں نہ کہ Discourage کریں، تو کیا منسٹر صاحبہ ارشاد فرمائیں گی کہ کیا کوئی اس طرح کا ارادہ ہے انکا کہ CCBs کو وہ ختم کروانا چاہتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں کوئسچن، جعفر شاہ صاحب! کوئسچن Put کریں جی، پھر۔

جناب جعفر شاہ: ضمنی سوال وو زما جی، میډم وائی چې حکومت غواړی نو دا سی سی بی-----

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی کہہ رہا ہوں کہ کوئسچن میں اصل میں Lapse کر چکا ہوں، زرین گل صاحب Absent ہیں، آپ کیا چاہتے ہیں جی؟

جناب جعفر شاہ: نه نه، دا د پوره صوبې هغه خبره کړې ده جی، ضمنی سوال دے زما، ضمنی سوال زما دا دے چې حکومت سی سی بی ختمول غواړی، Simple سوال دے، منسټر صاحبه د جواب را کړی چې واقعی-----

جناب مشتاق احمد غنی (مشیر برائے اعلیٰ تعلیم): جناب سپیکر صاحب! یہ 1428 Lapse ہو چکا ہے۔

جناب جعفر شاہ: یہ 1428 Lapse نہیں ہے مشتاق صاحب، نہیں Every Member has the right to have a supplementary question, it's the property of the House. مشتاق صاحب! یہ ہاؤس کی پراپرٹی جناب سپیکر! بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سپلیمنٹری میں میں-----

Mr. Jaffar Shah: I would like to have, I would like to have the answer to this question janab Speaker.

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ہو سکتا ہے، مشتاق صاحب-----

جناب جعفر شاہ: یہ بہت بڑا ایشو ہے جناب سپیکر، I would like to have the answer۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، Question be taken as read، آپ لے لیں۔

جناب جعفر شاہ: ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

* 1428 _ جناب زرین گل (سوال جناب جعفر شاہ نے پیش کیا): کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2011-12 اور 2012-13 میں ضلع تورغر میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے قیام کے بعد مختلف ناموں سے CCBs رجسٹرڈ ہوئی ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ زیادہ ترCCBs سال2013 کے آخری چھ ماہ میں رجسٹرڈ کی گئی ہیں؛

(ج) اگر(الف)و(ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(الف) سال12-2011اور13-2012 میں رجسٹرڈ کی گئیں تمامCCBs کے نام رجسٹرڈ کی نقول، عہدیداروں اور ممبران کے مکمل کوائف فراہم کئے جائیں؛

(ب) آیا مذکورہ CCB نے رجسٹریشن کیلئے تمام مطلوبہ معیار پورا کیا ہے، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

محترمہ مہر تاج روغانی (معاون خصوصی برائے سماجی بہبود): (الف) جی ہاں، مالی سال12-2011اور 13-2012میں ضلع تور غر میں مختلف ناموں سے14 CCBs رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔

(ب) جی نہیں، کیونکہ سال13-2012 کی آخری ششماہی میں کوئیCCB رجسٹرڈ نہیں کی گئی۔

(ج) ابھی تک ضلع تور غر میں کل CCBs 14 کی رجسٹریشن کی گئی ہے جس کی مکمل تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں، ان تمامCCBs نے رجسٹریشن کیلئے مطلوبہ معیار پورا کیا ہے۔

جناب جعفر شاہ: یہی ہے کہ منسٹر صاحبہ د دا ما ته اووائی چې د حکومت دا اراده شته چې دوئ سی سی بی ختمول غواړی ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئسچن نمبر کونسا ہے جی؟

جناب جعفر شاہ: یہ1428 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئسچن نمبر1428 ہے، جی میڈم۔

معاون خصوصی برائے سماجی بہبود: تهینک یو مسټر سپیکر۔ مخکښې خو زه لږ خان پوهه کول غواړم Because زه اسمبلۍ کښې نوې یم۔ Whether legally it is allowed چې د چا کوئسچن وی، هغه بنده نه وی بل ئے کولے شی که نه، Legal side کولے شی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: With the permission of the Chair ہو سکتا ہے جی۔

Special Assistant for Social Welfare: Okay, okay.
Mr. Deputy Speaker: Rule 45 ji, rule 45.

معاون خصوصی برائے سماجی بہبود: زہ ځان پوهه کول غواړم۔

Mr. Deputy Speaker: Rules 45 is very clear, with the permission of the Chair.

Special Assistant for Social Welfare: Yes, anybody can ask the question.

Mr. Deputy Speaker: Yes, yes.

معاون خصوصی برائے سماجی بہبود: اوکے، اچھا۔ خو پورې چې د دې کوئسچن تعلق دے، What he saying is چې آیا دا گورنمنټ به دا CCBs بندوی او که نه؟ So far There is big 'But', the 'But' is, خو نشته اراده فی الحال زمونږ د بندولو when the Local Government comes، لوکل گورنمنټ چې راشی، د هغوی الیکشن اوشی، ما د ډیپارټمنټ سره ډسکس کړے دے خو زما خپل مائنډ دا وائی چې Once the local bodies راشی نو بیا به د دې Duplication کیږی، نو بیا به په دې ډسکشن اوکړو، فی الحال زمونږ څه اراده نشته۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ یہ کوئسچن نمبر1377، زرین گل صاحب۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے جی، کوئسچن نمبر1377۔

* 1377 _ جناب زرین گل (سوال محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی نے پیش کیا): کیاوزیر آبپاشی ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ سال 1991 میں صوبوں کے درمیان پانی معاہدہ(Water Accord)ہوا تھا؛

(ب) اگر(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ معاہدہ کے تحت خیبر پختونخوا کو کتنے مکعب کیوسک فیٹ پانی کا کوٹہ ملا اور اس سے تاحال کتنا استفادہ حاصل کیا جاچکا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب پرویز خٹک (وزیراعلیٰ) {جواب جناب عارف یوسف (پارلیمانی سیکرٹری) نے پڑھا}: (الف) جی ہاں۔

(ب) مارچ 1991 کے معاہدہ آب بین الصوبائی کے تحت صوبہ خیبر پختونخوا کو کل 8.78 ملین ایکٹر فٹ حصہ تفویض کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ سیلابی پانی اور آئندہ نئے ڈیموں میں خیبر پختونخوا کا حصہ 14 فیصد رکھا گیا ہے تاہم صوبہ خیبر پختونخوا 5.78 ملین ایکٹر فٹ یعنی 66 فیصد استعمال کر کے اس سے استفادہ حاصل کرتا ہے جبکہ 3. ملین ایکٹر فیٹ یعنی 34 فیصد نہری نظام کی عدم دستیابی کی وجہ سے اب تک استعمال میں نہیں لایا جا چکا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(ملین ایکٹر فٹ)

| نمبر شمار | کیفیت/نام کینال | تفویض شدہ حصہ | موجودہ استعمال | تفریق |
|---|---|---|---|---|
| 1۔ | گورنمنٹ کینال | 5.78 | 4.11 | 1.67 |
| 2۔ | سول کنیال | 3.00 | 1.67 | 1.33۔ |
| | میزان | 8.78 | 5.78 | 3.00 |

(2) مندرجہ بالا متعین مقدار کے علاوہ سیلابی پانی اور آئندہ بننے والے ڈیموں میں بھی فیصد حصہ مقرر کر دیا گیا جو کہ حسب ذیل ہے:

| نمبر شمار | صوبہ پنجاب | صوبہ سندھ | صوبہ بلوچستان | صوبہ خیبر پختونخوا |
|---|---|---|---|---|
| | 37 | 37 | 12 | 14 |

<u>محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی</u>: جناب سپیکر! یہ پچھلے کوسچن، سپلیمنٹری یہ پوچھ رہے ہیں۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جی میڈم۔

<u>محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی</u>: اچھا سر! بہت شکریہ۔ یہ بڑا Interesting Question ہے، Water Accord کے حوالے سے ہے اور جو صوبائی محکمہ ہے، اس نے جواب بھی دیا ہے اپنی طرف سے، لیکن ساتھ ہی یہ چیز کلیئر نہیں ہوئی کہ جو 34 فیصد نہری نظام کی ابھی عدم دستیابی کی وجہ سے جو پانی استعمال نہیں کر پا رہا، اس کے حوالے سے صوبے نے کیا کوئی Claim کیا ہے محکمے سے یا ان سے کہ Are we getting some benefits, some water charges on it? اور دوسرا یہ کب تک، کتنا

استفادہ کیا ہے تاحال، اس کی تفصیل فراہم کی جائے، میرا یہ سپلیمنٹری کوئسچن ہے کہ اس 34% پانی کو استعمال میں لانے کیلئے صوبے کی کوئی پلاننگ ہے؟ Are we planning to have irrigation system built for, to consume this water?

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سکندر شیر پاؤ صاحب، پلیز۔

جناب سکندر حیات خان: ډیره مهربانی سپیکر۔ زه دیکښې دا تپوس کول غواړم جناب سپیکر! چې دا دې نورو صوبو ته چې کله دا Water Accord شوے وو، د هغې نه پس دا نورو صوبو ته دوئ فیډرل گورنمنټ طرف نه یو یو سکیم ورکړے وو چې مونږ به تاسو ایډجسټ کولو د پاره تاسو ته به مونږ سکیمز درکوؤ او دا سې مختلف صوبو ته سکیمز ورکړی شوی دی، زمونږ صوبې له سکیم نه دے ورکړے شوے، نو آیا حکومت دا اراده لری چې دا کیس سی سی آئی کښې Take up کړی یا بل کوم داسې فورم باندې چې Effective طریقې سره چې د دې دغه شی ځکه زما د اندازې په مطابق څه سل اربو نه زیاتې روپۍ د دې په مد کښې مونږ ته جوړیږی، نو آیا دا کیس مونږ Take up کوؤ لگیا یو، که Take up کوؤ لگیا یو نوکوم فورم باندې Take up کوؤ لگیا یو او په دیکښې کله به پیشرفت کیږی جناب سپیکر؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالستار خان، عبدالستار خان صاحب۔

جناب عبدالستار خان: سر، یہ بڑا Important سوال ہے، Water Accord 1991 کے حوالے سے ہے، غالباً اس سے پہلے بھی ہم نے پانی کے مسئلے میں ایریگیشن کے حوالے سے ادھر کوئی سوالات اٹھائے تھے۔ اس میں ہمارے صوبے کا جو حصہ بنتا ہے، ٹوٹل اس فارمولے کے تحت 66% ہمارا حصہ بنتا ہے، اس میں سے 34 % ہمارا پانی جو ہے وہ ضائع ہو رہا ہے۔ 2008 کے بعد اس اسمبلی میں ہم آئے، یہ ایک بہت اہم پراجیکٹ اسی حوالے سے CRBC چشمہ رائٹ بنک کینال، وہ اے ڈی پی میں Show کرتے ہیں لیکن آج تک اس پہ کام نہیں ہو سکا۔ تیسرا میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں اس وقت انڈس ریور دریائے کابل اور دریائے کنہار کا پانی ضائع ہو رہا ہے، پنجاب نے اپنے حصے کا پانی استعمال کیا ہے، انفراسٹرکچر بنایا ہے، ہمارے صوبے نے آج تک، آج تک اپنا انفراسٹرکچر نہیں بنایا، اسی وجہ سے ہمارا یہ 34% پانی جو ہے وہ ضائع ہو رہا ہے اور دریا میں گرتا ہے یا پنجاب استعمال کرتا ہے۔ تو اس لئے چاہونگا کہ گورنمنٹ کی

طرف سے اس کیلئے آپ کے پاس کیا حل ہے، کیا تجاویز ہیں، کیا منصوبہ بندی ہے، کیا CRBC کو بنانے کا پروگرام ہے یا کہ اس کو ڈراپ کیا گیا ہے اے ڈی پی سے؟ یہی میرا اسپلیمنٹری سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب سلطان خان صاحب۔

جناب سلطان محمد خان: سپیکر صاحب، ډیره مهربانی۔ سر، زما سپلیمنټری کوئسچن د دې باره کښې دا دے، او دا ډیر زیات Important کوئسچن هم وو، Water apportionment Accord چې 1991 کښې شوے وو خو سپیکر صاحب! په دې Deficiencies کښې څه دا سې خبرې، دې وخت کښې څه Water Accord 1991 داسې شته په گراؤنډ باندې چې مونږ د هغې Water Accord نه، زمونږ صوبه خیبر پختونخوا چې ده سپیکر صاحب! هغه پوره پوره فائده لګیا ده نه اخلی۔ د هغې اړخ ته خو اشاره اوشوه چې مونږ پوره خپلې اوبه چې کوم مونږ ته ایلوکیټ شوې نو هغه مونږ ته نه ملاویږی ځکه چې زمونږ انفراسټرکچر هغه شان ډیویلپ شوے نه دے سپیکر صاحب۔ بل سپیکر صاحب! دیکښې Flood damages چې په 2010 کښې کوم Flood damages اوشو نو د هغې نه پس داسې Steps اخستل پکار وو چې Flood damages د راروان وخت د پاره Minimize شی۔

بل چې کوم Indus Basin Mathematical Model دے سپیکر صاحب، نو د هغې د اپ ګریډ کولو ضرورت دے او هغه چې کوم دے په دې جواب یا مونږ ته دلته په هاؤس کښې داسې څه خبره مخکښې مخې ته نه ده راغلې چې حکومت څه اقدامات د دې باره کښې اخلی لګیا دے؟ سپیکر صاحب! Telemetry system چې دے نو دا نور هم Accurate کول غواړی او زما لاسټ پوائنټ سپیکر صاحب! دا دے که دا Kindly ټریژری بنچز او ذمه وار منسټر صاحب د ځان سره نوټ کړو، سپیکر صاحب! په هغې کښې غټ پوائنټ دا دے چې مونږ ته Reservoirs پکار دی، زمونږ په صوبه کښې د Water storage د پاره، سپیکر صاحب! مخکښې ورځو کښې د رولنګ پارټۍ چې کوم مشر دے، د نن نه څه موده مخکښې د هغوی یو بیان راغلے د کالاباغ ډیم حوالې سره نو سپیکر صاحب! زما ضمنی سوال دا دے چې آیا صوبائی حکومت دا کوم سیریس او Practical steps چې کوم پکار دی د Water Accord implementation د

پاره، هغې کښې Interested دے او هغه Implement کول غواړی او که نه د کالاباغ ډیم په شان يو Dead issue چې کومه ده، هغې ته نيشنل ليول باندې هوا ورکول غواړی؟ د دې قوم هم ټائم ضائع کول غواړی او د صوبې سره هم زياتے کول غواړی سپيکر صاحب! که د دې جواب ماته ملاؤ شو نو ډيره مهربانی به وی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سمیع علیزئی صاحب۔

جناب سمیع اللہ: تھینک یو ویری مچ، سر۔ میں ایک تو اپنے بھائی کے بات کو Endorse کرتا ہوں اور ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ تقریباً جتنا وہ پانی بقایا ہے اور جو ہمارا ڈسٹرکٹ ڈیرہ اسماعیل خان ہے، یہ اس صوبے کا فوڈ باسکٹ ہے جس میں الحمدللہ سات لاکھ ایکڑ جو ہے وہ آباد ہے چشمہ رائٹ بنک کینال اور پہاڑ پور کینال سے،اور ایک لاکھ 90 ہزار ایکڑ (رقبہ) جو ہے،وہ گومل زام ڈیم سے آباد ہوگا،تو میری سر! استدعا یہ ہے اور میں نے آنریبل چیف منسٹر کو بھی اس بارے میں بات کی ہے اور اپنے اس 'آگسٹ' ہاؤس کو بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو ڈھائی لاکھ ایکڑ کی ایک پٹی ہے کہ جدھر سے گومل زام ڈیم اور ادھر سے چشمہ رائٹ بنک کینال،اس ڈھائی لاکھ ایکڑ کی پٹی کیلئے جو Water rights ہیں،وہ کافی زیادہ اس کے تلف ہوئے ہیں تو میں آنریبل سپیکر! آپ کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گومل زام ڈیم کا جو منصوبہ ہے، اس میں تھوڑی سی Revision کی جائے اور جو اس کی Distries ہیں جو تین Main distries ہیں اسکی،اگر ہم ان کو چھ یا سات کلومیٹر تک آگے لے آتے ہیں تو الحمدللہ تقریباً ایک لاکھ 12 ہزار ایکڑ جو ہے،اس کو بھی ہم اسی پانی سے سیراب کر سکتے ہیں کیونکہ ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ اگر آپ چشمہ بیراج کے اوپر جائیں تو آپ Right side پہ دیکھتے ہیں تو ایک بالکل چھوٹی سی Minor کی طرح،ساڑھے چار ہزار کیوسک جارہا ہے صوبہ سرحد کی طرف، خیبر پختونخواہ کی طرف اور 22 لاکھ،22 ہزار ایکڑ،22 ہزار کیوسک کی، جو جہلم لنک کینال ہے اس میں 22 ہزار کیوسک جارہا ہے تو یہ بڑا ایک عبرت ناک منظر ہوتا ہے جب ہم چشمہ بیراج کے اوپر ٹھہرتے ہیں۔تو جناب والا! اگر ہم نے خود کفیل ہونا ہے، چاہے خوراک کی مد میں یا ہم نے ایگریکلچر جو ہے یہ سب سے زیادہ Job providing آپ کا سیکٹر ہے-----

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! یہ تو ضمنی-----

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: میری تو سمجھ میں نہیں آرہاہے، بالکل۔۔۔۔۔

جناب سمیع اللہ: بالکل ان کی بات بجاہے لیکن میں نے اپنے علاقے کا بھی حق میڈم! ادا کرنا تھااور اس کو Endorse کر رہاہوں اس لئے ان کی بات کو کہ سر! اس پانی کو Utilize کیا جائے اور اس کا انفراسٹرکچر بنایا جائے اور خاصکر وہ جو ایک دو ڈھائی لاکھ ایکڑ کی پٹی ہے ہمارے علاقے کی تحصیل ڈیرہ اسماعیل خان کی، اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور 1991 سے لے کے ابھی تک جو ہمارا پانی پنجاب استعمال کر رہاہے، اس سے بھی اس پانی کا ٹیکس یا وہ ان سے وصول کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسٹر شاہ فرمان پلیز، شاہ فرمان خان۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): عارف یوسف دینگے جواب، جی۔

جناب عارف یوسف (پارلیمانی سیکرٹری): جناب سپیکر! میں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف یوسف، پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ یہ جو سوال پوچھا گیا تھا، اس میں جو ڈیٹیل ہے، اس میں بالکل یہاں پہ ہے کہ ٹوٹل جو چاروں صوبوں کا 1991 میں جو معاہدہ ہوا تھا، اس میں 14% کے پی کا حصہ بنتاہے جس میں 66%، یہ بات صحیح ہے کہ 66% استعمال ہو رہاہے اور 34% جو پانی ہے، وہ پھر سندھ اور اس میں واپس چلا جاتاہے، وہ استعمال نہیں ہو رہا۔ اصل میں اس میں ڈیٹیل تو اس کے ساتھ ہے لیکن جو زرین گل صاحب نے اس کے ساتھ ایک کوسچن کیا ہے، 1378، بالکل اس کے ساتھ ہے، گومل زام ڈیم کا جو اس میں بتایا گیا ہے۔۔۔۔۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! اس کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: نہیں، اس کے ساتھ اس کا تعلق ہے جی، اس وجہ سے کہ یہ جو ہمارا ایگریکلچر سسٹم ہے یا جو نہریں ہیں، وہ اس طرح نہیں ہیں جس طرح ستار صاحب نے کہا ہے کہ جو دریائے کابل سے، یہ اصل میں چترال سے پانی آرہاہے، کابل جاتاہے، کابل سے پھر ادھر آرہاہے، واقعی یہ بات ان کی بالکل ٹھیک ہے، اس کے اوپر ابھی تک کوئی سنجیدگی سے کسی نے غور نہیں کیا کہ وہ ہمارا پانی، دوسرا افغانستان جا کے پھر آرہاہے اور

ابھی ہمارے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ افغانستان میں باقاعدہ اس کے اوپر آگے ڈیم بنانے کی کوشش کی جارہی ہے، تو اس کے اوپر میں خود بھی، بالکل یہ بڑا صحیح کوئسچن ہے اور اس کے اوپر سوچ کی ضرورت ہے اس لئے کہ اگر وہاں پہ افغانستان میں اس کے اوپر ڈیم بن گیا تو یہ ہمارے لئے بڑا پرابلم بن جائے گا۔ ابھی میری اپوزیشن بنچز سے اس میں بات بھی ہوئی تھی تو اس میں یہ تھا کہ یہ چترال سے جو پانی آرہا ہے، اس کو بلکہ دریائے کابل سے دریائے چترال ہونا چاہیئے جی اور اس کا جو پانی ہے، یہ باقاعدہ ڈائریکٹ ٹنل یا جو سسٹم ہے، اس کے مطابق ادھر ہماری طرف آئے، اس لئے کہ اس کے اوپر ایک سوچ کی ضرورت ہے لیکن یہاں پہ جو کوئسچن ہے، کوئسچن کے مطابق میں آتا ہوں، اس میں جو گومل زام ڈیم کی جو میں بات کرتا ہوں، 1378 جو کوئسچن ہے، اس میں۔۔۔۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! یہ اس سے پہلے جو سوال ہے، یہ تو اس میں ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 1378 سے پہلے جو۔

پارلیمانی سیکرٹری: سر، اس میں انہوں نے جو ڈیٹیل مانگی ہے اور ڈیٹیل ان کو دے دی گئی ہے۔ جتنا پانی ہے، وہ 66% استعمال ہو رہا ہے، 34% جو ہے، وہ اس لئے استعمال نہیں ہو رہا کہ ہمارے پاس ایگریکلچر نہریں، صحیح سسٹم نہیں ہے اس وجہ سے وہ استعمال نہیں ہو رہا ہے جی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! He has not been listening to supplementary questions اور وہ ایسے ہی سر! جواب دے رہے ہیں، سپلیمنٹری کوئسچنز انہوں نے نہیں سنے وہ اسلئے انکا وہ جواب نہیں دے رہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: نہیں، جو آپ نے سوال کیا ہے، جو اس میں لکھا ہے، ضمنی کوئسچن ہے۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! یہ تو ہمارے سپلیمنٹری کوئسچن کا جواب نہیں ہے، یہ تو ہم نے جو ضمنی سوال کئے ہیں، وہ جواب میں یہ تو آپ کہہ رہے ہیں کہ 66% ہم استعمال کر رہے ہیں، 34% نہیں کہا۔

پارلیمانی سیکرٹری: بالکل۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: سپلیمنٹری کوئسچن یہ ہے کہ کیا آپ لوگوں نے Water charges Claim کئے، کیا کوئی کیس تیار کیا، کیا سی سی آئی کیلئے کبھی آپ لوگوں نے کوئی Presentation کی ابھی تک، کوئی گورنمنٹ کے پلان میں کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: دیکھیں اس کی باقاعدہ ڈیٹیلز کہی ہوں گی، آپ Separate Question اس کیلئے لے آئیں، یہ اس کے ساتھ پوری اس کی ڈیٹیل لینی ہوگی، یہ صرف چھوٹی بات نہیں ہے، آپ کوئسچن لائیں، اس کے ساتھ ہم کر کے اس کی آپ کو Reply کر دیتے ہیں جی۔۔۔۔۔

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک، ایک بندہ بات کرے تو بہتر ہے۔ جی، سلطان صاحب۔

جناب سلطان محمد خان: سپیکر صاحب! ډیره مهربانی۔ Speaker Sahib! There is such a thing in this House, called a supplementary question and a supplementary question can always be asked after the main Question has been asked او سپیکر صاحب! هغې کبنې خو If the honorable Minister has not noted down those supplementary questions, so I will repeat them for him. No. 1: Is the Provincial Government doing anything at all to implement the Water Accord 1991? No. 2: Is the Provincial Government seeking any charges for the water already used by the other Provinces according to the water accord 1991? No. 3: Is the Provincial Government doing anything at all to improve the infrastructure so that this water is used to the fullest extent that is allocated to this Province? یہ تو جناب سپیکر! بہت زیادہ Simple supplementary questions ہیں اور رولز میں یہ موجود ہے کہ Supplementary questions can always be asked، تو یہ جواب دیں یا یہ کہیں کہ چونکہ آج یہ لاء منسٹر نہیں ہیں، ایریگیشن منسٹر بن گئے تو ان کے پاس انفارمیشنز نہیں ہیں مان لیں، تو پھر ہم مان لیتے ہیں سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی عارف یوسف، پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری: سر، جو اس میں مانگا گیا ہے سوال میں، یہ Calculations ہیں سر، یہ وہ نہیں ہے کہ زبانی کچھ جمع خرچ کیا جائے، یہ Calculations ہیں، اس کے بارے میں مانگ رہے ہیں۔ جو انہوں نے ڈیمانڈ کی ہے، وہ باقاعدہ اس کو کوسچن میں ان کی Reply، مکمل Reply ہے، کوئی بھی اس میں کمی نہیں ہے جس طریقے سے مانگا گیا ہے، اگر یہ کوسچن کرتا ہے تو آپ یہ باقاعدہ وہ کرلیں، کوسچن دوسرا Put کرلیں، اس کے اوپر باقاعدہ ہم ان کو، جو کوسچن کرینگے اس کے مطابق ان کو جواب دے دیتے ہیں جی۔۔۔۔

(شور)

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر، کمیٹی کو ریفر کردیں سر، جناب سپیکر! جی بات، ایک بات۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میڈم، میڈم انیسہ زیب صاحبہ۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! ابھی تو پھر مجھے یہ بھی جسارت نہیں کرنی چاہیے، میں تو ایک اور سپلیمنٹری پوچھنا چاہ رہی تھی، جس میں انہوں نے دوسرے حصے میں جواب لکھا ہے کہ مندرجہ بالا متعین مقدار کے علاوہ سیلابی پانی اور آئندہ بننے والے ڈیموں میں بھی فیصد حصہ مقرر کردیا گیا ہے۔ اب میں یہ پوچھنے کی جسارت نہیں کرسکتی کیونکہ منسٹر صاحب کہیں گے، ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہ فریش کوسچن کریں کہ اس کے اندر آپ لوگوں نے، اب تک مقرر تو کردیا گیا ہے، کتنا شیئر Avail کیا ہے اور Water charges، تو سر! یہ تو جب آپ بریفنگ لے رہے ہوتے ہیں کسی کوسچن کی، تو یہ کوسچن تو خود آپ کے Mind میں آنا چاہیے کہ اچھا 34% ہم نے نہیں استعمال کیا تو اس کا کیا کرنا ہے؟ اور یہ بہت Simple سی بات ہے نا، کہیں کہ ہم نے ابھی تک کوئی کیس تیار نہیں کیا سی سی آئی میں، We are not prepared تو یہ بھی ایک جواب ہو جائے گا۔

سردار محمد ادریس: جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار ادریس صاحب، سردار ادریس، پلیز۔

سردار محمد ادریس: شکریہ جناب سپیکر۔ یہ ذرا مائیک آن کردیں، یہ ذرا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار ادریس صاحب۔

سردار محمد ادریس: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ پورے ہاؤس کو معلوم ہے کہ اس گورنمنٹ نے، This question has already been taken up with the CCI اور وہاں پہ 34% ہمارا وواٹر Due ہے، وہ Already فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ، جو بھی پراونس، پنجاب پراونس اور دوسرے،ان کے پاس چونکہ جواب مکمل طور پر نہیں آیا ہے تو اس وجہ سے یہ Proper طریقے سے جواب نہیں دے سکے ہیں اور I will request you کہ ان سے،اس کے محرک سے ریکویسٹ کی جائے کہ فریش کوسچن آجائے گا لیکن ایسا نہیں ہے کہ 34% پہ فیڈرل گورنمنٹ سے یا پنجاب پراونس سے بات نہیں ہوئی ہے، This question has already been taken up and I have already read in the newspaper as well اور چیف منسٹر نے اس کو Take up کیا تھا اور Similarly, similarly جو دوسرے۔۔۔۔۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بس یہ کمیٹی کو دے دیں۔

سردار محمد ادریس: نہیں، اس میں ضرورت نہیں ہے، میں صرف یہاں پہ یہ عرض کرونگا کہ یہ Already یہ پراونشل گورنمنٹ، یہ چونکہ پراونشل گورنمنٹ کے Rights کا مسئلہ ہے اور یہ Question already فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اور پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ Taken up ہے اور جہاں پہ انفراسٹرکچر ڈیویلپمنٹ کی بات ہے، انفراسٹرکچر ڈیویلپمنٹ کیلئے ان شاء اللہ تعالیٰ That is already under consideration with the government and that has already been taken up over here.

(شوراور قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مسٹر شاہ فرمان صاحب کو سن لیتے ہیں، شاہ فرمان صاحب، پلیز۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): جناب، (شور اور تالیاں) جناب سپیکر! مونږ به چې په ما شومتوب چرته مشر هلک اووهلو نو مونږ به د هغه جواب نه شو کولے نو مونږ به ورته وئیل چې خپلو همځولو له ورشه۔ Experienced Opposition ہے اور یہ کئی دن سے میں نوٹ کر رہا ہوں اور بابک صاحب اس میں بڑے ایکسپرٹ ہیں کہ یہ جو سوال کرتے ہیں، اگر Concernd Minister بھی بیٹھا ہو، اس کے ساتھ جو سپلیمنٹری کوسچن کے بہانے جو نئی چیزیں پوچھی

جاتی ہیں، وہ بالکل اس سوال کا حصہ نہیں ہوتیں اور میں کئی دفعہ اس کے، اور سوچ رہا تھا کہ آپ کے ساتھ بھی جناب سپیکر! اس کے اوپر میٹنگ کریں کہ Relevant information جو اتنی Important ہو، اتنی Important ہو، یہ تو ایسے لگتا ہے کہ بالکل یہ Important Question ہے اور اس کے اوپر ڈیبیٹ کی جائے، آپ بحث کیلئے اس کو منظور کریں اور اس کے اوپر اپوزیشن اور گورنمنٹ تیاری، لیکن ایک سنگل کوئسچن کے ساتھ یہ سارا Link کر کے اس قسم کے سوالات کہ آگے سے 'کنسرنڈ' بندہ جواب ہی نہ دے سکے اور اگر اس کا ایری گیشن بھی موجود ہو، چیف منسٹر بھی موجود ہو اور فنانس منسٹر بھی موجود ہو، اگر ان کی بھی تیاری نہ ہو تو جو سپلیمنٹری کوئسچنز کہ جو آئے ہیں، وہ جواب نہیں دے سکیں گے، تو اگر ہاؤس یہ چاہتا ہے کہ ان کو Complete information ملے تو بالکل اس کو بحث کیلئے منظور کریں، Important ہے، اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں لیکن اس طرح Simple question کر کے اس کے اندر اور ساتھ ساتھ ڈالنا، یہ میں سمجھتا ہوں کہ انصاف نہیں ہے جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سکندر شیر پاؤ صاحب، سکندر شیر پاؤ، پلیز۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر، دا کوم کوئسچن چې مونږ تپوس کوؤ، دا هم دې د پاره وی چې مونږ د حکومت هم رهنمائی کول غواړو او مونږ غواړو چې دا د صوبې مسئلې دی چې په هغې کښې مونږ نه هم چې څه Input وی چې مونږ هغه خپل هغه Input پکښې ورکړو خو جناب سپیکر! زه ډیر افسوس سره وایم، شاه فرمان خان خو دې طرف ته سوچ کړے دے چې یره منسټران هغه شان جواب نه شی ورکولې خو دې طرف ته نه ګوری چې منسټرانو تیارے کړے هم وی، نه راځی جناب سپیکر! پکار خو دا ده چې دې هاؤس ته چې راځی نو هغه کوئسچن د Fully prepared وی او د هغې هر Angel چې دے، د هغې کم از کم د هغوی جواب ورکولے شی او که بالکل د هغې سره یو Irrelevant question وی نو هغه بیله خبره ده خو چې د هغې سره Related کوم کوئسچنزدی نو دا خو پارلیمنټری پریکټس پاتې شوے دے چې په هغې باندې به سپلیمنټری کوئسچنز کیږی جناب سپیکر! دوئ د هغه خپله ناکامی چې ده هغه د په دې باندې نه اړوی چې یره اپوزیشن د داسې سوالونه تپوس کوی، (تالیاں) دوئ د خپل ناکامی

اومنی او جناب سپیکر! دا نه صرف د دې قوم پیسې دوئ ضائع کوی لګیا دی جناب سپیکر! بلکه د دې صوبې خلقو سره هم زیاتے کوی لګیا دی۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر! جب کوئی معزز رکن اسمبلی کوئسچن کرتا ہے تو ایک مہینے کے بعد تقریباً اس کا جواب Concernd Minister کے پاس آتا ہے اور منسٹر صاحب کو پتہ ہی نہیں ہوتا ہے کہ یہ کوئسچن آیا ہے اور اس کا میں نے کیا جواب دینا ہے؟ اگر منسٹر صاحب تیاری کر کے آئیں تو انہیں بالکل جو ضمنی کوئسچنز ہیں، ان کے حوالے سے بھی معلومات ہوں لیکن وہ تیاری نہیں کرتے ہیں، تو برائے مہربانی یہ کوئسچن کمیٹی کو ریفر کر دیں اور وہ انتہائی اہمیت کا حامل یہ کوئسچن ہے، اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں اور پھر کمیٹی میں یہ ساری چیز کلیئر ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نگہت اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سپیکر صاحب! جناب سپیکر صاحب، اپوزیشن یہاں پہ جو بھی ایجنڈا یا جو بھی کوئسچن یا تحریک التواء یا قرارداد یں لے کر آتی ہے جناب سپیکر! ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی رہنمائی کر سکے، وہ تنقید برائے تنقید کی بات نہیں کرتی ہے اور اگر ایک کوئسچن پہ اگر کوئی منسٹر یہ کہتا ہے کہ یہ کیبنٹ کی ایک Responsibility ہے کہ کوئی بھی منسٹر جواب دے سکتا ہے تو جناب سپیکر! پھر تمام منسٹروں کو ایک دوسرے کے ڈیپارٹمنٹ میں بیٹھ کے اچھی طرح سبق پڑھ کے آنا چاہیئے کہ ہم نے اس Related Question، یہ کہاں کہاں جا سکتا ہے اور اس میں کیا کیا ضمنی کوئسچنز اٹھ سکتے ہیں، تو اس کیلئے یہ نہیں ہے جناب سپیکر! اب ہمارے کوئسچنز جو ہیں، چھ چھ مہینے ہو گئے ہیں کہ سیکرٹریٹ میں پڑے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود جب چھ مہینے کے بعد میرا کوئسچن آئے گا اور اس میں یعنی میں نیا کوئی پوائنٹ لکھوں گی یا پوچھوں گی تو منسٹر صاحب یہ کہیں گے جناب سپیکر صاحب! پچھلے ایک سال سے آپ کی چیئر کے توسط سے میں یہ ان لوگوں کو، منسٹرز کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ آپ کی کارکردگی بالکل صفر ہے جناب سپیکر! کیونکہ نہ تو یہ تیاری کر کے آتے ہیں اور یہاں پہ جو اپوزیشن تیاری کر کے آتی ہے، ان کے جوابات تسلی بخش نہیں ہوتے ہیں۔ اگر کمیٹی میں چلا جائے اور آپ لوگوں کے پاس وہ نالج نہیں ہے اور اگر کمیٹی میں یہ کوئسچن جا کے اور وہاں

یہ پورے طریقے سے ایک ممبر کی تسلی ہو جاتی ہے تو جناب سپیکر! اس کو کمیٹی میں، کمیٹیاں بنی ہی اسی لئے ہیں، وہ منی اسمبلیاں ہیں تاکہ اگر اسمبلی میں جو بات نہیں ہو سکتی تو وہ منی اسمبلی میں جا کے، یہ کمیٹی میں بات ہو جائے تو اس میں ان لوگوں کو یہ حرج نہیں ہونی چاہیے کہ اگر کوئسچن کمیٹی کے پاس جاتا ہے۔ تھینک یو، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میڈم انیسہ زیب صاحبہ۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: شکریہ جناب سپیکر۔ میرا خیال ہے یہ بڑی واضح ہو گئی، مجھے اندازہ ہے عارف یوسف صاحب ہمارے لئے بہت قابل عزت ہیں، قابل احترام ہیں، ان کی میں اس بات کو سراہتی ہوں کہ وہ ہمت کرتے ہیں۔ ہر محکمے میں اصل کنفیوژن یہ نہیں ہے کہ اس کوئسچن پر جواب نہیں آرہا، اصل کوئسچن یہ ہے کہ حکومت میں اس وقت Ministries کا ایک بہت بڑا کنفیوژن ہے، Nobody knows کہ کونسی منسٹری کس کے پاس ہے؟ اگر ایک محکمے کے پاس صحیح وزیر ہو تو I am sure وہ تمام Aspects سے واقف ہوتا ہے۔ شاہ فرمان صاحب سے ہر محکمے کا کام چلاتے ہیں، اللہ بخشے جب اسرار اللہ گنڈاپور صاحب تھے تو وہ As a Law Minister tackle کر لیتے تھے، آج یہ ضروری ہے کہ اس ہاؤس میں ایک Proper Law Minister ہو، اس کے بغیر Law and Parliamentary Affairs وہ نہیں ہیں، یہ منسٹری کتنے عرصے سے خالی ہے، نہیں Fill کر رہے ہیں۔ جو منسٹرز ہیں، دو دو محکمے ہیں، آج میں نے سنا کہ کل ہیلتھ منسٹر یہاں پر آکر انہوں نے کہا کہ میں ہیلتھ منسٹر ہوں اور آج وہ سٹینڈنگ کمیٹی اور انڈسٹریز کی میٹنگ Attend کر رہے تھے As a Minister Industries، حالانکہ ایڈیشنل چارج نہیں دیا گیا، (تالیاں) مطلب ہے یہ کنفیوژن وہاں پر ہے۔ شاہ فرمان صاحب کے پاس تو اللہ تعالیٰ نے قوت گفتار دی ہے، وہ کسی نہ کسی، کبھی مذاق، کبھی لطیفہ سنا کے، کبھی پیشو (بلی) کا ذکر کر کے (تالیاں) کہیں نہ کہیں مزاح میں چینج کر دیتے ہیں لیکن بنیادی طور پر حقیقت یہ ہے کہ یہ کوئی مشکل نہیں ہے، یہ ٹیکنکل کوئسچن نہیں ہے اور بحث کیلئے ہم رول 48 کے تحت نوٹس دے دینگے کہ اسی پر بحث ہو لیکن اس کو میرے خیال میں کمیٹی کے حوالے کریں، بہت اہم ہے اور پھر By that time مجھے یقین ہے ایریگیشن منسٹر بھی طے ہو جائیگا اور یہ وہاں پر باقاعدہ ڈیبیٹ ہو جائیگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ فرمان صاحب، شاہ فرمان صاحب۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): تھینک یو جناب سپیکر۔ سب سے پہلے تو جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ تعین کیا جائے اور سپیکر اس کے اوپر اتھارٹی ہے، رولنگ دے سکتا ہے کہ کیا یہ سپلیمنٹری کوسچن بنتا ہے کہ نہیں؟ اس سے پہلے بھی کئی کوسچن اس قسم کے آئے اور میں نے جیسے کہا کہ بابک صاحب بڑے ایکسپرٹ ہیں، وہ جس طرح ساتھ چیزیں ملاتے ہیں، اس سوال کے اندر دو چیزیں پوچھی گئی ہیں جناب سپیکر، دو چیزیں پوچھی گئی ہیں اور وہ دونوں Statistical details سے ان کا تعلق ہے اور اس کا جواب موجود ہے۔ اب اس کے اوپر جو کمنٹس ہوئے ہیں، اس سوال کی Importance سے کوئی انکار نہیں ہے، میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر بحث کی جائے ایوان کے اندر، لیکن اس طرح چھوٹی سی Statistical detail پوچھ کے، میں Future business کی بات کر رہا ہوں کہ چھوٹی سی Statistical detail پوچھ کے بعد میں سپلیمنٹری کوسچن کے بہانے جو ڈیٹیلز پوچھی جاتی ہیں، تو ہمیشہ سے یہی ماحول ہو گا جناب سپیکر! آپ اس کے اوپر اپنی رولنگ دیں اور رول آف بزنس کے حساب سے Decide کریں کہ سپلیمنٹری کوسچن یہ بنتا ہے کہ یہ نیا کوسچن بنتا ہے یا یہ اس کوسچن کے اندر سپلیمنٹری کوسچن ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مفتی جانان صاحب، پلیز۔

مفتی سید جانان: سپیکر صاحب! رول 48 تحت زه نوټس لیږم چې دا کوئسچن د تفصیلی بحث د پاره دې ایوان کښې منظور شی، جناب سپیکر۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، اس کو باقاعدہ بحث کیلئے لے آتے ہیں، اس کوسچن کو۔ جی سردار حسین بابک، پلیز۔

جناب سردار حسین: شکریه سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، په دې کوئسچن باندې خو ډیر زیات بحث هم اوشو او ضمنی کوئسچنې پرې هم راغلې، زما یقین دا دے که مونږ اوګورو نو شاید چې دا دومره بحث هم په کوئسچن نه کیدلے او بیا داسې Irrelevant جوابونه هم شاید چې نه راتلے او دوه خیزونه سپیکر صاحب! مونږ نوټ کوؤ، یو خو دا چې خدائے شته ماته تراوسه پورې دا نه ده پته

چې د ایریګیشن منسټر څوک دے؟ او زما یقین دا دے چې تر اوسه پورې ایریګیشن منسټر شته هم نه، یوه۔ دویمه دا چې پکار دا ده چې کوم کوم منسټر سره کوم کوم بزنس دے چې که هغه تیاری سره راتلې نو شاید چې دومره وخت به نه ضائع کیدو ځکه چې یوه ګهنټه زمونږ' کوئسچنز آور' وی۔ صحیح ده زمونږ د طرف نه خو به ضمنی کوئسچنې راځی خو که د هغې طرف نه یو Concrete او Precise جواب راتلے نو بیا غیر ضروری خبره داسې نه وه او زمونږ خو دا امید وو، مونږ دا توقع کوله چې دا نوے حکومت چې راغلے دے، دا خو په یوه ایجنډا باندې راغلے دے او اوس یوولس میاشتې اوشوې، یوولس میاشتې چې په وزارتونو باندې هغوی نه یوځائې کیږی او بیا د قربان صاحب هم زه توجه غواړم ځکه چې قربان صاحب مونږ ته په سینه باندې لاس ایښے وو چې اپوزیشن د په ما اعتماد اوکړی، نو مونږ خو په قربان صاحب باندې اعتماد کړے دے او دا مسئله لا حل کیږی نه، نو پکار دا ده چې دا مسئله اوس حل شی۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: کوئسچن نمبر1379، محترمہ عظمیٰ خان۔

<u>محترمہ عظمیٰ خان</u>: کوئسچن نمبر1379۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جی۔

* 1379 _ <u>محترمہ عظمیٰ خان</u>: کیاوزیر انتظامیہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) خیبر پختونخواہاؤس اسلام آباد مین اولڈ بلاک S-I اورS-II کے علاوہ دونئے بلاک تعمیر کئے گئے ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو نئے بلاک میں ایم پی ایز اور سول آفیسرز کو بھی کمرے الاٹ کئے جاتے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

<u>جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ)</u>: (الف) جی ہاں۔

(ب) نئے بلاک پختونخواہاؤس میں کام کرنے والے سٹاف کیلئے تعمیر کئے گئے ہیں جن میں 16 فیملی کوارٹرز اور32 سنگل بیچلر کمرے ہیں جو تمام سٹاف کوالاٹ کئے گئے ہیں۔

<u>Ms. Uzma Khan</u>: Satisfied Sir.

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: تھینک یو۔ کوئسچن نمبر1380، محترمہ عظمیٰ خان۔

محترمہ عظمیٰ خان: شکریہ جناب سپیکر۔ مسٹر سپیکر، میں نے کوئسچن کیا تھا کہ آیا یہ درست ہے کہ مسمی عبد الرشید بینک آف خیبر میں وائس پریذیڈنٹ کی پوسٹ پر خدمات سرانجام دے رہے تھے اور فالج کا حملہ ہونے پر کچھ عرصہ کام سے قاصر رہے ہیں؟ جناب سپیکر، یہ ان کی مجھے ایک بہت بڑی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوری، یہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ فنانس منسٹر آج چھٹی پر ہیں تو یہ اگلے کیلئے ہم ڈیفر کرتے ہیں، اگلے۔۔۔۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر، Are you sure کہ اسی سیشن میں دوبارہ آئیگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان شاءاللہ، ان شاءاللہ۔

Ms. Uzma Khan: Okay, thanks, Sir.
Mr. Deputy Speaker: Question No. 1404, Mohtarma Uzma Khan.

* 1404 _ محترمہ عظمیٰ خان: کیا وزیر انتظامیہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) 14 ستمبر 2013 کو وزیر اعلیٰ صاحب خیبر پختونخوا ہاؤس اسلام آباد میں مقیم تھے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو وزیر اعلیٰ صاحب کے سکواڈ کو چیف منسٹر بلاک کے علاوہ کتنے اور کون کونسے کمرے الاٹ کئے گئے تھے، نیز ان تمام کمروں کی Payment کی رسیدیں مہیا کی جائیں؟

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر اطلاعات نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔

(ب) چونکہ سکواڈ/ڈرائیور ہال S-I(Basement) زیر مرمت ہے جس کی وجہ سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے سکواڈ کو کمرے دیئے گئے جو نماز پڑھنے کے تھوڑی دیر بعد اسی رات سکواڈ کے واپس جانے پر خالی ہو گئے تھے، لہذا کچھ دیر قیام کرنے پر Payment نہیں لی جاتی، نیز وزیر اعلیٰ بلاک میں سکواڈ کے قیام کیلئے کوئی کمرے نہیں ہیں۔

محترمہ عظمیٰ خان: شکریہ مسٹر سپیکر۔ جناب سپیکر، اس میں میں نے کوئسچن کیا ہے کہ آیا 14 ستمبر 2013 کو وزیر اعلیٰ صاحب خیبر پختونخوا ہاؤس اسلام آباد میں مقیم تھے؟ جناب سپیکر، 'جی ہاں' لکھتے ہیں اور ساتھ یہ لکھتے ہیں کہ وہ تھوڑی دیر کیلئے نماز کیلئے آئے تھے اور چلے گئے۔ جناب سپیکر! میں اس دن فرنٹیئر ہاؤس گئی ہوں، تقریباً رات کے ساڑھے بارہ بجے میں پہنچی ہوں، میرے ساتھ فیملی تھی اور وہاں ساڑھے بارہ بجے تک تو سی ایم صاحب وہیں پر موجود تھے اور مجھے نہیں پتہ کہ سی ایم صاحب ساڑھے بارہ بجے کس ٹائم کی نماز

پڑھنے کیلئے وہاں پہنچے تھے اور کب وہاں سے نکلے ہیں؟ لیکن مجھے یہ بتایا گیا کہ سی ایم صاحب آئے ہیں، رومز سارے بک ہیں، آپ فیملی کیلئے الگ روم نہیں لے سکتیں۔ جناب سپیکر، میں نے ان سے کہا مجھے ایکسٹرا Matrices دے دیں، میں یہاں پر ایڈجسٹ کر لیتی ہوں، نہیں جی Matrices تو سکواڈ کے پاس ہیں، Pillows بھی سکواڈ کے پاس ہیں، Blankets بھی سکواڈ کے پاس ہیں جناب سپیکر! اور یہاں پر یہ بتا رہے ہیں کہ سی ایم صاحب نہیں ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اگر میں Payment کر کے اپنی فیملی کیلئے روم لے رہی ہوں تو پھر سی ایم صاحب بھی سکواڈ کی Payment کرینگے؟ (تالیاں) اور اگر سی ایم صاحب کا اپنا بلاک ہے تو وہ اپنے سکواڈ کو وہاں Accommodate کرینگے، وہ دوسرے بلاک میں نہیں لائینگے ان کو جناب سپیکر! لیکن وہ یہاں Totally انکار کرتے ہیں کہ سی ایم صاحب اس رات کو تھے ہی نہیں، سپیکر صاحب! Totally غلط بیانی کر رہے ہیں، میں اس دن تھی اور یہی سیچویشن تھی، سی ایم صاحب سکواڈ کے ساتھ اسی بلاک میں تھے اور اب سی ایم صاحب اپنے بلاک میں تھے اور ان کا سکواڈ سارا S-1 اور S-2 میں پڑا ہوا تھا اور ہمارے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں تھی۔ جناب سپیکر! اس کوئسچن کو کمیٹی کو ریفر کریں، میں نے وہ رسیدیں بھی منگوائیں، ان سے کہا تھا کہ اگر انہوں نے وہاں Stay کیا ہے تو وہ رسیدیں دیں، جس کے تھرو ان کی Payment کی گئی ہو گی، مجھے کہا گیا کہ نہیں جی، سی ایم صاحب جب آتے ہیں تو ایکسٹرا بندوں کی Payment کرتے ہیں تو کوئی ایک رسید Attached ہوتی تو میں یقین کر لیتی کہ سی ایم صاحب Payment کرتے ہیں، کوئی رسید نہیں جناب سپیکر! اس کے ساتھ۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> ٹھیک ہے جی، نگہت اورکزئی صاحبہ۔

<u>محترمہ نگہت اورکزئی:</u> جناب سپیکر صاحب، جو میری بہن عظمیٰ خان نے جو یہ کوئسچن Raise کیا ہے، اس میں میری بھی یہی بات ہے کہ جب یہاں پر سراج الحق صاحب بات کرتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ تمام وی آئی پیز مراعات ختم کر دی گئی ہیں، جناب سپیکر! جب سے یہ گورنمنٹ بنی ہے، ایک سال ہو گیا ہے کہ سی ایم کے نام پر ہمیں تو یہی کہا جاتا ہے کہ جی S-1 بلاک میں اور S-2 بلاک میں جناب سپیکر صاحب، پچھلی گورنمنٹوں میں ایم پی ایز اور ان کی فیملی کو باقاعدہ طور پر Accommodation دی جاتی تھی، ابھی یہی مسئلہ تمام ایم پی ایز کے ساتھ ہے جناب سپیکر صاحب، میں ایک چھوٹی سی مثال دیتی ہوں، یہاں پر جتنے بھی

ہمارے ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں، وہ کسی نہ کسی پارٹی کے ساتھ ان کی Affiliation ہے، تبھی وہ اس ہاؤس میں آتے ہیں، اب اگر کسی کو اچانک کوئی کام پڑ جاتا ہے، اپنی کسی لیڈر شپ سے ملاقات کیلئے یا کوئی Important meeting ہوتی ہے یا کوئی ایمر جنسی کی میٹنگ ہوتی ہے، وہاں پر یہی بتایا جاتا ہے کہ جی 'ایکس' جو سیکرٹریز ہیں، انہوں نے کمرے بک کئے ہوئے ہیں، 'ایکس' اٹارنی جنرلز ہیں، انہوں نے کمرے بک کئے ہوئے ہیں، جو چیف سیکرٹری ہیں، انہوں نے کمرے، جناب سپیکر صاحب! یہ پہلے بھی، ایک دفعہ پہلے جب ایم ایم اے کی گورنمنٹ تھی، یہ کوئسچن ہوا تھا اور اس میں ہم نے یہ بات کی تھی اور ہماری بات مانی گئی تھی کہ دس رومز سپیکر کے صوابدیدی ہونے چاہئیں تاکہ اگر کسی ایم پی اے کو اگر اچانک یا کسی میٹنگ کیلئے جانا پڑتا ہے تو سپیکر کے ساتھ بات کرکے اس کو وہ کمرہ الاٹ کیا جائے۔ جناب سپیکر، ہمارے لئے سکواڈ اور یہ چیزیں جو ہیں، سی ایم صاحب ان کیلئے الگ سی وہ بنالیں یا اپنی انیکسی جو الگ سا پورشن ہے، اس میں ان کو جناب سپیکر، ان کی بات ٹھیک ہے، Pillows ان کے پاس، کمبل ان کے پاس، Matrices ان کے پاس جناب سپیکر صاحب، میں چاہتی ہوں کہ اس میں جتنے کمرے ہیں، ان میں سے کچھ کمرے وہ آپ کی صوابدید پر ہونے چاہئیں، اس اسمبلی کی صوابدید پر ہونے چاہئیں تاکہ وہ ایم پی ایز کو، اسی طرح جناب سپیکر صاحب! ایم پی اے اگر اپنی فیملی کے ساتھ جاتا ہے تو جناب سپیکر صاحب، اگر اس کے ساتھ فیملی ہے اور وہ دوسرا کمرہ On payment مانگتا ہے، تب بھی کہتے ہیں کہ نہیں جی سٹاف ہے اور آپ کو کمرہ نہیں مل سکتا، تو جناب سپیکر صاحب! یہ کیا اس میں ہے؟ میں چاہتی ہوں کہ آپ اس میں مداخلت کرتے ہوئے، آپ سمجھیں کہ اسلام آباد جیسے شہر میں جو ہے، تو یہ ایک ایم پی اے کی توہین ہے کہ ایک سپاہی کو تو کمرہ مل جاتا ہے لیکن ایک ایم پی اے کو کمرہ نہیں ملتا ہے کیونکہ ان کی Affiliation اپنی پارٹی کے ساتھ ہوتی ہے اور انہوں نے جانا ہوتا ہے، تو میں چاہتی ہوں کہ اگر یہ کمیٹی میں چلا جائے، بلکہ اس پر تو استحقاق بنتا ہے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شکریہ جی۔ جناب سردار حسین بابک صاحب۔

<u>جناب محمود جان:</u> جناب سپیکر۔

<u>جناب سردار حسین:</u> خبره به پرې اوکړم، د هغه خبره به خوړه وی، دے د مخکښې اوکړی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسٹر محمود جان پلیز۔

جناب محمود جان: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ میډم نګهت اورکزئی چې کومه خبره اوکړله، د هغې خبرو سره بالکل زما هم اتفاق دے جی۔ (تالیاں) چې څه خبره هغوی کوی، مونږ، تیرو ورځو کښې ټول ملګری مونږ تلی وو، ایم پی ایز هاسټل ته، کے پی کے هاؤس ته نو هلته مونږ ته دا وینا اوشوه چې دا فلانئ کمره د آئی جی پی صاحب د پاره Reserved ده، دا د چیف سیکرټری صاحب د پاره Reserved ده، دا د پی ایس او صاحب د پاره Reserved ده، دا د ده د پاره Reserved ده، تا سره بکنګ نشته، تاسو دلته نه شئ پاتې کیدے، نو آیا ایم پی اے ته دا اختیار نشته چې هغوی اچانک لاړ شی وزټ باندې او هغوی ته به کمره نه ملاویږی؟ نو زما خو دا د د دې هاؤس په دغه باندې دا ریکویسټ دے سپیکر صاحب! چې تاسو یو داسې رولنګ ورکړئ (تالیاں) چې دا به صرف او صرف ایم پی ایز ته، چې هغه لاړ شی پخپله او موجود وی پخپله نو نه د ریزرویشن ضرورت دے، نه د څه شی ضرورت دے، هغوی ته به کمره ورکړې کیږی، چاهے چې هغه د چیف سیکرټری کمره وی، چاهے چې هغه د آئی جی پی کمره وی او دا د ایم پی اے حق دے او هغه ته به ملاویږی۔ ډیره مهربانی۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر!

جناب سلیم خان: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: (ہنستے ہوئے) کون بڑا ہے، منور خان پلیز، (ہنستے ہوئے) منور خان پلیز۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: تھینک یو سر۔ سر، دا حقیقت دے او ډیره د افسوس خبره هم ده چې یو ایم پی اے پخپله کے پی کے هاؤس ته لاړ شی او هلته ورته وائی چې یره بهئ ما ته هغه نه اجازت راوړه، زه به د ډی آئی خان نه، د لکی نه اسلام آباد ته ځم نو زه به اول پشاور ته راځم او بیا به هلته زه لیټر رااخلم د ریزرویشن والا او بیا به د هغې نه بعد اسلام آباد ته ځم۔Kindly Sir په دې باندې حقیقت دا دے چې یره بهئ یو ایم پی اے چې اسلام آباد کے پی کے هاؤس ته لاړ شی، پخپله

موجود وی نو کم از کم پکار دا ده او هغه د پاره لازمه ده چې هغه کمره کم از کم ملاویږی چې څوک ایم پی اے پخپله هلته موجود وی۔ نو دا ډیره د افسوس خبره ده چې یره اول زه د ریزرویشن پسې ګرځم ، چېنونه به اخلم او بیا د هغې نه بعد به ما ته کمره ملاویږی او زه خو د اسمبلۍ ملګرو ته هم دا خبره کوم، پکاردا ده چې کوم ایم پی اے یو ځل کے پی کے هاؤس ته لاړ شی او هغه ته کمره خالی ملاویږی نو دے د بنه په زبردستۍ باندې هغه کمرې ته داخلیږی او خپل دغه د اخلی۔ تهینک یو سر۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سلیم خان صاحب، سلیم خان، پلیز۔

جناب سلیم خان: عظمیٰ خان صاحبہ نے جو سوال اٹھایا ہے، بالکل حقیقت ہے سر، یہ سب کے ساتھ یہ زیادتی ہوتی ہے کہ جب ہم کے پی کے ہاؤس میں جاتے ہیں تو وہاں پر اکثر یہی ہوتا ہے کہ کبھی چیف منسٹر صاحب کا سارا سکواڈ S-1 اور S-2 پر قبضہ کئے ہوتا ہے، کبھی یہ کہ کسی آفیسر یا کوئی اعلیٰ ہمارے حکومتی عہدیدار ہوتے ہیں، ان کی وہاں پر شادیاں کرائی جاتی ہیں، پورا کے پی کے ہاؤس بک ہوا ہوتا ہے، تو جس مقصد کیلئے یہ کے پی کے ہاؤس بنا ہے اس Purpose کیلئے استعمال نہیں ہو رہا ہے۔ معزز ممبران جا کے در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں، پھر جا کے ریسٹ ہاؤس میں یا ہوٹل میں ٹھہر جاتے ہیں، یہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ Kindly Sir اس کیلئے کوئی کلیئر کٹ پالیسی بننی چاہیے، ہمارے حکومتی عہدیداران جو ہیں، آفیشلز، وہ بھی ہمارے لئے قابل احترام ہیں، میری یہ تجویز ہے کہ ان کیلئے کوئی ایک بلاک مختص کیا جائے تاکہ جو ممبران ہیں، جو معزز ممبران وہاں جا کے وہ خوار و رسوانہ ہو جائیں۔ یہی میری تجویز ہے اور Kindly اس کے اوپر غور کیا جائے۔ Thank you so much۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ معراج ہمایون صاحبہ۔

محترمہ معراج ہمایون خان: ډیره مهربانی سپیکر صاحب! چې ماله مو ټائم راکړو ځکه چې دا ډیر زیاته سیریس یو ایشو ده۔ دا که صرف د ایم پی اے هغه تذلیل هغه بې عزتی نه ده، دا د یو بنځې هم یو زاویه ده چې عظمیٰ بی بی د ولس نیمې بجې د شپې ځی او بنځه ځی، بنځه ایم پی اے ځی هاسټل ته او د هغې د پاره ځائې نه وی

او هلته کښې سکواډ سړی پراته وی په کمرو کښې او هغه چې دے نو سوالونه کوی، هغه دغه کوی، دا د کمیټۍ ته دا کوئسچن لاړ شی چې هغې کښې مونږ ته پته اولګی چې دا چیف منسټر ته څومره کمرې هلته الاټ شوې دی، سپیکر ته څومره کمرې الاټ شوې دی، زمونږ پریویلجز څه دی، زمونږ Rights څه دی او خاصکر د ښځو Rights بیا څه دی؟ دولس نیمې بجې سړے یو ایم پی اے به لاړ شی، څه هغه به یو بل ریسټ هاؤس ته مارے مارے اوګرځی او لاړ به شی خو یو ښځه ذات دولس نیمې بجې هغه چې کور نه وتې وی، هغه تلې وی، سفر باندې تلې وی نو څه ډیر ضروری کار به ئې وی هلته کښې او هغه به ستړې ستومانه راغلې وی، خپلو ماشومانو سره هغه خپل فیملی سره نور زنانۀ سره نو چې هغې ته کمره نه ملاویږی نو دا بیا ډیر سختۍ سره په دې باندې د حکومت نه تپوس کول پکار دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مسٹر شاہ فرمان، پلیز۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو اگر ساڑھے بارہ بجے کوئی خاتون ممبر کے پی کے ہاؤس پہنچ جائے اور ہماری روایات کے مطابق بھی اس کیلئے بندوبست نہ کی جائے تو یہ ظلم ہے، اس کے اوپر بالکل انکوائری ہونی چاہیے کہ ہماری ایک خاتون (تالیاں) ممبر ساڑھے بارہ بجے ادھر پہنچ چکی ہے اور صرف اس بہانے سے کہ کمرہ خالی نہیں ہے، یہ کوئی Excuse نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کے پی کے ہاؤس میں Priority یہ ہونی چاہیے اور یہ ضرور ہوگی کہ جو بھی ممبر ہو، جس پارٹی سے بھی ہو، اپوزیشن سے ہو، گورنمنٹ سے ہو، جو بھی ہو، Indiscriminately priority کے اوپر ان کو کمرے ملنے چاہئیں اور ضرور ملنے چاہئیں۔ میں صرف طریقہ کار کے اوپر بات کرنا چاہتا ہوں، میں اگر کمرہ بک کروں، بتادوں کہ میں نے آنا ہے، کئی دفعہ ایسے بھی ہو جاتا ہے کہ وہ کینسل ہو جاتا ہے، بندہ نہیں جاتا، اس صورت میں اگر ہم بروقت اطلاع دے دیں کہ جی میں نے آج نہیں آنا تو اگر کوئی اور آجائے یا کوئی گورنمنٹ سرونٹ کوئی بھی آجائے تو اس کو مطلب یہ نہ کہ اس کو تکلیف پہنچے۔ ایک بات میں ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اگر شاہ فرمان اپنے نام سے کمرہ بک کرائے اور اس میں کوئی بھی باہر کا مہمان ہو اور شاہ فرمان نہ ہو اور کوئی آنریبل ممبر جائے اور اس کو کمرہ نہ ملے، اس کے اوپر بھی ہمیں سوچنا

چاہیے کہ اگر شاہ فرمان جاتا ہے تو لکھیں کہ شاہ فرمان جاتا ہے، اگر شاہ فرمان کے علاوہ اس کا مہمان جاتا ہے تو ادھر پتہ ہوتا کہ اگر کمروں کی کوئی ضرورت پڑے تو پتہ ہو کہ آنریبل ممبر بذات خود ہے اور یہ کسی کا مہمان ہے تو ادھر بھی ہمیں Embarrassment نہیں ہوگی، لہذا اپنے نام سے کمرہ بک کرا کے اس میں مہمانوں کو بھیجنا، یہ بھی میرے خیال میں کہ ممبران کے ساتھ ظلم ہے، یہ بھی اگر ہم نہ کریں تو (شور) میں اس صورت میں بات کرتا ہوں کہ آپ Decide کر لیں، آپ Decide کر لیں کہ ایک جگہ پر ایک آنریبل ممبر بذات خود موجود ہے اور دوسری طرف میرے نام سے میرا مہمان ہے، Payment وہ دیں یا نہ دیں، وہ الگ بات ہے کہ میرا مہمان ہے اور آنریبل ممبر کو کمرہ نہیں ملتا اور شاہ فرمان کے مہمان کو کمرہ ملتا ہے تو اس کو بھی میں Injustice سمجھتا ہوں، اس کیلئے بھی آپ طریقہ کار وضع کریں، اس لئے کہ اگر استحقاق مجروح ہوتا ہے تو اس طرح بھی مجروح ہوتا ہے۔ بہر حال اس کی انکوائری کریں گے کہ ساڑھے بارہ بجے کوئی بھی فیمیل ممبر کے پی کے، وہ جاتی ہیں اور اس کو کمرہ نہیں ملتا تو یہ بالکل Criminal negligence ہے، اس کے اوپر کوئی Compromise نہیں، صرف طریقہ کار کے اوپر بات ہونی چاہیے کہ آنریبل ممبر جائے تو Priority ہو جو کمرہ بک کرے، نہیں جاتا تو ضرور اطلاع دے تاکہ اگر کوئی دوسرا ممبر جائے تو اس کو تکلیف نہ ہو اور تیسری بات یہ ہے کہ اپنے نام سے کمرہ بک کرانا اور اس میں کسی اور کا ٹھہرنا اور آنریبل ممبر کو کمرہ نہ ملنا، یہ بھی زیادتی ہے، لہذا اگر کسی کا مہمان جاتا ہے تو بتا دیا جائے کہ مہمان ہے، کہ میں سمجھتا ہوں کہ شاہ فرمان کا مہمان اتنا اہم نہیں ہے جتنا اپوزیشن کا کوئی ممبر بذات خود اہم ہے، اگر میں چاہتا ہوں کہ میرا مہمان جائے تو وہ اس کو تب کمرہ ملے کہ آنریبل ممبر کو پہلے کمرہ ملے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

(شور)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: ایک بندہ بات کر لے تو بہتر ہوگا، یہ Suggestion دینا چاہتے ہیں میرا بھائی، .Suggestion جی۔

<u>جناب وجیہہ الزمان خان</u>: شکریہ جناب سپیکر۔ یہ ایک اہم مسئلے کی طرف آج توجہ مبذول کرائی گئی ہے، اس میں میں Suggestion یہ دینا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کیلئے یہ کمرے Designated ہیں یا جن کی

Entitlement ہے، انہی کو دیئے جائیں کیونکہ مہمانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے تو مہمان حلقے میں آپ کے سارے ہی مہمان ہوتے ہیں، جو بھی آتا ہے لیٹر لکھ کے لے جاتا ہے تو وہ وہاں ٹھہرتا ہے، ممبر جاتا ہے تو خوار ہوتا ہے، ایک تو سر یہ۔ دوسرا یہ ہے کہ جب بھی وہاں پر جانا ہو تو پہلے ہمیں ایس اینڈ جی اے ڈی میں یہاں سے پرمٹ لینا پڑتا ہے، وہ Fax ہوتا ہے، بعض اوقات ممبر رات کو لیٹ جاتا ہے یا کسی ایسے ٹائم پر آتا ہے، چھٹی کے دن جاتا ہے کہ جب وہ پرمٹ لینا مناسب نہیں، یعنی ممکن نہیں ہوتا تو ایسے حالات میں ان کو یہ ہدایت دی جائے کہ اگر ایک آنریبل ممبر آکے اپنا کارڈ دکھاتا ہے تو اس کو کمرہ وہاں Provide کر کے وہاں سے Fax کر کے خود وہ اس کو منگوالیں، تو یہ Facility تھوڑی سی ممبرز کیلئے ہونی چاہیے۔ بہت شکریہ، سر۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جی منور خان صاحب، پلیز۔

<u>جناب منور خان ایڈوکیٹ</u>: میری سر Suggestion یہ ہو گی کہ یہ کوسچن اگر کمیٹی کے پاس چلا جائے تاکہ وہاں پر یہ سارے 'پروپوزلز' بھی آجائیں گے اور اچھے طریقے سے سر، میرے خیال میں یہ چیز، اور یہ میرے خیال میں شاہ فرمان خان اس پر وہ نہ کریں کہ کمیٹی میں کوئی چلا جائے تو کوئی قیامت آجائے گی؟ یہ سب کا میرے خیال میں، ایم پی ایز ہیں کہ ٹریژری بنچ والے ہیں اور اپوزیشن والے، سارے یہی چاہتے ہیں۔ تھینک یو سر۔

<u>Mr. Deputy Speaker</u>: Is it the desire of the House that the Question No. 1404, asked by the honorable Member, may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

<u>Mr. Deputy Speaker</u>: The ‘Ayes’ have it. The Question is referred to the concerned Committee. (Applause) Question No. 1507, Sardar Hussain Babak, please.

* 1507 _ <u>جناب سردار حسین</u>: کیا وزیر آبپاشی ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ دور حکومت میں حلقہ پی کے 77 بونیر میں پنجتار ڈیم کے نام پر ایک بڑے منصوبے کی ڈیزائننگ اور فزیبلٹی تیار کر لی تھی؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس بڑے منصوبے کے شروع کرنے یا اس منصوبے کے حوالے سے موجودہ حکومت کی کیا پالیسی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ) {جواب جناب عارف یوسف (پارلیمانی سیکرٹری) نے پڑھا}: (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) اس سلسلے میں مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ مذکورہ ڈیم کی فزیبلٹی سٹڈی کنسلٹنٹ کے ذریعے تیار کی گئی تھی جبکہ ڈیم کا تفصیلی ڈیزائن رواں مالی سال 14-2013 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سیریل نمبر 467 کے سکیم میں شامل ہے جس پر جلد کام شروع کیا جائے گا۔ اس ڈیم پر عملی کام شروع کرنے کیلئے محکمہ نے پراجیکٹ (منصوبہ) کو ایشین ڈیویلپمنٹ بینک (اے ڈی بی) کی مجوزہ فہرست میں فنڈز کی فراہمی کیلئے شامل کیا ہے۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، سوال نمبر 1507، ما جی تپوس کړے وو چې زمونږ په حکومت کښې په دغه علاقه کښې یو ډیم چې دے د هغې د پاره ډیزائننګ او فزیبلټي چې ده، هغه تیاره شوې ده او بیا ما دا هم معلومات کړی دی چې دا پی ایس ډی پی سکیم کښې شاید چې دا شامل شی نو دوئ دا وئیلی دی چې اے ډی بی فهرست کښې به دا شاملوؤ نو زما دا خیال دے یو خو د ایریګیشن منسټر شته هم نه او نور ټول وزیران صاحبان چې دی، هغوی منی اسمبلئ لګولې دی، زه به چا ته اووایم سپیکر صاحب؟ تاسو ته خو وایم، تاسو خو به راله جواب راکړئ کنه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف یوسف صاحب جو ہے تو وہ Attentive ہیں، ان شاءاللہ آپ کو جواب دیں گے۔

جناب سردار حسین: عارف صاحب به جواب راکوی، نو که دا مونږ ته اووئیلې شی سپیکر صاحب! د دې خو هسې خیز تیار دے، بیا چې دا د فنډنګ مسئله ده یا که بله ټیکنیکل مسئله ده، که په دې حواله باندې منسټر صاحب خبره اوکړله نو مهربانی به وی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مسٹر عارف یوسف، پلیز۔ یہ ضمنی کوئسچن پہلے سن لیں۔

جناب عارف یوسف (پارلیمانی سیکرٹری): سن لیا سر، میں نے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی کوئسچن۔

سرداراورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب! 13-2012 کی اے ڈی پی میں میرے حلقے حویلیاں میں ایک سال ڈیم منظور ہوا تھا،اس کے اوپر کام بھی شروع ہو گیااور تھوڑے دنوں کے بعد مقامی لوگوں کو جب زمینوں کے معاوضے نہیں ملے توانہوں نے وہ کام بند کروادیا۔ڈائریکٹر (ڈیم) صاحب اور میں خود اور اے سی ایبٹ آباد، ہم وہاں پر گئے کہ اتنا بڑا منصوبہ ہے اور آپ مہربانی کر کے اس کے اوپر کام کرنے دیں، تو وہاں پر ڈائریکٹر صاحب اور ڈی جی (ڈیم) جو تھے، انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ایک مہینے کے اندر اندر آپ کو جو معاوضے ہیں زمینوں کے، وہ ہم ادا کر دیں گے لیکن ابھی تک غالباً نو دس مہینے ہو گئے، تو دوبارہ کام انہوں نے بند کرادیا تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ آیا ان لوگوں کو جلد از جلد معاوضہ حکومت دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی عارف یوسف صاحب پلیز، عارف یوسف۔

پارلیمانی سیکرٹری: شکریہ جناب سپیکر۔ سر ہماری پارٹی کا یہ منشور ہے کہ زیادہ سے زیادہ ڈیم اور بجلی جو ہے وہ دی جائے، میرے محترم بابک صاحب نے جیسا کوئسچن کیا ہے، اس میں سر! گزارش یہ ہے کہ اس کی جو فزیبلٹی ہے وہ Approved ہو چکی ہے۔ اس میں جو کام رہتا ہے وہ اس کی Detailed designing کے اوپر ابھی کام ہو رہا ہے، پی سی ون پر، تو جب یہ Detailed designing اس کی Complete ہو تو اس میں گزارش یہ ہے کہ اس میں ایشین ڈیویلپمنٹ بینک Involve ہے تو چونکہ یہ ایک بڑا پراجیکٹ ہے، چھوٹا پراجیکٹ نہیں ہے تو اس میں ان کو کنسٹرکشن کیلئے باقاعدہ کہا گیا ہے اور اے ڈی پی میں بھی ان کو کہا گیا تھا لیکن ایشین ڈیویلپمنٹ بینک سے اس میں باتیں ہو رہی ہیں کیونکہ اس کے فنڈ کا مسئلہ ہے، جیسے ہی ہو گا ان شاء اللہ اس کے اوپر، فزیبلٹی ڈیزائن ہے، اس کے اوپر بھی کام ہو رہا ہے، جب یہ ڈیزائننگ اس کی پوری ہو جائے گی تو دوسری طرف ہماری ایشین ڈیویلپمنٹ بینک سے بھی بات ہو رہی ہے، پھر جب بھی ہو گا تو اس کے اوپر تقریباً کام شروع کر دیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ جی سردار حسین بابک۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! منسٹر صاحب اووئیل چې په دیکښې ایشیائی ترقیاتی بینک Involve دے ، مونږ په دې خبره نه پوهیږو چې محترم عمران خان

صاحب هغه بله ورځ تلے وو سوات ته، او په سوات کښې ئې جلسه کړې ده، ډېره غټه جلسه ئې کړې ده او هلته ئې اعلان کړے دے چې درې سوه او پنځوس نوی ډیمونه چې دی، دا به زه په دې صوبه کښې جوړوم او په دې ځائې کښې د یو ډیم خبره شوې ده او منسټر صاحب د معلوماتو د پاره چې ایشیائی ترقیاتی بینک دے وائی چې دیکښې Involve دے، آیا صوبائی حکومت د داسې وړو ډیمونو د پاره هغوی سره څه ایګریمنټ کړے دے یا هغوی Pledge کړے دے یا هغوی څومره کمټمنټ کړے دے، نو دا خو داسې لګی چې په ګراؤنډ باندې یوه خبره ده او په جلسو کښې بله خبره ده۔ سپیکر صاحب! داسې ده چې دوئ د پی سی ون خبره کوی نو د دې پی سی ون هم تیار دے، د دې فزیبلټی هم تیاره ده، د دې ډیزائننګ هم شوے دے، خبره دا ده چې دا سکیم چې دے، دا پی ایس ډی پی ته به تلل او د هغې چونکه فیډرل حکومت به په هغه وخت کښې صوبائی حکومت له ئې پیسې ورکولې، اوس د منسټر صاحب مونږ ته دا خبره اوکړی چې دا پکښې ضمنی خبره هم زه کوم چې دا کوم اعلان د دې صوبې په حواله شوے دے چې درې نیم سوه ډیمونه به جوړیږی، آیا دا به سالانه ترقیاتی پروګرام کښې جوړیږی او که د ایشیائی ترقیاتی بینک په مرسته سره به جوړیږی؟-----

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ فرمان صاحب۔

جناب سردار حسین: د دې خبرې جواب، دا منسټران صاحبان سترې کیږی ډیر که دا ولې دا جوابونه خو دومره درانه نه دی؟ اول یو پاڅی بیا بل پاڅی۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر! یہی مسئلہ ہم اس سیشن کے شروع، آج کی کارروائی میں یہی مسئلہ بار بار ڈسکس ہوتا گیا کہ ایک سوال آیا ہے، اس کا جواب محکمے نے تیار کیا ہے اور بابک صاحب نے پوچھا ہے کہ اس دن چیئرمین عمران خان نے جو جلسے میں کہا ہے، اس کا جواب دیا جائے، تو وہ جواب محکمہ کہاں دے سکتا ہے؟ وہ تو آپ کو ملے گا اور میں نے پہلے بھی دو تین دفعہ کہا ہے کہ بابک صاحب بڑے ایکسپرٹ ہیں، وہ جس طرح سوال کے ساتھ Add کرتے ہیں، میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ یہ نیا سوال ہے اور یہ سوال بنتا بھی نہیں ہے لیکن میں ان کے اطمینان کیلئے جواب دونگا۔ گورنمنٹ کی پالیسی ہوتی ہے، یہاں پر جس طرح آنریبل ممبر نے کہا، ایک تو ہمیں ایریگیشن کیلئے یہ جو پانی چاہئے، نمبر ون اور دو، جو ہم بار

بار کہتے ہیں کہ سستی ترین بجلی کی پوٹینشل ہمارے ہاں موجود ہے، ابھی تک مرکزی حکومت نے لانگ ٹرم پلاننگ نہیں کی، وہ اگر مہنگی ترین بجلی کیلئے GENCO سے رینٹل پاور تھرمل کیلئے وہاں پر انوسٹمنٹ کر سکتے ہیں تو یہاں پر جو 'کلین اینڈ گرین پاور' ہے جس سے انوائرنمنٹ کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور پاکستان کیلئے یہ پوٹینشل موجود ہے، کسی نے استعمال نہیں کی، تو یہ As per policy statement ہے۔ اب میں جناب بابک صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ پاکستان تحریک انصاف کی جو پالیسی ہے، یہ جو ایجوکیشن کے اندر پالیسی ہے کہ ہم سکولوں کے اندر جو Requirements ہیں وہ لوگوں کے سامنے رکھیں گے 'اوورسیز' پاکستانی کے سنگ ہر جگہ سے فنڈز کی توقع ہے، صرف ایک جگہ پر پالیسی نہیں بنی کہ یہ اس ہیڈ کے اندر یہ بنیں گے لیکن گورنمنٹ کی Priority بتائی گئی ہے، چیئرمین صاحب نے گورنمنٹ کی Priority بتائی ہے کہ خیبر پختونخوا کے اندر اگراتنی پوٹینشل موجود ہے تو یہ ہمارے Intentions ہیں اور پالیسی ہے کہ ہم یہ سارے ڈیمز بنائیں کہ کوئی بنجر زمین بھی نہ رہ جائے اور اس پاکستان کیلئے سستی ترین بجلی بھی بنا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔

(قطع کلامی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بابک صاحب! سوری، دا لس منٹه، کوئسچنز آور، کوئسچنز آور۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: شارټ کوئ جی، 'Questions hour' over دے۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب! دا خبره ډیره زیاته اسانه ده، ساده پښتو کښې زه تپوس کوم، ساده پښتو کښې ما تپوس کړے دے چې صوبائی حکومت سره د یو ډیم جوړولو پیسې نشته او منسټر صاحب پخپله دا خبره کوی او دوئ جواب کښې هم دا خبره کوی چې دا به مونږ ایشیائی ترقیاتی بینک ته وړو۔ اوس دا څه نوے سوال نه دے، د حکومت پالیسی ده، دا حکومت د عمران خان دے، دا حکومت دلته د چا نه دے، دا د عمران خان دے، نو چې عمران خان اعلان کولو،

دا د اپریل نن زما یقین دے دیریشتم تاریخ دے او د دې روان کال فنانشل اخری کوارټر دے او نوے بجټ تیاریږی، اوس زه خبره کوم چې صوبائی حکومت سره د یو ډیم جوړولو پیسې نشته او د درې نیم سوؤ ډیمونو اعلان اوشو نو ساده خبره ده چې دا پیسې به صوبه ورکوی او که دا به د بهر نه راځی؟ نو که د بهر نه راځی، بهر چا وعده کړې ده، څه MoU سائن شوې ده، څه ایګریمنټ شوے دے، څه نیت او اراده شوې ده؟ دا یو ډیر ساده سوال دے سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ فرمان صاحب، شارٹ جواب دیں اور پھر 'Questions hour' over۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! یہ واضح سی بات ہے، ویسے تو میں یہ بات بتادوں کہ Out of twenty nineteen doctors نے بھی یہ کہا تھا کہ شوکت خانم نہیں بن سکتا، یہ تو بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ اگر بندہ Per policy کہہ دے، ہماری یہ پالیسی ہے اور یہ ضرورت ہے اس ملک کی کہ جتنے بھی سمال ڈیمز ہیں، وہ ہم بنائیں گے ان شاءاللہ، اب وقت کے ساتھ ساتھ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کوئی پلاننگ ہی نہ کریں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم Priority ہی نہ بتائیں، ہاں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو پوٹینشل یہاں موجود ہے، اس کی بات ہی نہ کریں؟ یہ جب ہم سنٹر کے ساتھ ڈسکس کریں گے کہ وہ اس صوبے کے اندر Invest کریں تو کیوں Invest کریں، کیسے Invest کریں؟ ہم اپنی Priorities کو سامنے رکھیں گے، بتائیں گے اور جہاں سے بھی ممکن ہو، مرکز سے ممکن ہو، کسی بینک سے ممکن ہو، جس طرح بھی ہو، لیکن یہ اس صوبے کی ضرورت ہے، اس ملک کی ضرورت ہے اور اگر کوئی لیڈر As per policy بتادے کہ صوبے کے اندر اتنا پوٹینشل موجود ہے اور ان شاءاللہ ہم یہ بنائینگے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بجٹ میں اس کا جواب Instantly دے دیں کہ جی یہ پیسے ہیں اور ان سے بنائینگے اور اس ہاؤس کو اچھی طرح پتہ ہے کہ جناب چیئرمین صاحب نے جو کچھ کہا ہے، ابھی تک وہ پورا کرکے دکھایا ہے۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you. 'Question`s Hour' is over

## غیر نشاندار سوالات اور انکے جوابات

1427 _ جناب زرین گل: کیا وزیر لائیوسٹاک ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ لائیو سٹاک ضلع تورغر کیلئے سال 12-2011 اور 13-2012 کیلئے ترقیاتی اور انتظامی فنڈ مختص کیا گیا تھا؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) سال 12-2011 اور 13-2012 کیلئے ترقیاتی فنڈ مختص کیا گیا، مختص شدہ فنڈ کن ترقیاتی پراجیکٹس پر خرچ کیا گیا، پراجیکٹ کا نام، لاگت کی تفصیل ایریا وائز فراہم کی جائے؛

(ii) مذکورہ عرصہ میں انتظامی اخراجات کیلئے مختص شدہ فنڈ کن کن مدوں میں خرچ کیا گیا، الگ الگ مکمل تفصیل فراہم کی جائے اور سال 14-2013 کے ترقیاتی پراجیکٹس کی ترجیحات کیا ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب شہرام خان (وزیر زراعت و لائیو سٹاک): (الف) جی ہاں، محکمہ ہذا میں سال 12-2011 اور 13-2012 کیلئے ترقیاتی اور انتظامی فنڈ مختص کیا گیا تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(ترقیاتی فنڈز):

| نمبر شمار | سکیم کا نام | فنڈ برائے سال | مختص شدہ بجٹ | اخراجات |
|---|---|---|---|---|
| 01 | کالاڈھاکہ ایریا ڈیویلپمنٹ پراجیکٹ | 2011-12 | 1062500 | 1062500 |
| 02 | ایضاً | 2012-13 | 1340000 | 1340000 |
| 03 | سپیشل ڈیویلپمنٹ پیکج ضلع تورغر | 2011-12 | 4232000 | 4232000 |
| 04 | ایضاً | 2012-13 | 3732000 | 3732000 |

(غیر ترقیاتی فنڈز):

| فنڈ برائے سال | مختص شدہ بجٹ | اخراجات |
|---|---|---|
| 2011-12 | 5222857 | 4960508 |
| 2012-13 | 6713890 | 6331000 |

(ب) ترقیاتی فنڈز: (i) محکمہ لائیو سٹاک ضلع تورغر میں سال 12-2011 میں اور -2012 13 مندرجہ ذیل دو عدد ترقیاتی پراجیکٹس کام کر رہے ہیں:

1۔ کالاڈھاکہ ایریا ڈیویلپمنٹ پراجیکٹ:

برائے سال 2011-12: (کل مختص شدہ رقم 1062500روپے)

| نمبر شمار | کام کی تفصیل | سالانہ حدف | حاصل کردہ حدف | مختص شدہ رقم |
|---|---|---|---|---|
| 01 | کرموں کے خلاف ادویات | 1500جانور | 2670جانور | 150000 |
| 02 | حفاظتی ٹیکہ جات | 3125جانور | 5610جانور | 62500 |
| 03 | تربیت برائے ایکسٹینشن ورکرز | 05(10آدمی فی ٹریننگ) | 05(50آدمی) | 150000 |
| 04 | فیلڈ ڈیز | 10 | 10 | 250000 |
| 05 | مرغیوں کی تقسیم | 360 | 360 | 50000 |
| 06 | بکریوں کی تقسیم | 26 | 26 | 400000 |

برائے سال 2012-13: (کل مختص شدہ رقم: 134000روپے)

| نمبر شمار | کام کی تفصیل | سالانہ حدف | حاصل کردہ حدف | مختص شدہ رقم |
|---|---|---|---|---|
| 01 | کرموں کے خلاف ادویات | 4000جانور | 5600جانور | 400000 |
| 02 | حفاظتی ٹیکہ جات | 7000جانور | 12313جانور | 140000 |
| 03 | تربیت برائے ایکسٹینشن ورکرز | 10 | 10 | 300000 |
| 04 | فیلڈ ڈیز | 10 | 10 | 250000 |
| 05 | مرغیوں کی تقسیم | 238 | 238 | 50000 |
| 06 | بکریوں کی تقسیم | 13 | 13 | 200000 |

2۔ سپیشل ڈیولپمنٹ پیکج تورغر:

برائے سال 2011-12: (کل مختص شدہ رقم: 4232000روپے)

| نمبر شمار | کام کی تفصیل | سالانہ حدف | حاصل کردہ حدف | مختص شدہ رقم |
|---|---|---|---|---|
| 01 | کرموں کے خلاف ادویات | 5000جانور | 7621جانور | 500000 |
| 02 | حفاظتی ٹیکہ جات | 15000جانور | 12290جانور | 1800000 |
| 03 | پولٹری فارم کا قیام | 05 | 05 | 500000 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 04 | جانور جن پر سپرے کیا گیا | 30000جانور | 35931جانور | 900000 |
| 05 | مصنوعی نسل کشی | 300جانور | 300جانور | 30000 |
| 06 | مرغیوں کی حفاظتی ٹیکہ جات | 2000 | 5170 | 2000 |
| 07 | آلات برائے مصنوعی نسل کشی | --- | --- | 500000 |

برائے سال13-2012:

| نمبر شمار | کام کی تفصیل | سالانہ حدف | حاصل کردہ حدف | مختص شدہ رقم |
|---|---|---|---|---|
| 01 | کرموں کے خلاف ادویات | 5000جانور | 7734جانور | 500000 |
| 02 | حفاظتی ٹیکہ جات | 15000جانور | 19480جانور | 1800000 |
| 03 | پولٹری فارم کا قیام | 05 | 05 | 500000 |
| 04 | جانور جن پر سپرے کیا گیا | 30000جانور | 36122جانور | 900000 |
| 05 | مصنوعی نسل کشی | 300جانور | 300جانور | 30000 |
| 06 | مرغیوں کی حفاظتی ٹیکہ جات | 2000 | 6122 | 2000 |
| 07 | آلات برائے مصنوعی نسل کشی | --- | --- | 500000 |

(ii)انتظامی اخراجات کی تفصیل:

سال12-2011:

| مدات | مختص شدہ | خرچ شدہ |
|---|---|---|
| تنخواہ کی مد میں فنڈز | 3084866روپے | 3009817روپے |
| آپریٹنگ فنڈز | 1538000روپے | 1538000روپے |
| دیگر فنڈز | 200000روپے | 200000روپے |
| مشینری فنڈز | 200000 روپے | 200000روپے |
| فرنیچر فنڈز | 200000روپے | 200000روپے |

سال13-2012:

| مدات | مختص شدہ | خرچ شدہ |
|---|---|---|
| تنخواہ کی مد میں فنڈز | 4039890روپے | 3731976روپے |
| آپریٹنگ فنڈز | 1166000روپے | 1166000روپے |
| دیگر فنڈز | 530000روپے | 530000روپے |
| مشینری فنڈز | 20000روپے | 20000روپے |
| فرنیچر فنڈز | 20000روپے | 20000روپے |

2013-14 کے ترقیاتی پراجیکٹس کی ترجیحات وہی ہوں گی جن کا ذکر 2011-12 اور 2012-13 میں کیا گیا ہے۔اخراجات کی تفصیل بھی تقریباً وہی ہو گی۔

1429 _ جناب زرین گل: کیا وزیر لائیوسٹاک ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2011-12 اور 2012-13 میں محکمہ لائیوسٹاک ضلع تورغر میں نئی آسامیوں کی منظوری دی گئی تھی؛

(ب) اگر(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) محکمہ لائیوسٹاک میں نئی آسامیوں کی تقرریوں اور خالی آسامیوں کی تفصیل گریڈوائز فراہم کی جائے؛

(ii) گریڈ ایک سے سولہ تک بھرتی شدہ ملازمین کے نام، ولدیت، سکونت اخباری اشتہار کی کاپی، تاریخ پیدائش، موجودہ پوسٹ پر تبادلہ کے ساتھ مکمل کوائف، میرٹ لسٹ اور مذکورہ ملازمین اب کہاں فرائض انجام دے رہے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب شہرام خان (وزیر زراعت و لائیو سٹاک): (الف) جی ہاں، 2011-12 کیلئے ضلع تورغر میں آسامیاں مہیا کی گئی تھیں۔

(ب) (i) ڈسٹرکٹ ڈائریکٹر لائیوسٹاک، تورغر کی آسامی کو گریڈ 19 آفیسر کے تبادلے کے ذریعے پر کیا گیا۔

(ب) تین عدد آسامیاں، ویٹرنری اسسٹنٹ گریڈ 09 کی مہیا کی گئی تھیں جن کو دیگر اضلاع سے تربیت یافتہ افراد ٹرانسفر کرکے پر کیا گیا کیونکہ ویٹرنری اسسٹنٹ گریڈ 09 کی تعیناتی پر پشاور ہائیکورٹ کی جانب سے بھرتیوں پر پابندی عائد ہے۔

(ii) محکمہ لائیوسٹاک ضلع تورغر میں سال 13-2012 کے دوران ایک سے سولہ تک کسی قسم کی تقرری نہیں ہوئی ہے۔

1378 _ جناب زرین گل: کیا وزیر آبپاشی ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گومل زام ڈیم کا منصوبہ جس کے ذریعے لاکھوں ایکڑ زمین کو سیراب کرنے کا منصوبہ تھا؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ منصوبہ کب شروع ہوا اور کب پایہ تکمیل کو پہنچا، نیز اس منصوبے سے کتنا فائدہ حاصل کیا جارہا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں، گومل زام ڈیم تقریباً 163000 ایکڑ زمین کی سیرابی کیلئے ایک جاری منصوبہ ہے۔

(ب) واپڈا کی پراگریس رپورٹ برائے 28 فروری 2014 کے مطابق یہ منصوبہ 11 جون 2007 کو شروع ہوا اور اس کثیر المقاصد منصوبے کی تکمیل 30 اپریل 2014 کو متوقع ہے جبکہ پاور ہاؤس کا افتتاح مورخہ 12 ستمبر 2013 کو کردیا گیا ہے چونکہ یہ منصوبہ ابھی زیر تکمیل ہے اور ابھی تک اس منصوبے کے تحت نہری نظام بھی زیر تکمیل ہے، لہذا اس سے مجوزہ زمینوں کی اب تک باقاعدہ سیرابی نہیں ہوئی ہے منصوبے کے تحت کاموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گومل زام ڈیم کی مجموعی 28 فروری 2014 تک پراگریس۔

ڈیم اور ہائیڈرو پاور۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (الف) | ڈیزائن سروسز | تاریخ آغاز۔<br>11-6-2007 | اب تک پراگریس<br>89.27 فیصد |
| (ب)<br>(i) | تعمیر ڈیم و سپل وے | 1-8-2007 | 99.54 فیصد |

| | | | |
|---|---|---|---|
| (ii) | ہائیڈروپاور | 20-9-2007 | 94.68فیصد |
| | جملہ ڈیم وہائیڈورپاور | 11-6-2007 | 99.08فیصد |

نوٹ: 17 میگاواٹ بجلی کی پیداواری صلاحیت والے دوعدد جنریٹر کی قابل اعتماد کارکردگی کا ٹیسٹ جاری ہے۔جسے بذریعہ ٹانک گرڈ سٹیشن نیشنل گرڈ کے ساتھ منسلک کردیا گیا ہے اور پاورہاؤس کا افتتاح بمورخہ 12 ستمبر 2013 کو کردیا گیا ہے۔

(2)ایریگیشن وفلڈ پروٹیکشن۔

| (الف) | ڈیزائن سروسز | تاریخ آغاز 11-7-2007 | اب تک پراگریس 87.92فیصد |
|---|---|---|---|
| (ب) | تعمیر | 11-7-2007 | 86.10فیصد |
| | جملہ نہری نظام اور سیلابی حفاظتی بند | 11-7-2007 | 86.49فیصد |

نوٹ: گومل زام ڈیم سے جو پانی بجلی کی پیداواری کیلئے چھوڑا گیا ہے وہ ابھی تک گومل نالے میں چل رہا ہے۔ نہری نظام مکمل ہونے کے بعد یہ پانی لوگوں کو آبپاشی کیلئے دیا جائے گا۔

## اراکین کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: جن معزز اراکین اسمبلی نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں: جناب بخت بیدار خان صاحب21-04-2014تا23-04-2014، جناب عنایت اللہ خان صاحب(وزیر بلدیات) 23-04-2014، جناب عبدالحق صاحب 23-04-2014، محترمہ نسیمہ حیات صاحبہ 23-04-2014، محترمہ عائشہ نعیم، ایم پی اے صاحبہ 23-04-2014، جناب زرین گل صاحب، ایم پی اے 23-04-2014، سید محمد اشتیاق صاحب 23-04-2014، جناب ملک بہرام خان صاحب، ایم پی اے 23-04-2014، جناب ضیاءاللہ آفریدی صاحب 23-04-2014،زاہد خان درانی صاحب 23-04-2014، محترمہ نادیہ شیر صاحبہ 23-04-2014جناب شکیل احمد صاحب 23-04-2014، جناب اکرام اللہ خان گنڈاپور صاحب 23-04-2014، جناب محب اللہ خان صاحب، ایم پی اے 23-04-2014،

جناب سید محمد علی شاہ صاحب، ایم پی اے 23-04-2014، جناب سراج الحق صاحب (وزیر خزانہ) -23
-04-2014۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The leave is granted.

جناب سردار حسین: جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار حسین بابک۔

جناب سردار حسین: شکریه سپیکرصاحب، سپیکرصاحب! نن غالباً چې دې ټولو ممبرانو صاحبانو ته دا یو لیټر چې دے دا به Circulate شوے وی او ما هم، زه چې راغلم ما په دې خپل ټیبل باندې اوکتو او په هغې کښې زه حیران شوم چې ما اوکتل چې Carrying of arms by ladies MPAs سپیکرصاحب! دیکښې لیکلی دی او زما یقین دا دے دا ایس ایس پی، چې کوم زمونږ دلته د هاؤس چې کومه سیکورټی چیک دے په دیکښې لیکلی شوی دی چې بعض، پته نه لګی چې دا به څوک وی، ایم پی اے صاحبان چې دی، لیډیز، هغوی خپله تلاشی چې ده هغه نه ورکوی، باوجود د دې نه چې دلته زنانه پولیس چې دی هغه ناستې دی او بیا په هغوی کښې دا Concernهم شروع شوے دے چې خدائے مه کړه داسې څه صورت حال په دې اسمبلئ کښې مخې ته را نه شی او زما یقین دا دے چې دا په اولنی ځل باندې شاید چې دا زمونږ مخې ته دا خبره راغلې ده او سپیکرصاحب، دا د افسوس خبره هم ده او د حیرت خبره هم ده چې دا آګسټ هاؤس چې دے مونږ ممبران ټول چې دلته راځو او که مونږ ته وئیلې کیږی چې تلاشی نو زما یقین دا دے چې نه ده پکار چې مونږ د تلاشئ ورکولو نه انکار اوکړو خو زه نه پوهیږم چې د دې نوبت ولې داسې راغے چې آیا خدائے مه کړه بعضې ممبرانې صاحبانې چې دی هغه تلاشی نه ورکوی یا خدائے مه کړه بعضې ممبرانې صاحبانې چې دې، واقعی پسټل چې دی دا د هغوی په پرسونو کښې موجود وی، بهرحال چې حکومت بیا د دې ښه جواب ورکولے شی خو دې ځائې ته خو، دې ځائې ته خو صورتحال راوستل چې دے دا بالکل مناسب نه وه او که داسې وی هم، که داسې وی هم، پکار دا ده چې ټول خپل تلاشی هم ورکوی او دې

هاؤس ته چې څوک هم راځي چې دا سې پستل شو یا نور قسم له دا سې دغه شو، نه ده پکار چې هغه د ننه راځي د اسمبلئ دې ماحول ته۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نگہت اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، یہ ایک بہت افسوسناک بات ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پہ جو ہم لوگ آتے ہیں تو اس قسم کی اگر ہم، یعنی حرکت کرینگے کہ اگر پرس میں پسٹل لے کر آئینگے تو جناب سپیکر صاحب! یہ بالکل اس آگسٹ ہاؤس کی توہین بھی ہے اور اس کی ایک خدانخواستہ بے عزتی بھی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موت اور زندگی صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اگر کوئی بھی میل یا فیمیل جو کہ پارلیمنٹ کا ممبر ہے، اگر وہ اپنے ساتھ اس قسم کا کوئی بھی اسلحہ لے کر آتا ہے تو میں اس کو Strongly condemn کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر پھر ہاؤس کا کوئی بندہ اگر ان سے یہ پوچھے کہ آپ تلاشی دیں تو اس میں کسی ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہاں پہ سارے صوبے کی ایک کریم بیٹھی ہوئی ہے اور جو حالات جا رہے ہیں صوبے میں تو اس میں کچھ بھی Mishap ہو سکتا ہے تو جناب سپیکر صاحب! میں یہاں کے لوگوں کو وہاں کے لوگوں کو جو ممبران پارلیمنٹ اس جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں ان سب سے یہ ریکویسٹ کروں گی کہ اس قسم کی حرکت کرنا جو ہے تو وہ نازیبا بھی ہے اور غلط بھی ہے، تو اس پہ اگر آپ اپنی رولنگ دے دیں کہ کسی قسم کا اسلحہ ایم پی ایز جو ہیں اپنے ساتھ نہیں لے کر آئینگے، چاہے وہ میل ہو، چاہے وہ فیمیل ہو، چاہے جتنی بھی Threats ان کو کیوں نہ ہوں لیکن وہ اس اسمبلی کے باہر جب جاتے ہیں تو اپنے ساتھ خدا کرے دس کلاشنکوف لے جائیں، دس پسٹل لے جائیں لیکن بات یہ ہے کہ اس اسمبلی کے احاطے میں جب ہم آتے ہیں تو ہم لوگ یہاں کی امانت ہو جاتے ہیں تو اس پہ آپ کی رولنگ کی ضرورت ہے۔

حاجی قلندر خان لودھی (وزیر خوراک): جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی، قلندر لودھی صاحب، جی قلندر خان لودھی صاحب۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہمارے پاس تو ایسا کوئی لیٹر نہیں ہے، میرے ساتھ شیر پاؤ صاحب بیٹھے ہیں، ان کے پاس بھی لیٹر نہیں ہے اور مجھے پتہ نہیں ہے کہ سردار بابک صاحب پر بڑا ٹرسٹ ہے ہر ایک کا، اچھے ہمارے پارلیمنٹیرین ہیں، جنہیں یہ چیز آگئی ہے اور یہ آپ سے چیمبر میں بھی ڈسکس کی جاسکتی تھی، ہر چیز کو

ہاؤس میں لے آنا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں کتنی بہتری ہے کتنی نہیں؟ دوسری میں بات یہ کروں گا جناب سپیکر! کہ یہ جو ضمنی کوئسچن ہوتا ہے، وہ Allow ہے رول میں تین، تین ہمارے اس میں Participate کر سکتے، بحث کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، رولز میں یہ نہیں ہے، لودھی صاحب۔

وزیر خوراک: رولز میں تین ہیں۔ میں بتاؤں گا سر، رولز میں تین ہیں، یہ ہے، رولز میں تین ہیں، یہ شیرپاؤ صاحب بتائیں گے ابھی آپ کو، (مداخلت) بات سن لیں نا، آپ پھر بعد میں بات کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ دیکھیں آنریبل ممبر جناب منور خان، جناب سپیکر! میں اب دوسری بات یہ کروں گا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب، میں معذرت چاہتا ہوں، 'کوئسچنز آور' ختم ہو چکا ہے۔

وزیر خوراک: بہت ہی سیریس ہے جناب! سب یہ سنیں، یہ کوئسچن نمبر کیا ہے؟ یہ دو سو صفحے کا کوئسچن آیا ہے سید جانان صاحب کا، یہ ضمنی سوال کر کے، یہ ضائع ہوا ہے، اس پر کتنا خرچہ ہوا ہے گورنمنٹ کا، کتنا ڈیپارٹمنٹ کا اس پر لیبر لگی ہوئی ہے، کتنا ڈیپارٹمنٹ بیٹھا ہے اس پر؟ تو یہ اب Lapse ہو گیا ہے۔ پہلے تو یہ ہے کہ یہ دو سو صفحے کا کوئسچن ہے، میری آنریبل ممبروں سے گزارش ہو گی کہ یہ ہمارا صوبہ ہے، ہماری گورنمنٹ ہے، یہ ہمارا پیسہ ہے، وہ ممبر اگر اس دفتر میں جا کر اس منسٹر کے ساتھ بیٹھ کر اور سیکرٹری صاحب سے بیٹھ کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیں تو اتنی زیادہ لیبر، اتنا خرچہ نہ اٹھانا پڑے اور پھر یہ Lapse ہو جاتے ہیں کہ ضمنی کوئسچن، ایک سوال پر ہم اتنے ضمنی کرتے ہیں جناب سپیکر، یہ ہماری اسمبلی ہے، ہمارا صوبہ ہے، میرے بھائی بڑی تیاری سے آتے ہیں، قابل احترام ہیں، بہت اچھے انہوں نے آج سوالات بھی کئے، بہت اچھی بات ہے لیکن تھوڑا سا اتنا کچھ، ہر چیز کی کوئی حد رکھی جائے تاکہ یہ کوئسچن بھی ہو جائے اور یہ ہر سوال کا جواب دو دو سو، تین تین سو صفحوں کا نہ ہو، یہ جانان خان کا پورا جواب ہے جی اور Lapse بھی ہو گیا اور اس پر کتنی لیبر ہوئی ہے جی، کتنا اس پر خرچہ آیا ہے جناب سپیکر، یہ سب باتیں دفتروں میں بیٹھ کر ہو سکتی ہیں۔ میری یہ ریکویسٹ ہے، آگے کوئی مانے یا نہ مانے جناب۔

جناب سکندر حیات خان: سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سکندر شیرپاؤ، پلیز۔

جناب سکندر حیات خان: سپیکرصاحب، ستاسو مشکور یم، اول دا کوم لودهی صاحب چې خبره اوکړه جی جناب سپیکرصاحب،مونږ د اسمبلئ په ممبرانو باندې قدغن نه شو لګولے ، سوالات د هغوی حق جوړیږی او دیکښې سوالات به راځی او دا د حکومت کار دے چې هغوی د هغې جواب ورکړی جناب سپیکر، نو دا قدغن د کم ازکم د اسمبلئ په ممبرانو باندې نه لګولے کیږی چې هغوی د راځی او وزیر له د دفتر ته ځی دا زمونږ حق دے او دا زمونږ یو دغه کښې راځی خو جناب سپیکر! زه ستاسو توجه دآئین آرټیکل (3)29 طرف ته راګرځول غواړم جناب سپیکر، که تاسو اوګورئ آرټیکل (3) 29 دا وائی چې:

"In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation, and the Governor of each Province in relation to the affairs of his Province, shall cause to be prepared and laid before [each House of Majlis-e-Shoora (Parliament)] or, as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the Principles of Policy, and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion on such report"۔

دا زمونږ په رولز کښې هم که اوګورو نو جناب سپیکر، د رول 196 لاندې د دې دغه جوړ شوے دے۔ جناب سپیکر، یوولس میاشتې تیرې شوې، اوسه پورې Principles of policy باندې نه رپورټ Lay down شوے دے ، دا مونږ د آئین Violation کوؤ لګیا یو، زما جناب سپیکر! تاسو ته دغه دے چې په دې باندې تاسو هدایت جاری کړئ چې کم ازکم د آئین خلاف ورزی چې ده، هغه مونږ حلف اوچت کړے دے چې د دې آئین به مونږ تحفظ کوؤ چې د هغې کم ازکم خلاف ورزی اونشی۔ دویم یو پوائنټ جناب سپیکر! دې نه مخکښې هم دا خبره اوچته شوه، انیسه بی بی پخپلو خبرو کښې اوکړه، جناب سپیکر! پرون دلته کښې هاؤس کښې زمونږ ډیر ښه فاضل منسټر صاحب دے او ډیر ښه انسان دے ، شوکت یوسفزئی صاحب، هغوی دلته کښې پاخیدل او وئیل چې یره هیلتھ منسټر زه یم او زه به د دې جواب درکوم، نن د انډسټریز کمیټئ میټنګ وو، زه هم په

هغې کبنې موجود ووم، هلته کبنې هغوی راغلل بطور انډسټریز منسټر دغه شو، زه خو په دې باندې، ما ته پته ده چې یو منسټر سره درې محکمې هم کیدې شی، شپږ محکمې کیدې شی خو جناب سپیکر، کم ازکم د ریکارډ د پاره پکار دا دی چې نوټیفیکیشن اوشی نو بیا هغه منسټر که هغه فنکشن باندې ځی او هغه دغه کوی نو زما خیال دے هغه به لږه بهتره وی ځکه چې که مونږ د قانون مطابق نه چلو جناب سپیکر! نو بیا به د بل چا مونږ څه طمع کوؤ چې هغوی به د قانون مطابق چلی؟ نو جناب سپیکر، په دې باندې زه ستاسو رولنګ غواړم ځکه چې دا یو ډیر لوئې کنفیوژن جوړ شوے دے۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مسٹر شاہ فرمان پلیز، شاہ فرمان صاحب۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب، زه یو دوه منټه خبره کوم۔

محترمہ آمنہ سردار: جناب سپیکر، میری ایک تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مفتی سید جانان۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب، میں تو پہلے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ قلندر لودھی صاحب ہمارے بڑے ہیں، اس کو یہ ہونا چاہیے کہ وہ ممبران کی حوصلہ افزائی فرمائیں، بجائے اس کے کہ وہ ہمیں ان چیزوں سے روک دیں۔ جناب سپیکر صاحب، مجھے بڑا دکھ ہو رہا ہے، تقریباً یہ تیسرا دن ہے، تین دنوں سے ہمارا کوئی کوئسچن نہیں وہ ہو رہا ہے، کیوں؟ میرے خیال میں بہت، یہ اسمبلی کے کوئسچنز ہیں، یہ چار کوئسچنز میرے ہیں تو ان کوئسچنز، پښتو کښې شم؟ (قہقہے) جناب سپیکرصاحب، زه ډیر افسوس سره دا خبره کوم چې څه تقریباً زما پینځه کوئسچنې دی، د مفتی فضل غفور صاحب دی، د نورو ملګرو دی او بیا په دغه خبرې باندې هم جناب سپیکر! زه ډیر افسوس کوم، یوسف عارف صاحب پاڅی چې کوئسچنز آور ختم شوا و چې کله زمونږ یو ملګرې پاڅی او بل ملګرې پاڅی، زه خو وایم چې ایجنډې باندې اول تلاوت کلام پاک دے او دویم نمبر وربانډې سوالونه دی، زما به دا ګزارش وی چې دا د ممبرانو حوصله افزائی کول پکار دی او دا سوالونه به زه بیا راوړم که قلندر لودهی صاحب دلته موجود وی، زه به دغه د یوې یوې محکمې

کارکردګی به دوئ ته ښنایم او چې کومو سوالونو کښې غلط بیانی شوې ده، هغه به ښنایم ورته،او کوم ځائې کښې خلاف ورزئ شوې دی، د قانون خلاف ورزئ شوې دی، هغه به زه ان شاء الله العظیم ستاسو په ځائې باندې به زه قلندر لودهی صاحب مخاطب کوم۔ دوئ ته به زه یوه یوه ان شاء الله العظیم ښنایم که خدائے کړې وی۔ جناب سپیکر صاحب، ډیره مهربانی۔

محترمہ آمنہ سردار: جناب سپیکر! میں ایکSuggestion دینا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میڈم، جی جی آمنہ سردار صاحبہ۔

محترمہ آمنہ سردار: جی بہت شکریہ۔ جناب سپیکر، جیسے ابھی اتنا پلندہ انہوں نے کہا کہ دیا ہے، ٹھیک ہے یہ ہم سب کو انفارمیشن ایک مل گئی ہے لیکن میری Suggestion یہ ہے کہ جوConcerned جنہوں نے کوسچن Raise کیا ہوا ہوتا ہے، ان کو تو آپ ڈیٹیل دے دیں، باقی آپ کے پاس ریکارڈ ہونا چاہیے تاکہ جس ممبر کو ضرورت ہو، وہ اپنی اس سے حاصل کر لیا کرے۔ تو ضرورت اگر نہیں ہے تو بیشک سب کے ساتھ آپ اتنی زیادہ انفارمیشن یا جو بھی، میری ایک Suggestion ہے اور دوسری بات یہ ہے جی، دوسری بات جناب سپیکر، یہ ہے کہ اگر Next time، جیسے یہ Lapse ہو گیا ابھی، تو Next time جب یہ آئے تو پھر اتنا پلندہ نہ دیا جائے، ہمارے پاس Already یہ ہے، یہ پلندہ نہیں ہے، یہ ہمارے لئے پوری انفارمیشن ہوتی ہے اور ہم اس میں چونکہ کام کرتے ہیں اور ہم ساروں نے مل کر کرنا ہوتا ہے تو اس کو یہ نہ کہا جائے کہ جی یہ پلندہ ہے یا اس طرح ہے، تو اس لئے یہ لفظ میں نے Use کیا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ تھینک یو، شکریہ جناب۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: یہ سپیکر صاحب! یہ سب ممبران کے پاس موجود ہے، یہ پلندہ، یہ سب کے پاس موجود ہے، آپ یقین کریں کہ اس پہ ڈیپارٹمنٹ نے کتنا کام کیا ہو گا اور یہ ڈیٹیلز سب کے پاس ہوں گی اور 124 بندے یہاں پہ بیٹھے ہیں اور میرے خیال میں کسی نے بھی Touch نہیں کیا ہو گا کہ آیا اس میں ہے کیا؟ تو Kindly کم از کم اس پہ آپ رولنگ دیں کہ جس بندے کا کوسچن ہو، اسی کو ڈیٹیل سے تھوڑا وہ کر لیں یا پارلیمانی لیڈرز ہوں، اس کو دیں۔ اس قسم کے خرچے کم از کم یا یہ صوبائی اسمبلی اور اتنے

ڈیپارٹمنٹس جو ہیں، یہ برداشت نہیں کر سکتے ہیں،اس لئے میرے خیال میں پچھلے دور میں بھی اسی طرح ہوا تھا سر! اور یہ Decide ہوا تھا سر۔ تھینک یو، سر۔

مفتی سید جانان: سر، دا ممبران، زه د دې خبرې سره اختلاف کوم، زه د دې خرچې خبره کوم

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایک بندہ بات کریں، بہتر ہوگا۔ میرے خیال میں تو سب (مداخلت) جی مفتی جانان صاحب نے بات شروع کی ہے تو یہ ختم کر دیں۔

مفتی سید جانان: زه جی دا خبره کوم چې دا به بیا دغه ممبران چې دا کوم نن د دغې خرچې خبره کوی، دغه ممبران به بیا دغه ایوان کښې پاڅیږی چې سوال نیم راغلے دے، مطلب مونږ سره د دې تفصیل نشته دے، جناب سپیکر صاحب! که مونږ دومره کفایت شعاری کوؤ بیا نور څیزونه هم ډیر دی، بیا هم هغې کښې پکار ده چې کفایت شعاری اوکړو کنه، مونږ ته نور مراعات راکړی دی بیا پکار ده هغې کښې کفایت شعاری اوکړو۔ جناب سپیکر صاحب! دا د دغې ممبرانو حق دے، دا به مونږ ته راځی، زمونږ طرف نه قصور نه وی، که قصور وی هغه به د حکومت طرف نه وی، د هغې به مونږ ذمه وار نه یو، مونږ ته، ممبر ته به د دې تفصیل مهیا کول، سبا به بیا دغه ممبران وائی چې ما ته تفصیل نه دے ملاؤ، جناب سپیکر صاحب! بیا به هم تاسو ته شکایت کوی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ حبیب الرحمان صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی (وزیر خوراک): جناب سپیکر! میں یہ ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یره دا به څه کوؤ، یره، آپ جی ایک بندہ تشریف رکھیں جی، حبیب الرحمان صاحب کو میں نے کہہ دیا ہے جی، وہ بات کر لیں، پھر آپ کریں۔ حبیب الرحمان صاحب، پلیز۔

جناب حبیب الرحمان (وزیر زکواۃ وعشر): بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریه جناب سپیکر۔ ما هم د قلندر لودهی صاحب دا خبره کوله، مونږ هرګز دا نه وایو چې یو ممبر د سوال نه راوړی، دا د هغوی قانونی حق دے، هغه به سوال راوړی خو دا زمونږ شریکه صوبه، Cost productive سوال د راوړی، یو سوال چې راوړی چې د

هغې نه دې ایوان ته څومره فائده، دا زما د یو فاضل ورور د یو سوال جواب دے، یعنی زه دا خبره کوم، ګوره زه جی دا خبره کوم، که فرض کړه دوئ، زه جی وضاحت کوم، یعنی هغه سوالونه ټیکنیکل،'نیومیریکل' سوالونه چې هغې نه دې هاؤس ته هم فائده وی، دې اپوزیشن ته هم فائده وی، زمونږ دې صوبې ته هم فائده وی، بالکل دا سوالونه د راوړی خو بعضې سوالونه د بنی اسرائیلو د غوا هغه سوال وی، جواب وی، نو په هغې باندې په یو یو باندې درې لکهه او څلور لکهه روپئ، دا خو زمونږ او ستاسو شریکه صوبه ده، د دې عوامو د دې دو کروړو عوامو، نو په دې وجه چې کوم څیزونه فائده راوړی یقیناً چې د دې نه زیات Debatable وی، هغه ډیر ډیبیټ به پرې کیږی خو لکه د یو سوال هیڅ قسم څه فائده نه وی نو مونږ دې خپل ورونړو ته یعنی یو بل د ټیټولو یا د یو بل د بد بنکاره کولو په بنیاد نه، که د دې صوبې پکښې ټهیک فائده وی، هغه سوالونه راوړئ، د هغې به مونږ جوابونه هم درکوؤ خو چې د هغې نه مونږ ته فائده وی او هغه سوالونه چې د هغې نه څه فائده نه وی او د هغې مطلب دا دے لکه چې دې صوبې ته هم، نو دا زمونږ د ورورولئ خبره ده، په ورورولئ مونږ تاسو له پکار دی چې مونږ هغه بېځایه تپوسونه چې هغه دلته مونږ ته څه فائده نه راځی، چې په هغې باندې حکومت باندې کوم دغه کیږی چې هغه بالکل حکومت هم سیدها شی، هغه هم برابر شی او هغه سوالونه راشی چې د هغې نه حکومت ته هم څه دغه راشی او هغه مطلب دا دے شعوری طور د دې خپل قوم د دغه د پاره کار اوکړی، دغه زما ریکویسټ دے۔ بل دا-----

<u>مفتی سید جانان</u>: سپیکر صاحب! زه-----

<u>وزیر زکواة وعشر</u>: سوال می جی پوره، سوال مې جی پوره کړے نه دے، بل جی، بل جی زه خبره کوم ضمنی سوالات، دا ګوره د شپږو شپږو میاشتو نه زمونږ د دې ورونړو سوالونه راغلی دی، یو ګهنټه قانونی د دې ټائم دے، که یا یوه ګهنټه کښې Relaxation ورکوې یا دا ضمنی سوالات، د هغې ممبر نه دومره واک مه اخلئ چې د هغه هغه خپل سوال پاتې شی او دا ټوله معامله چې کوم دے ضمنی سوال ته راشی او په ټائم کښې بیا، دا اوس زما په خیال څلورمه حصه جوابونه نه دی راغلی، 75% سوالونه د هغې جوابونه پاتې دی، د هغې وجه دا ده چې

ضمنی سوالونه هم بې ضرورته او دلته کبنې مطلب دا دے دا هم مهربانی، دا زمونږ د وررولئ خبره ده چې مونږ په وررولئ باندې هغه ضمنی سوالات چې کوم ممبرانو سوالونه راوړی دی، هغوی خواری کړې وی، هغوی ځلور، دا د ځلورو میاشتو د پینځو میاشتو سوالونه وی او هغه په ریکارډ باندې پراته وی چې دا Resolve کیږی او بیا آئنده د پاره مطلب دا دے چې لکه ټائم مونږ ته بچ کیږی چې د اسمبلئ بزنس په ښه طریقه باندې کیږی۔ دغه زما معروضات دی او زما ریکویسټ دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ قلندر لودھی صاحب! بات کریں، ناراض مت ہونا جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرا قطعاً کسی دوست کو Hurt کرنا نہیں ہے اور میری طبیعت سے یہ سب میرے بھائی واقف ہیں اور میں ان کے ساتھ دس سال بیٹھا ہوں، میرے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں، میں یہ سوال Specially مولانا صاحب نے کیا ہے جنہیں دینی بھی بہت زیادہ علم ہے اور ہم ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں، کسی اور دوست کا ہوتا، شاید میں یہ بات نہ کرتا تو اس میں اتنی ساری انگریزی لکھی ہوئی ہے اور اتنی باریک بینی سے لکھی ہوئی ہے کہ میں بھی اس کو نہیں پڑھ سکتا، اپنی اس عینک سے، تو کس نے اس کو پڑھا ہوگا؟ ہم ذرا پریکٹیکل کی طرف جاتے ہیں، ہمارا یہ صوبہ ہے، بڑا غریب صوبہ ہے اور یہ بہت ہی زیادہ ذمہ دار ہیں اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یہ سوال کس نیت سے دیا گیا ہے، دیکھیں ایک سوال ہوتا ہے کہ سوال اپنی انفارمیشن اور گورنمنٹ کی تصحیح کرنے کیلئے، اور ایک ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو پھنسانے کیلئے، تو میں یہ سوچتا ہوں، یہ دو سو صفحے کا جو سوال آیا ہے، اگر میرے محترم مولانا صاحب جن کے پیچھے میں نماز پڑھتا ہوں، میرے لئے سارے ایوان سے زیادہ محترم ہیں، میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں، ہر ایک کی عزت کرتا ہوں اور میں نے بالکل اس کی کوئی طنزیہ بات نہیں کی، میں کہتا ہوں کہ اگر اس محکمے کے افسران کے ساتھ بیٹھ کے یہ دیکھ لیتے، اگر یہ وہاں ہی Satisfied ہو جاتے تو اتنے زیادہ، اور یہ Lapse بھی ہو گیا اور دوسرا، تین سوال کرنے کی جو میری ریکویسٹ تھی، وہ یہ تھی، نیشنل اسمبلی میں یہی کچھ ہی ہے اور میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر تین سوال ہو جاتے ہیں ضمنی، تو یہ سارے سوال ختم ہو جاتے ہیں، تو ہمارا وہ بھی ختم ہو جاتا۔ سب نے جو باتیں کی ہیں، وہ اچھی نیت سے کی ہیں اور اپنے بھائیوں کی

قدر کرتاہوں، یہ میرے لئے سارے قابل احترام ہیں، اگر کسی کا دل دکھا ہو تو میں اس کی معذرت خواہ ہوں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسٹر شاہ محمد خان، شاہ محمد خان، شاہ محمد خان، پلیز۔

جناب شاہ محمد خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه جناب سپیکر صاحب! چې تاسو مونږ ته ټائم راکړو۔ جناب سپیکر صاحب! بنوں یوه غریبه ضلع ده او د دې ضلعې فنډ د نورو ضلعو نه انتهائی کم دے خو زه افسوس کوم چې مخکښې زمونږ نه 50 لاکھ روپئ دا کومې چې ترقیاتی فنډ د پاره وئیلې، هغه سیلری مد ته لاړې او هغه پیسې تر اوسه پورې لوکل گورنمنټ مونږ ته واپس نه کړې۔ اوس بیا په ډسټرکټ کونسل کښې70 لاکھ روپئ موجود دی چې د لوکل گورنمنټ سیکرټری آرډر کړے دے چې دا پیسې تاسو ټی ایم اے ته ورکړئ او دا پیسې چې د تنخواه په مد کښې استعمال شی، نو زه ډیر په افسوس سره وایم چې دوئ دا بهرتیانې څه شی ته کولې چې دوئ تنخواه نه شی ورکولې دا لوکل گورنمنټ؟

(شیم شیم کی آوازیں)

جناب شاہ محمد خان: د جماعت اسلامی زمونږ کولیشن پارټنر، دویمه خبره۔۔۔۔۔

(شیم شیم کی آوازیں)

جناب شاہ محمد خان: دویمه خبره یوه، دویمه یو ضروری خبره زه کوم جناب سپیکر صاحب! چې د بجلئ مسئله یو شدید نوعیت اختیار کړے دے، په بنوں کښې ټول خلق راپاڅیدلی دی خو زه د شاه فرمان نه تپوس کوم، زمونږ خو ئې نهه لائنونه کټ کړی دی د کے پی کے، نو شاه فرمان صاحب خو مونږ ته وئیلی وو او وعده ئې راسره کړې وه چې د عابد شیر علی میټر نه دے صحیح د دماغو او زه به د پنجاب بجلی کټ کوم، نن د بنوں بجلی کټ ده او دوه گهنټې، اوس بحال شوې ده داسې یره په چوبیس گهنټې کښې دوه گهنټې وی نو شاه فرمان صاحب ته پکار ده چې د پنجاب بجلی کټ کړی او که نه وی Any time (تالیاں) Any time، زه د دې هاؤس په مخکښې وایم چې دې نه Any time امن و امان خرابیدے شی او حکومت د د دې بندوبست اوکړی د بجلئ که چیف ایکزیکټیو ته

وائی که چا ته وائی او د دې انتظام د حکومت اوکړی، امن و امان خرابیدې شی۔ ډیره شکریه جناب سپیکر!

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محمود خان، محمود خان صاحب۔

جناب محمود احمد خان: مهربانی سپیکر صاحب۔ چې څنګه دا قلندر لودهی صاحب اووئیل چې دوئ د بیا محکمې سره کښینی او بیا د اول ورسره ډسکس کړی، زه قلندر لودهی صاحب ته یوه خبره کوم چې دلته په فلور باندې منسټر پاڅی، د هغه څوک نه اوری نو بیا به محکمې والا ستاسو څنګه واؤری؟ شوکت یوسفزئی صاحب اودریدلے وو دلته په فلور، وزیر صحت اوس هم دے چې زه انکوائری حکم ورکوم، تر اوسه پورې تس نه مس نه شو پکښې، بیا دے څنګه وائی چې بیا به محکمې سره کښینئ، ستاسو خپل ګرفت په حکومت آپس کښې نشته، ستاسو په سیکرټریانو ګرفت، ستاسو خپل انډرسټینډنګ نشته، مونږ ته به څنګه جواب راکړی؟ مونږ دا ورته وایو سپیکر صاحب! چې دلته خالی دے په دې الزام لګوی چې دا پنډ دے که نه نورې هم داسې ډیرې پنډونه خبرې دی چې په هغې کښې پیسې بچت کیدې شی، بیا د په هغې کښې بچت کړی کنه، خالی په مونږ باندې د دا طنز نه کوی چې مفتی صاحب یو سوال راوړے دے په هغه سوال باندې د طنز باندې ظنز کوی۔ دلته شوکت یوسفزئی صاحب پاڅیدلے وو د سټور کیپر د پاره چې د دغې زه انکوائری کوم، تر اوسه پورې په هغه باندې هیڅ هم اونه شو، بیا به مونږ چې یو سیکرټری ته ورشو هغه به زمونږخبره څنګه منی؟ چې یو منسټر ورله په فلور آف دی هاؤس خبره کوی، هغه والا څوک نه منی بیا دے څنګه خبره کوی چې یو ایم پی اے به، سیکرټری بیا به د هغه خبره اومنی؟ مهربانی د اوکړی سپیکر صاحب! دا رویه صحیح نه ده، دوئ د په اپوزیشن باندې تنقید نه کوی او که دوئ تنقید کوی څنګه چې هغه بل ملګری خبره اوکړه، دغه شان عابد شیر علی چې دے خبره کوی چې بجلئ، مونږ ورسره تیار یو د پنجاب بجلئ که شاه فرمان کټ کوی، زه ورسره تیار یم، دے د بجلئ کټ کړی، را د شی میدان ته (تالیاں) چې مونږ باندې بجلئ کټ کوؤ نو دے د اووائی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مسٹر شاہ فرمان پلیز، شاہ فرمان۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر! میں ان سوالوں کا One by one جواب دونگا، سب سے پہلے تو Principles of policy کی بات ہے تو اس کے اوپر Input آرہا ہے اور وہ بہت جلدی سامنے، Constitutional violation نہیں ہو گی ان شاء اللہ۔ جو سپلیمنٹری کوسچن کی بات کی حبیب الرحمان صاحب نے، مقصد ہی یہی ہے کہ جو اوریجنل کوسچنز پوچھے گئے وہ Lapse نہ ہو جائیں اور جن کے اوپر اتنی تیاری سے جوابات آئے ہوں تو وہ پتہ چل جائے اور جو سپلیمنٹری کی شکل میں Irrelevant questions ہیں، وہ اگر دوبارہ پوچھے جائیں تو ان کا بھی جواب مل جائے گا۔ ایک جو سکندر خان صاحب نے بات کی منسٹرز کی، تو پارلیمانی نظام میں Collective responsibility ہوتی ہے، کوئی بھی منسٹر کسی دوسری منسٹری کے Decision سے مبرا نہیں ہے، یہ سپرٹ ہے پارلیمانی نظام کا، Collective responsibility ہے، اگر ایجوکیشن میں کوئی فیصلے لئے جاتے ہیں تو As an Information Minister میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں، میرے اوپر بھی وہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اگر میرے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے تو ذمہ داری کی Proportionally and reciprocally میں اس جگہ پر بھی جا سکتا ہوں، چیف منسٹر مجھے کہہ بھی سکتا ہے اور اگر کہیں منسٹری کا نوٹیفیکیشن نہیں ہے تو وہاں پر وہ منسٹری Naturally چیف منسٹر کے پاس ہوتی ہے اور وہاں پر کسی کو بھی وہ بھیج سکتے ہیں، یہ کوئی رولز کی Violation نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک Positive تنقید جب سامنے آئے تو وہ تو سمجھ میں آجاتی ہے، سوالات کے پوچھنے سے لیکر منسٹرز کے جوابات اور Different Departments کے اوپر جو Comments آرہے ہیں، جو اپوزیشن نے یہ ریکوزیشن کی ہے اس اجلاس کی، ہر دوسرے سوال کے اوپر کہ جی گورنمنٹ کی گرفت نہیں ہے، کہ جی آپس میں آپ متحد نہیں ہیں، حالانکہ کل پرسوں محمود جان نے بات بڑی کلیئر کی ہے کہ سیچویشن کیا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی Positive approach ہے، اب کہاں پر کمی ہے، یعنی ایک پارلیمانی لیڈر 'کوسچنز آور' میں سوال یہ کرتا ہے کہ فلاں جلسے میں فلاں لیڈر نے جو بات کی ہے تو اس کا بجٹ ہمیں بتایا جائے، یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ کسی لیڈر نے، اگر نواز شریف صاحب، چلو آج تو ماشاء اللہ پرائم منسٹر ہیں، اگر وہ اعلان کریں کہ جی

ہم نے، یا ہماری نیت ہے کہ ہم اتنے Nuclear reactor بنائیں گے اور کوئی جا کے اسمبلی میں کہے کہ جی اس کا بجٹ تو ذرا دکھاؤ، بتاؤ ذرا اس کا بجٹ کدھر سے آئے گا؟ تو جناب سپیکر! یہ بہت زیادہ Irrelevant چیزیں ہیں، اس سے ہاؤس کا وقت ضائع ہو رہا ہے، یہ گورنمنٹ کے اوپر بے جا اعتراض ہے، بجائے اس کے کہ ہمارے اوپر چیک ہو اور گائیڈ کیا جائے، ان معاملات میں پڑ جاتے ہیں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ نئی ٹیم ہے، میں یہ مانتا ہوں کہ اتنا تجربہ نہیں ہے ہمارا اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ آپ لوگوں کا بہت زیادہ تجربہ ہے لیکن اللہ آپ کا بھلا کرے، Positive sense میں اس کو استعمال کریں، ہمیں گائیڈ کریں، آپ ہمارے پیچھے اس طرح نہ پڑیں۔ (تالیاں) کیونکہ، اور اچھا سوال بھی پوچھتے ہیں، پتہ بھی ہوتا ہے کہ Irrelevant ہے، پھر آپس میں چہ میگوئیاں بھی کرتے ہیں کہ منسٹر کو پتہ نہیں ہے، سوال بنتا نہیں ہے، سوال بنتا نہیں ہے۔ (قہقہے اور تالیاں) اچھا، سوال بنتا نہیں ہے، جناب سپیکر! ان حالات میں آپ کے اوپر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ عابد شیر علی کی بات کی ہے، بڑی اچھی بات ہے، دیکھیں میں نے جو بات کہی ہے I stand by that لیکن میں ایک بات بتاتا ہوں، میں جدھر چوری تھی اس صوبے کے اوپر، پورے صوبے کے اوپر الزام لگایا گیا کہ یہ چور ہیں۔۔۔۔۔

<u>اراکین</u>: نہیں، پورے خیبر پختونخوا کے اوپر الزام لگایا ہے۔

<u>وزیر اطلاعات</u>: اچھا، پورے صوبے کے اوپر یہ الزام لگایا کہ خیبر پختونخوا کے اندر چوری ہو رہی ہے۔ اس کی ڈیٹیل ہم نے بتا دی ہے، ڈاکومنٹس سامنے لے آئے ہیں کہ واحد صوبہ ہے جس کے اندر تین پولیس سٹیشن ہم نے پیسکو کو دیئے ہیں، یہ واحد صوبہ ہے جہاں پر دو ہزار Thefts کے کیسز رجسٹرڈ ہیں، جس میں سے 11 سو پکڑے گئے ہیں، 53% ہیں، Eighty seven thousand پنجاب کے اندر ہیں جہاں پر 18 سو پکڑے گئے ہیں جو کہ 4% ہے، ایکسٹرا مجسٹریٹ ہم نے پکڑا ہے اور ہم نے ان کے بڑے بڑوں کے ڈائریکٹ کنڈے بھی پکڑے ہیں، میں خود میٹر ریڈر بن کے رات کو میں نے ساری چیکنگ کی ہے لیکن ایک میں اس ہاؤس سے، اس میں بڑے Experienced Parliamentarins بیٹھے ہوئے ہیں، آپ نیپرا کی مارچ کی رپورٹ پڑھ لیں، نیپرا جو ریگولیٹری اتھارٹی ہے واپڈا کا، سب کچھ وہ ریگولیٹری اتھارٹی ہے، ان کا کیا کہنا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ فیسکو، وہ فیصل آباد والا فیسکو، عابد شیر علی والا لیسکو کیسے بجلی چوری میں ملوث ہے،

غلط اعداد و شمار میں ملوث ہے، یہ میری بات نہیں ہے، فیسکو کے بارے میں نیپرا کی رپورٹ ہے۔ اچھا، اب یہ تو ایسا ہی ایک Established fact ہے کہ ایک جگہ پر ہم ان کے ڈائریکٹ کنڈے بھی پکڑتے ہیں اور انکی ریگولیٹری اتھارٹی کا بھی یہ مؤقف ہے کہ یہ چوری میں مبتلا ہیں، یہ سارے۔ اب میں نے کہا بند کریں گے، وہ ایسا لگا کہ وہ لڑائی عابد شیر علی اور شاہ فرمان کی ذاتی ہے، مجھے اس ہاؤس سے گلہ ہے، بنوں کے لوگوں نے جلوس نکالے میرے حق میں، میں ان کا شکر گزار ہوں لیکن مجھے اس ہاؤس سے گلہ ہے کہ اس لڑائی میں کسی نے میرا ساتھ نہیں دیا کہ وہ صوبے کی لڑائی تھی، کسی نے بیان تک نہیں دیا، وہ عابد شیر علی اور شاہ فرمان کی اکیلے کی لڑائی بنائی گئی ہے۔ اسی لئے میں اس ہاؤس سے کہتا ہوں، بند کرتے ہیں اگر اس میں کچھ بھی ہو جائے، لیکن آپ میں سے کسی نے پیچھے نہیں ہٹنا، کل اسمبلی سیشن Attend کئے بغیر بیٹھ جاتے ہیں، تربیلا کو بھی بند کر دیتے ہیں اور ورسک کو بھی بند کر دیتے ہیں تاکہ اس کا کوئی بھی نتیجہ ہو پیچھے کسی نے نہیں ہٹنا، شاہ فرمان پیچھے نہیں ہٹے گا۔ (تالیاں) چاہے ہمیں Dissolve کریں، چاہے گورنر راج ہو، چاہے ہمیں Violation میں پکڑیں، جیل میں اندر کریں، لیکن یہ، لیکن یہ مسئلہ تو صوبے کا ہے، یہ مسئلہ تو صوبے کا ہے، یہ مسئلہ شاہ فرمان کا تو نہیں ہے اور یا آپ مان جاؤ کہ آپ لوگ بند نہیں کر سکتے ہو پھر بھی میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اکیلے بند کروں گا لیکن مان جاؤ کہ آپ لوگ نہیں کر سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک ایشو صوبے کا ہوتا ہے اور صوبے کے نمائندگان اس کے اوپر سٹینڈ لیتے ہیں، مجھے تو یہ گلہ ہے کہ میں نے جب اتنی بڑی لڑائی صوبے کی خاطر لی، مجھے آپ میں سے بتائیں، کون کون میرے ساتھ کھڑا ہو گیا؟ میں پنجاب تک گیا، ٹی وی پر گیا، پیسکو میں ان کے واپڈا ہاؤس گیا، ان کے ڈائریکٹ کنڈے میں نے پکڑے، میرے اوپر ہرجانے کی رپورٹ آئی، انہوں نے مجھے تڑی دی کہ آپ کو عدالت میں، میں تو نہیں ڈرا لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے سے یہ توقع کی جاتی ہے تو آپ سے بھی یہ توقع ہے کہ اگر حقیقت ہے تو آپ بھی کھڑے ہو جائیں یا اس ہاؤس میں آپ کہہ دیں کہ شاہ فرمان غلط کہہ رہا ہے تو پھر میں پیچھے ہٹ جاتا ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

<u>جناب سردار حسین</u>: جناب سپیکر! دا ضروری خبره ده او مونږ په دې باندې خبرې کول غواړو۔

<u>سردار اورنگزیب نلوٹھا</u>: جناب سپیکر۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس پر بات کرتے ہیں۔ فضل الٰہی پہلے بات کر لیں، فضل الٰہی۔

جناب فضل الٰہی (پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات): شکریہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: یو یو منٹ، ایک ایک منٹ، ٹھیک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات: مشکور ہوں آپ کا۔ جناب سپیکر!

ایک رکن: پښتو کښې اووایه۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات: مسئله دا ده چې څنګه زما ورور اووئیل۔۔۔۔۔

اراکین: اردو میں کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات: اگر مفتی جانان صاحب اردو میں تقریر کریں گے، پھر میں بھی کروں گا۔ جناب سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ اگر میرے بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ پورے صوبے کا ہے تو پھر ہمیں ملکر آگے ہونا چاہیے اور اس صوبے میں تمام وہ جماعتیں جنہوں نے الیکشن میں حصہ لیا ہے، ان سب نے عوام سے ووٹ لیے ہیں اور جو حقیقت ہے، واپڈا وفاق کا سبجیکٹ ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہر PK میں پاکستان مسلم لیگ نے ووٹ لیے ہیں نہ کہ صرف پاکستان تحریک انصاف نے لیے ہیں، جناب سپیکر! میں آج وہ ثبوت آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جس پر ہمارے وفاقی وزیر جناب عابد شیر علی صاحب نے Personally میرا استحقاق مجروح کیا ہے کہ اس نے ان الفاظ سے تمام ٹاک شوز میں متعارف کروایا کہ فضل الٰہی غنڈہ ہے، تو میں یہ کہتا ہوں تمام بھائیوں سے کہ اگر میں شروع دن سے ایک پوائنٹ پر کھڑا ہوں کہ ہمیں میٹر دیں، جناب سپیکر! یہ چالیس سالہ مسئلہ ہے، چالیس سال سے واپڈا حکام کیش پر بجلی بیچتے ہیں اور چالیس سال کا مسئلہ اگر پاکستان تحریک انصاف کا ایک ایم پی اے اٹھ کر اور اس مسئلے کو حل کرتا ہے تو جناب سپیکر، عابد شیر علی صاحب کو بھی پاکستان تحریک انصاف کا احسان مند ہونا چاہیے اور واپڈا حکام کو بھی، واپڈا حکام کو بھی احسان مند ہونا چاہیے کہ چالیس سال سے ایک Penny اگر ایک علاقے سے حاصل نہیں کر سکتے اور پاکستان تحریک انصاف کا ایم پی اے دلا سکتا ہے تو میرے خیال میں احسان مند ہونا چاہیے، (قطع کلامیاں) جو میرے بھائی ہیں، جو میرے بھائی ہیں، جو ہنس رہے ہیں اور جو مجھے بات کرنے نہیں دے رہے

ہیں، ان کے علاقوں میں بھی یہی حالات ہیں لیکن وہ مجبور ہیں کیونکہ بعض جماعتیں، بعض جماعتیں جو ہیں ان میں مارشل لاء کی طرح آرڈرز چلتے ہیں، وہ ڈر کے مارے اپنے عوام کا حق نہیں لے سکتے ہیں جناب سپیکر، میں کھل کے بتاتا ہوں کہ یہ وہ ایگریمنٹ ہے جو واپڈا نے میرے ساتھ سائن کیا ہوا ہے، جناب سپیکر! اس ایگریمنٹ میں جو باتیں لکھی گئی ہیں، وہ بالکل پورے میڈیا میں آئی ہوئی ہیں اور آج واپڈا حکام نے اس ایگریمنٹ سے منہ موڑ لیا ہے، تو آپ یہ بتائیں مجھے یہ منافقت نہیں ہے اور کیا ہے؟ آپ یہ مجھے بتائیں، آپ مجھے یہ بتادیں، یہ اس صوبے کو خون ریزی کی طرف دھکیلنے کی کوشش نہیں ہے جناب سپیکر تو اور کیا ہے؟ میں اپیل کرتا ہوں اس معزز ایوان کی طرف سے کہ خدارا جو پشتون قوم پر ظلم ہوا ہے اور جو خون ریزیاں ہوئی ہیں، لہذا میں اپیل کرتا ہوں ان سے جن کی وجہ سے اور یہ عابد شیر علی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آپ مہربانی کریں جو ایگریمنٹ فضل الٰہی ایم پی اے، پی کے 6 کے ساتھ ہوا ہے، اس کو آپ جو Implement نہ کریں تو آیا یہ اور کیا ہے؟ جناب سپیکر! یہ وہی حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں جو 2006 کے حالات تھے جو کہ پورے صوبے میں کوئی بھی بندہ گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا، دہشت گردی تھی، خون ریزی تھی، تو میرا خیال ہے کہ جس طرح میرے بھائی شاہ محمد خان نے کہا کہ بنوں کے فیڈرز کاٹے گئے ہیں، پشاور میں کاٹے گئے ہیں۔

(عصر کی اذان)

<u>جناب فریڈرک عظیم</u>: یہ ایگریمنٹ ہاؤس کو پڑھا یا جائے تا کہ پتہ چلے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟

<u>پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات</u>: Minutes of the meeting with MPA, P.K-6, Fazal Elahi, 17th April، اس میں یہ ہے کہ جس علاقے میں کنڈے لگے ہوئے ہیں وہاں پر یہ میٹر Provide کرنے میں ناکام رہے ہیں، صرف یہ بات نہیں ہے کہ ایک بندہ وفاق سے آکے اور چپکے سے ایک پریس کانفرنس کر کے اور یہ کہہ جاتا ہے کہ خیبر پختونخوا کے عوام بجلی چور ہیں۔ جناب! From the first day of the election میں نے یہ بات کہی ہے کہ ہمیں میٹر دو، تو وہ میٹر نہیں لگا سکتے تھے اس لئے میرے ساتھ سات سو روپے مہینہ پر یہ ایگریمنٹ واپڈا کے اعلیٰ حکام نے میرے ساتھ Written form میں کیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ پورے علاقے میں جہاں بھی کنڈے لگے ہوں وہاں ہم سات سو

روپے کے حساب سے Payment وصول کریں گے اور دوسری بات اس میں یہ ہے کہ، خیر دے پہ نمبر نمبر، نمبر نمبر درتہ یو یو وایم خیر دے اور اس میں جو فیڈرز 'اوورلوڈ' ہیں وہ Bifurcation کریں گے، جو میٹر علاقے میں لگتے ہیں اس کے ساتھ ہی جو ٹرانسفارمرز 'اوورلوڈ' ہیں وہ ٹرانسفارمرز بھی نئے لگا کے دیں گے، یہ اس ایگریمنٹ میں ہے۔ جناب سپیکر، میں اس معزز ایوان سے اپیل کرتا ہوں اور اس صوبے کی عزت کی خاطر میں جھولی پھیلاتا ہوں سب بھائیوں سے کہ خدارا اگر اس صوبے میں آپ نے سیاست کرنی ہے، اگر اس صوبے کی عزت آپ کو عزیز ہے تو جو ایگریمنٹ میرے ساتھ کیا ہے واپڈا حکام نے، میں سب ایوان میں جتنے بھی میرے معزز بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، سب سے اپیل کرتا ہوں کہ میرا ساتھ دیں کیونکہ میں نے جو آواز اٹھائی ہے، صرف یہ نہیں کہ صرف پی کے 6 کیلئے، مجھے جو غصہ آگیا تھا اس بات پہ کہ خیبر پختونخوا کے عوام بجلی چور ہیں تو اس کو ہم نے ثابت کر دیا ہے۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات: آپ کو موقع ملے گا، آپ بات کریں گے۔ میں، دیکھیں یہ، یہ چاند کی طرح عیاں ہے، یہ سورج کی طرح عیاں باتیں ہیں، آپ اس پر ہاتھ نہیں ہلا سکتے ہیں، نہ آپ ہاتھ رکھ سکتے ہیں، آپ سکون سے سن لیں میری باتیں پھر آپ کو موقع ملے گا لیکن یہ بات جو ہے جناب سپیکر، یہ باتیں پورے میڈیا میں آئی ہوئی ہیں، اگر کوئی یہاں پر اس طرح کرتا ہے کہ جس طرح اس کو حکم ملتا ہے، بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں، میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے جناب! کہ وہ مارشل لاء کی طرح ہیں، ہمیں شک پڑتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مارشل لاء کے دور میں تو نہیں بنے ہیں جس طرح وہ مارشل لاء کی طرح اپنے آرڈرز تسلیم کراتے ہیں۔ تو میں اپیل کرتا ہوں کہ جو آج انہوں نے انکار کیا ہے، انکار کیا ہے واپڈا حکام نے، آپ میرا ساتھ دیں گے اور ان شاءاللہ میں ہر حالت میں اپنے علاقے کے عوام کیلئے اور اس صوبے کے عوام کیلئے ان شاءاللہ جان دینے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔ تھینک یو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار اورنگزیب نلوٹھا، سردار اورنگزیب صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب! میں بڑا مشکور ہوں آپ کا۔ میرے دوستوں نے جو باتیں کیں اور بالکل ہم نے بڑے صبر سے سنی ہیں اور جناب سپیکر صاحب! میں سمجھ نہیں سکا ہوں کہ

Topic کوئی اور جاری تھااور انہوں نے، صوبائی حکومت اپنی نااہلی چھپانے کیلئے یہ عابد شیر علی کی طرف اس کو لے کر گئی ہے اور یہ سراسر غلط ہے، سراسر جناب سپیکر صاحب! یہ بات غلط ہے کہ عابد شیر علی نے یہ بات کہی ہو کہ صوبہ خیبر پختونخوا کے عوام چور ہیں، کسی پریس کانفرنس میں، کسی میڈیا کے اوپر، میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر صاحب! اگر وہ پریس کانفرنس کرتا ہے تو شاہ فرمان صاحب کو پریس کانفرنس میں اسے جواب دینا چاہیے، اگر وہ میڈیا کے اوپر بات کرتا ہے تو آپ کو اس سے میڈیا کے اوپر بات کرنی چاہیئے، آپ اسمبلی میں یہ بات لائے ہیں اور آپ یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ہاؤس ہمارے ساتھ متفق ہو تو صوبے کے اندر ہم بجلی کا نظام ٹھیک کر سکتے ہیں، تو ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم سو فیصد آپ کے ساتھ ہیں لیکن جناب سپیکر صاحب! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اپنے بھائی سے، یہ جو معاہدہ وہ دکھا رہے تھے جو ان کے پاس معاہدہ ہے، یہ معاہدہ کیوں کیا گیا ہے، اس کی قانونی حیثیت کیا ہے جناب سپیکر صاحب، اور کنڈے نہیں لگے تھے تو یہ معاہدہ کیوں کیا گیا ہے جناب سپیکر صاحب! اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں تحریک انصاف کی حکومت سے کہ ان کا نعرہ تھا کہ ہم صوبے سے کرپشن کا خاتمہ کریں گے، ہم یہاں سے چوری اور چکاری کا خاتمہ کریں گے تو جناب سپیکر صاحب! جو لوگ بجلی چوری کر رہے ہیں، چاہے وہ پی ایم ایل این سے ہیں، چاہے وہ تحریک انصاف سے ہیں، چاہے وہ جس پارٹی سے ہیں، تو کیا اس چوری کو روکنا چاہیے ہمیں یا نہیں روکنا چاہیے؟ اور اگر کوئی آدمی اس کیلئے جدوجہد کرتا ہے تو اس کے اوپر اس طرح بے جا تنقید اور اس کو ٹارگٹ کیا جائے، تو کس طریقے سے یہ نظام چلے گا؟ جناب سپیکر صاحب! میں حیران ہوں کہ جس طرح میرے بھائی نے کہا، منسٹر صاحب نے کہ میں آپ کی مدد مانگتا ہوں کہ آپ سب میرا ساتھ دیں اور اس نے صوبے کے عوام کو ٹارگٹ کیا ہے، تو منسٹر صاحب! یہ آپ ہمیں اشتعال نہ دیں اپوزیشن والوں کو اور یہ پوائنٹ سکورنگ کرنے کی کوشش نہ کریں، جو محکمے آپ کے ہیں، آپ کی حکومت کے اندر جو جو معاملات ہیں، ہم انہیں بھی بخوبی جانتے ہیں، جو انصاف کے تقاضے آپ پورا کر رہے ہیں، وہ بخوبی ہم جانتے ہیں، ہمارے دس مہینے آپ کے ساتھ ہو گئے ہیں اور میرے بھائی نے کہا کہ ڈکٹیٹر شپ کے اندر اس طرح فیصلے ہوتے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر صاحب! جتنی بڑی ڈکٹیٹر شپ پاکستان تحریک انصاف کے اندر ہے اتنی ڈکٹیٹر شپ کسی جمہوری پارٹی میں نہیں ہے اور یہ اس کا واضح ثبوت ہے جناب سپیکر صاحب! جب تحریک انصاف کے

ممبران اسمبلی نے اپنی آواز بلند کی تو قائد تحریک انصاف جناب چیئرمین عمران خان صاحب نے یہ کہا کہ اگر آپ نے یہ گروپ ختم نہ کیا تو میں اسمبلی توڑ دوں گا، میں اسمبلی Dissolve کر دوں گا اور اس سے تو پورے ہاؤس کا جناب سپیکر! استحقاق مجروح ہوا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر صاحب! آج جو ایجنڈا اپوزیشن نے دیا تھا اس کے اوپر آج بحث ہوتی اور بات یہ چل رہی تھی کہ جی کوئسچنز جو ہیں Answer Question کے اوپر ضمنی کوئسچنز نہ کئے جائیں اور پھر خرچے کی بھی بات کی کہ اتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے صوبائی حکومت کا تو جناب سپیکر صاحب! جب ضمنی کوئسچنز ہو جاتے ہیں اور منسٹر صاحب ان کا جواب دے دیں تو نیا کوئسچن لانے کا وہ خرچہ بچے گا یا نہیں بچے گا؟ یہ ہماری زبانوں کے اوپر اور یہ ہمارے اوپر پابندی لگانا چاہتے ہیں، یہ اسمبلی فلور کے اوپر بھی ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور ہماری زبان بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان شاءاللہ اس صوبائی اسمبلی کے اندر ہم سب کا حق ہے، ہم اپنے حلقوں کی آواز بھی اٹھائیں گے، اپنے لوگوں کی آواز بھی اٹھائیں گے اور حکومت کو جواب دینا پڑے گا، آپ کو تیاری کرکے آنا پڑے گا اور ہمیں ہمارے سوالات کے جوابات دینا پڑیں گے اور یہ ابھی میرے بزرگ لودھی صاحب کہہ رہے تھے کہ سردار بابک صاحب نے جو لیٹر دکھایا ہے، یہ لیٹر سردار بابک صاحب کے پاس ہی نہیں آیا جناب سپیکر صاحب! یہ میرے پاس بھی آیا ہے، یہ سکندر شیر پاؤ صاحب کے پاس بھی آیا ہے اور یہ مولانا لطف الرحمان صاحب کے پاس بھی آیا ہے، تو اس طرح کی بات، ہم خود جب اس ماحول کو خراب نہیں کرنا چاہتے ہیں، حکومت جان بوجھ کر اس ہاؤس کے ماحول کو خراب کرنا چاہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جناب۔ نماز کا بالکل ٹائم پورا ہے، وقفے کے بعد ان شاءاللہ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، منور خان صاحب۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: تھینک یو سر۔ سر، مخکښې هم تاسو په دې فلور باندې دا یو آرډر جاری کړے وو چې چرته کله د اسمبلۍ کوئسچن وی نو هغه سیکرټریز د هغه ډیپارټمنټ کسان د موجود ووسی خو بعضې افسران چې هغه، نه کوئسچن وی او دا تکلیف کوی چې آټھ بجې دوئ په آفس کښې ډیوټی کوی او دوه بجې

نه بعد بیا راځی تقریباً آٹھ بجې بیا دوئ هغې پورې ناست وی، د هغوی ډیوټی هم څه نشته دے نو دا زمونږ تاسو ته ریکویسټ دے چې کوم کسان چې د چا کوئسچنز وی، چا لکه هغه وی هغه کسان که هغه ډیپارټمنټ سیکرټریز وی یا نور څوک کسان ناست وی نو دې نورو کسانو ته کم از کم سر د آٹھ بجې پورې ناسته هسې کښینول دلته کښې، نو هغوی هم څه خپل ضروریات وی نو د هغوی باره کښې سر، تاسو که خپل یو داسې رولنګ ورکړو چې هغې کسانو ته اجازت ورکړو چې هغه کسان خپله ډیوټی، کورونو ته ځی سر۔ تھینک یو سر۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی ملک شاد محمد۔ ملک صاحب، ملک صاحب خبره اوکړی بیا کال اټینشن ته ځو۔

<u>ملک شاہ محمد خان</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔جناب سپیکر! میں نے ضلع بنوں کی بجلی لائن کاٹنے اور عوام کے مشتعل ہو کر نکلنے کی بات کی اور اپنی حکومت پر تنقید کی کہ اس کا بروقت حل نکالیں،اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واپڈا کی ذمہ داری صوبائی حکومت کی ہے، ہم نے اپنے لیڈر، خان نے حال ہی میں ہدایت کی ہے کہ اگر ہماری حکومت میں کوئی خامی نظر آئے تو اس پر تنقید کریں کیونکہ تنقید جمہوریت کا حسن ہے (تالیاں) اور یہ خان کی جمہوری سوچ ہے اور یہ خان کی جمہوری سوچ ہے لیکن بعض لوگ سیاسی سکورنگ کی کوشش کرتے ہیں، ہم میں کوئی فارورڈ بلاک نہیں ہے، ناراضگی اور تحفظات ضرور ہیں، جو دو بھائیوں کے درمیان بھی ہوتے ہیں اور یہ بھی ہمارا اندرونی معاملہ ہے جس کو ہم خان کی کورٹ میں حل کریں گے اور یہ ہمارے گھر کا مسئلہ ہے جو محمود جان نے کل بھی بیان کیا تھا اس فلور پہ۔

## توجہ دلاؤ نوٹس ہا

<u>Mr. Speaker:</u> Maulana Fazal Ghafoor, MPA, to please move his call attention notice No. 293, in the House.

حضرت مولانا فضل غفور۔ دیکھیں جی (مداخلت) ریزولیوشن، اس کے بعد آپ کو ریزولیوشن کا ٹائم دیتے ہیں، اس کے بعد تاکہ یہ نمائندگی پوری ہو جائے نا۔

<u>مولانا مفتی فضل غفور</u>: شکریه جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! د کال اټینشن نه مخکښې-----

<u>Mr. Speaker</u>: Welcome, welcome to Gohar Nawaz Khan, welcome.

هر کله راشئ جی، هر کله راشئ۔

مولانا مفتی فضل غفور: مونږ د ویرولو، ما وئیل که تاسو وایئ چې ویلکم ټو ګورنر راج۔ (قہقہے) شکریه جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! د کال اټینشن د پیش کولو نه مخکښې زه یو ګزارش کوم جی، دا نن زمونږ په اسمبلی بزنس باندې ډیر کافی او ډیر اهم سوالونه په ایجنډا باندې راغلی وو خو هغه پاتې شو او هغه Lapse شو، نو زه به دا ریکویسټ کوم که هغه تاسو په هغې باندې رولنګ ورکړو او هغه پینډنګ اوساتئ نو ډیره زیاته بهتر به وی او هغه ډیر زیات اهم دی جناب سپیکر! هغې کښې زمونږ د بعضې ورونړو د خپل طرف نه دا خبره اوکړله چې دا غیر ضروری دی، زما په خیال باندې د هاؤس هر یو رکن د دې خبرې حق لری چې د هر ډیپارټمنټ متعلق د هر مسئلې د هغې انفارمیشن هغه طلب کوی او ډیپارټمنټ په دېBound دے چې هغه ورته د هغې متعلق معلومات ورکوی۔ حبیب الرحمان صاحب منسټر زکواة، هغوی داسې هاؤس ته دغه اوښودل چې دا ما سره دومره لوئې جواب راغلے دے او په دې باندې د حکومت خرچه شوې ده۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! ایجنڈا، ایجنڈا۔

مولانا مفتی فضل غفور: یو وضاحت کوم جی، یو وضاحت کوم جی، بس یو وضاحت کوم جی۔ دا خو زمونږ منسټران صاحبان دا زړه به لوئې ساتی جی او د دې نه به هم لوئې لوئې جوابونه دوئ دې هاؤس ته پیش کوی او ما نور څه نه وو غوښتی خو ما ترینه د تیر دور د زکواة د چیئرمینانو نومونه غوښتلی وو او زما په خیال باندې بابک صاحب مخکښې ورځو کښې د دې دور د زکواة د چیئرمینانو نومونه اوغوښتل نو په هغې باندې معذرت پیش شو او هغه تیر دور چې کوم ورته خلق د ظلم او د بې انصافئ دور وائی نو د هغې هغه چیئرمینانو هغه لسټونه هغه مخې ته راغلل، دا هم راتلل پکار دی، بهرحال چې هاؤس ته چې کوم دے نو د هغې متعلق علم راشی۔ جناب سپیکر! ما چې کوم کال اټینشن جمع کړے دے نو دا باموخه کښې چې کوم مائننګ ایریا ده او د هغې نه ډیر زیات پروډکشن

راځي او ډير زيات د هغې نه امدني هم راځي، د هغې نه ډيره زياته امدني هم راځي-----

Mr. Speaker: Readout, please.

مولانا مفتی فضل غفور: جی بونیر میں باموخہ کے مشہور ماربل پیداواری علاقہ میں اراضی مالکان اور لیز ہولڈرز کے درمیان مفاہمت نہ ہونے کی وجہ سے کافی مائنز بند پڑے ہیں جس سے ایک طرف حکومت کو یومیہ لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے تو دوسری طرف اس روزگار سے وابستہ سینکڑوں افراد کے گھروں کے چولہے بجھ رہے ہیں، لہذا میں ایوان کی توجہ اس اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب سپيکر! د دې سره د ډيرو خلقو روزگار وابسته دے او هغه خلق نن بيروزگاره شوی دی، صرف او صرف د څو غلط فهمو په بنياد چې ليز هولډرز او چې کوم لينډ اونرز دی يا د هغې زمکو يا د غرونو مالکان دی، د هغوی ترمينځه Compromise نشته دے او د هغوی ترمينځه مفاهمت نشته دے نو لهذا دا ډيره يو اهم مسئله ده او زه د حکومت توجه دې طرف ته رااړول غواړم چې دا زر تر زره د د حل کولو، دې د پاره کوشش اوکړی۔ شکريه۔

جناب سپیکر: جناب عارف یوسف صاحب۔

جناب عارف یوسف (پارلیمانی سیکرٹری): شکریہ جناب سپیکر۔ سر، جب بھی یہ لیز ہولڈرز یا لینڈ اونرز یا لوکل جو لوگ ہوتے ہیں، ان کے درمیان میں کوئی اس طرح کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے لیز کے بارے میں تو اس کی باقاعدہ District Surface Committee ہوتی ہے جو اس کا فیصلہ کرتی ہے۔ پہلے بھی اس میں ایک دفعہ District Surface Committee والے بیٹھے تھے لیکن وہ فیصلہ میرے خیال میں لوکل انہوں نے مسترد کر دیا تھا تو ابھی اس وقت یہاں پر سیکرٹری صاحب بھی موجود ہیں اور ڈی جی صاحب بھی موجود ہیں تو اگر میرے آنریبل ممبر صاحب ابھی کہتے ہیں تو ابھی ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں یا کل کہتے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ کے مسئلہ حل کر لیتے ہیں اور یہ غفور صاحب سے میری ریکویسٹ ہے کہ یہ جس طرح کہیں اس طریقے سے کر لیں گے۔ میں بلکہ کہوں گا کہ ان کو چیئرمین کر دیتے ہیں، یہ جس طرح سے کہتے ہیں ہم اس طریقے سے مسئلہ حل کر دیتے ہیں جی۔ تھینک یو۔

مولانا مفتی فضل غفور: صحیح ده جی، شکریه ادا کوم د عارف یوسف صاحب نو ډیپارټمنټ او مونږ به کښینو او زه به سبا د هغوی لینډ او نرز هم راوغواړم او څه فیصله مو اوکړله بیا به ډیپارټمنټ ته هغه منظور وی او هغې کښې به بیا رد و بدل دا به نه وی، زه به چیئرمین یم۔

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر 327، مسٹر شاہ حسین خان، ایم پی اے، مسٹر شاہ حسین خان۔ دې نه پس به تاسو قرارداد راوړئ جی، دې نه پس۔ کال اټینشن نه پس، کال اټینشن۔

جناب شاہ حسین خان: کوئسچن نه دے جی، کال اټینشن دے۔

جناب سپیکر: او کال اټینشن، سوری کال اټینشن۔

جناب شاہ حسین خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ اس معزز ایوان کی کارروائی روک کر مجھے اس اہم مسئلے پر بات کرنے کی اجازت دی جائے کہ حال ہی میں فوک گرائمر سکولوں کے سینکڑوں مرد اور خواتین اساتذہ اور سبجیکٹ سپیشلسٹوں کو بلا جواز ملازمت سے برطرف کیا گیا ہے، حالانکہ ان میں زیادہ تر اساتذہ باقاعدہ اشتہار اور انٹرویو کے بعد سلیکٹ ہوئے تھے، حکومت کے اس اقدام کی وجہ سے ان میں بے چینی پائی جاتی ہے، فوری بحال کئے جائیں۔

سپیکر صاحب، دا دې ټولې صوبې دې فوک ګرائمر سکولونو کښې ایس ایس او نور ټیچرز او کلاس فور بهرتی شوی وو، د دې تعداد تقریباً سپیکر صاحب! څه پندره سو لګ بهګ دے۔ سپیکر صاحب! په دیکښې اشتهار هم هغه شوے وو اخبار کښې، دا اشتهار دے جی، بیا د دې ټیسټ اوشو، انټرویو اوشوله، باقاعده په میرټ باندې کسان دیکښې بهرتی شو او بیا بغیر څه د نوټس نه، څه نوټس اونه شو او دا کسان برطرف کړے شو۔ سپیکر صاحب، د هغوی خاندانونه دی، د یو کس شا ته لس لس، پینځلس پینځلس کسان دی چې هغوی کفالت کوی د هغوی، ډیره لویه بې چینی ده پکښې، دا اضطراب دے پکښې، حکومت نه دا درخواست دے چې دا کسان چې څومره دا ډهائی هزار دی یا پندره سو دی، دو هزار دی ،د دوئ د بحالولو د اقدامات اوکړی ځکه چې نوی کسان به دوئ بیا اخلی نو هغه کسان ولې نه چې کوم Already پرنسپل لیکلی ورکړی دی چې دغه کسان زمونږ مونږ ته واپس کړئ نو که دا زاړه کسان بحال

کوی په ملازمت باندې، دا به د دې صوبې د عوامو سره يو ډير لوئې ښيګړه وی۔
مهربانی سر۔

جناب سپیکر: جناب شاہ فرمان خان۔ملک ظفر اعظم صاحب، سپلیمنٹری کوئسچن۔

جناب اعظم خان درانی: جناب سپيکر! دې سلسله کښې زه هم خبره کول غواړم او هغه دا چې پندره سو کسان ويستلې شوی دی په ګرامر فوک سکولونو کښې په ټول خیبر پختونخوا صوبې کښې او په دغې کښې ایس ایس شامل دی او اے ټی ټیچرز شامل دی او کلاس فور هم شامل دی او پندره سو کسان چې کوم دی دا په یو سیټ پروسیجر باندې راغلی دی، باقاعده اشتهار شوے دے، باقاعده ئې ټیسټ انټرویو شوې ده لکه څه رنګه چې مطلب دے یو پروسیجر وی، هغې مطابق راغلی دی نو دا موجوده ګورنمنټ چې کله په اقتدار کښې راغلو نو دا پندره سو کسان ئې اوويستل نو پندره سو کسان لکه څه رنګه تاسو ته پته ده چې موجوده ګورنمنټ خو دا نعره وه چې مونږ به خلقو ته روزګار ورکوؤ او دلته خو قیصه الټا شوه، روزګار ترې نه اخلی نو دا خو مطلب دا دے د غریبو خلقو سره ظلم دے، زياتے دے، دا پندره سو کسان نه دی بلکه پندره سو فيمليز دی، نو زما دې هاؤس ته اپیل دا وو سر! تاسو ته دا اپيل دے او موجوده ګورنمنټ ته دا اپیل دے چې دغه ایشو د سټینډنګ کمیټئ ته ریفر شی چې دا کوم کسان ویستلې شوی دی، دا پندره سو کسان، دا د فوری بحال شی او بله دا خبره ده چې شهباز عظمت خیل سکول دے په بنوں کښې چې هغه ئې هم ختم کړے دے نو هغه د هم بحال کړے شی۔ Bundle of thanks۔

جناب سپیکر: جناب شاہ فرمان صاحب، جناب شاہ فرمان صاحب۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): ان کی یہ بات صحیح ہے لیکن جو جواب آیا ہے محکمے سے، وہ یہ ہے کہ ورکر بورڈ کو میرے خیال میں ان کی فنڈنگ آتی ہے فیڈرل گورنمنٹ سے اور جو طریقہ کار انہوں نے بتایا، آنریبل ممبر زنے کہ بالکل ایک پراسیس، صحیح پراسیس کے تھرو ان کو Employ کیا گیا تھا لیکن فیڈرل گورنمنٹ نے 13-03-2014 کو مراسلہ بھجوایا اور اس میں یہ کہا گیا کہ جو تاریخ بتائی گئی ہے 01-07-2013 سے تمام بھرتیوں کو غیر قانونی قرار دیا فیڈرل گورنمنٹ نے، جس سے 767 لوگ متاثر ہوئے اور

اس میں بورڈ کو تنبیہ بھی کر دی گئی اور مجاز افسران کے خلاف کارروائی کا بھی ذکر ہے، تو چونکہ یہ فیڈرل کی طرف سے یہ لیٹر ہے، فنڈنگ ادھر سے آتی ہے اور یہ ان کا فیصلہ ہے، یہ صوبائی حکومت کا فیصلہ نہیں ہے کہ صوبائی حکومت نے ان لوگوں کو نکالا۔ یہ جو جواب، اچھا اس کے اندر یہ ڈیٹیل اس میں موجود ہے، اس کیلئے کمیٹی بھی بنائی گئی ہے لیکن ایشو بالکل Genuine ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر اگر بجائے اس کے کہ اس کے اوپر ہم بحث کریں اور ایک دوسرے کو جوابات دیں، اگر اس کے حقائق کو ہم جانیں اور اگر یہ ممکن ہے کہ پراونشل گورنمنٹ کے یہ دائرہ اختیار میں ہے کہ وہ بحال کر سکتی ہے اور ان کیلئے فیڈرل گورنمنٹ سے فنڈنگ اگر ہو سکتی ہے تو اس کے اوپر جناب سپیکر! پھر بیٹھ کے بات کرتے ہیں اور طریقہ کار نکالتے ہیں۔ جو سوچ ہے وہ صحیح ہے لیکن حقائق یہ ہیں جو ڈیپارٹمنٹ نے بھیجے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب شاہ حسین صاحب۔

جناب شاہ حسین خان: دا سې ده جی، زما د دوئ خبرې سره اتفاق دے خو نیمې خبرې سره، دا سې ده جی چې د دوئ خبره که دا ټهیک وی چې دا وفاقی حکومت ته او دا هغوی اوښکلی دی، هغوی به ئې بحالوی نو دا کمیټۍ ته اولیږئ، کمیټۍ کښې به چې د صوبائی حکومت چې کوم ذمه دار کس وی، هغه او مونږ به کښینو چې د چا اختیار وو نو پوهه به ئې کړو کنه۔

جناب سپیکر: لږ خپله ورپسې کار کوؤ کنه، لږ خپله ورپسې کار کوؤ کنه۔

جناب شاہ حسین خان: جی؟

جناب سپیکر: خپله ورپسې کار کوؤ کنه، دا کمیټو ته هر یو شے نه لیږو خو دا زما خیال دے۔

جناب شاہ حسین خان: نه سپیکر صاحب! د دې به څه حل وی، نه د دې حل به څه وی؟

جناب سپیکر: دا به شاه فرمان خان سره به تاسو کښینئ او۔۔۔۔

جناب شاہ حسین خان: سر، دا کمیټیانې جوړې دې د پاره دی، هلته کښې به کښینو۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ کوئیک پراسیس ہونا چاہیے، بجائے اس کے کہ وہ کمیٹی میں جائے اس کے اوپر Consume ہو کیونکہ نیک نیتی سے ہم چاہتے ہیں، تو بجائے اس کے کہ ہم اس کے اوپر جلدی۔۔۔۔

جناب شاہ حسین خان: سپیکر صاحب، د دې کمیټۍ چې کوم چیئرمین وی، هغوی ته به درخواست اوکړو، هغوی به هفته کښې دننه دننه میټنګ رااوغواړی۔ تاسو او مونږ ورونړه به پرې کښېنو خبره به پرې اوکړو چې څه به بیا واپس راوړی۔

وزیر اطلاعات: اگر اپوزیشن کا، وہ کہتے ہیں ناں کہ اگر ان کا اصرار ہے تو ہم انکار تو نہیں کر سکتے ہیں، اگر یہ کہتے ہیں۔

جناب شاہ حسین خان: مهربانی، مهربانی سر، Put ئې کړئ، مهربانی Put ئې کړئ۔

جناب سپیکر: دیکښې خبره دا ده چې که چرته کمیټۍ ته دغه کوؤ نو یو هفته کښې دننه دننه د دې رپورټ به پکار وی۔

جناب شاہ حسین خان: ٹھیک شوه جی۔

جناب سپیکر: دا بیا تاسو دومره اوږده کړئ او خبره راشی نو مطلب دا دے چې Within one week به د دې رپورټ پکار وی۔

جناب شاہ حسین خان: چیئرمین صاحب ته به ریکویسټ اوکړو چې زر به ئې رااوغواړی جی، پندره ورځو کښې دننه دننه تاسو ته جواب راوړی سر۔

وزیر اطلاعات: میرا صرف یہ خیال تھا کہ چونکہ گورنمنٹ اور اپوزیشن میں اس ایشو کے اوپر اختلاف ہے نہیں، تو ہو سکتا ہے کہ ہم کل بیٹھ کے اس کا طریقہ کار کنسرنڈ ڈیپارٹمنٹ سے بات کریں لیکن اگر اپوزیشن کا یہ اصرار ہے کہ کمیٹی کے تھرو جائیں تو سو بسم اللہ کمیٹی کے تھرو جائیں۔

(تالیاں)

جناب شاہ حسین خان: کمیٹی کے تھرو، کمیٹی کے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: کمیٹی میں جائے، جو بھی کمیٹی کے چیئر مین ہیں، میں ان سے ریکویسٹ کروں گا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کے اوپر جو ہے ناں، وہ رپورٹ دے دیں تاکہ یہ جو Genuine issue ہے، یہ Properly address ہو۔

Is it the desire of the House that the call attention notice No. 327, moved by the honorble Member, may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The call attention notice is referred to the concerned Committee.

## مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا خیراتی و مذہبی ٹرسٹ مجریہ 2014 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Speaker: Honorable Minister for Auqaf, Hajj, Religious Affairs, to please introduce before the House, the Khyber Pakhtunkhwa Charitable and Religious Trust Bill, 2014.

مفتی سید جانان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کو موقع دیتے ہیں۔

جناب حبیب الرحمان (وزیر زکواۃ و عشر): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔

I beg to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Charitable and Religious Trust Bill, 2014, in the House.

Mr. Speaker: It stands introduced.

مفتی جانان صاحب، اس کے بعد آپ۔

مفتی سید جانان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔۔۔۔

جناب سپیکر: مفتی جانان صاحب خو زمونږ جانان دے کنه جی۔

مفتی سید جانان: مهربانی سر۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: مفتی جانان صاحب دا بندلي فیصله کوی، دا بندلي د دې د پاره راوړی دی۔

مفتی سید جانان: (قہقہہ) سر، دا څنو ملګرو ته زما د بندل نه ډیر زیات تکلیف دے، زه خاصکر منور خان صاحب او لودهی صاحب نه معذرت غواړم بیا به

داسې نه کوؤ، ان شاء الله۔ (قہقہہ) جناب سپیکر صاحب! رول124کو240کے تحت ریلکس کرکے مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

## قاعدہ کا معطل کیا جانا

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be relaxed under rule 240, to allow the honorable Member to move his resolution? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it and the honorable Member, to please move his resolution.

مفتی سید جانان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، ان کی ریزولیوشن، ہمارے پاس کاپی ہے؟ میں چیک کرتا ہوں۔(سیکرٹری اسمبلی سے)ان کی ریزولوشن کی ایک کاپی مجھے دیدیں۔جی، مفتی جانان صاحب۔

## قراردادیں

مفتی سید جانان: جیسے کہ ہر ذی شعور، صاحب عقل ودانش کواس بات کابخوبی علم ہے کہ اس ملک خداداد کے معرض وجود میں آنے کے بنیادی مقاصد میں یہ بات شامل تھی کہ ملک کا سپریم لاء قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوگی تاکہ جملہ مسلمانان پاکستان انفرادی اور اجتماعی زندگی اصول اسلام کے تحت بآسانی بسر کر سکیں۔قرآن اور سنت اس ملک کی سپریم لاء ہونے کی بناء پر اس ملک میں کوئی قانون سازی اسلامی اصول کے خلاف نہیں کی جائے گی۔قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی میں تبدیلی کرنایاایسے قوانین میں ترمیم کرنااسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داریوں میں شامل ہے جبکہ دوسری طرف اس ملک میں آئے روز مسائل جو کہ بڑھتی ہوئی آبادی اور کثرت نفوس کالازمی اثر ہے کہ بسبب اسلامی نظریاتی کونسل کو کرنے والے مسائل میں حیران کن اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے متعدد مسائل سالہاسال تک مذکورہ ادارے زیر بحث لانے میں ناکام رہتے ہیں، لہذا یہ صوبائی اسمبلی وفاقی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے، کے ذیلی ادارہ جات جنہیں بھی قوانین پاکستان کے اندر اجازت ہو، تمام

صوبے میں قائم کئے جائیں تاکہ مسائل حل کرنے میں ذیلی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل کے معاون اور شریک کار بن سکیں۔

جناب سپیکر: جی حکومت کی طرف سے کون؟

جناب سردار حسین: جناب سپیکر، كه ستاسو اجازت وي نو په دې-----

جناب سپیکر: سردار صاحب اس پہ بات کریں گے۔ جی جی۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب، دا ما ته مناسب روایت نه ښکاري، د هغې وجه دا ده چې دا هاؤس چې دے څنګه چې دلته خبره هم کيږي چې Collective responsibility ده، اوس خدائے شته مونږ د دې قرارداد متن نه کتلے دے نه ليدلے دے، اوس يو ملګرے پاڅيدو، هغه قرار داد پيش کړو، اوس دا ټول هاؤس په امتحان کښې دے چې آيا د دې قرارداد مخالفت اوکړو او که د دې قرار داد حمايت اوکړو۔ مناسب خبره خو دا وي چې که د يو ملګري خواهش کيږي يا يو ملګرے ضرورت ګڼړي او قرارداد دې هاؤس ته راوړي نو زما يقين دا دے چې لازمه خبره دا ده چې د پارټو پارليماني ليډرز ته ئې ورکړي او هغوی د خپلو ملګرو سره مشاورت اوکړي او د هغې قرارداد متن اوګوري او بيا په هغې باندې فيصله اوکړي۔ اوس زه يواځې نه، زما يقين دا دے چې دا ټول هاؤس حيران دے چې په دې قرارداد کښې څه وو او څه نه وو، مونږ خو لفظونه واوريدل، حکومت هم دغسې حال دے چې هغوی هم، پخپله هم مونږ ته دا پته نشته، اوس مونږ دلته خو صرف 'Yes' او 'No' ته نه يو ناست، نو زما مفتي صاحب ته هم دا خواست دے چې دومره اهمه خبره تاسو راوړئ، د هغې نه مخکښې خو ضروري خبره دا ده چې لږ مشاورت خو پکار دے کنه۔ اوس دا ټول هاؤس چې کوم دے نو په امتحان کښې واچولو، نو لږ ټائم مونږ ته اوس ملاؤ شي چې دا متن اوګورو چې په دې متن کښې څه دي، قرارداد کښې څه دي؟

جناب سپیکر: دا بل قرارداد به اوکړو، دا تاسو لږ مفتي صاحب! پکار دا وه چې تاسو پرون دا ما ته راکړے وے چې تاسو ټولو سره لږ مشوره کړې وے، اپوزيشن ليډر سره او حکومتي دې دغه سره مو خبره کړې وے نو ښه خبره به وه خو بهرحال دې باندې نه----

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جی، سکندر خان۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! دا صرف دغه چې بس مونږ یو دلته کښې روایت جوړ کړے چې بس قرارداد دغه کړو او د هغې قرارداد پخپله اهمیت په دې باندې کم شی چې هغې باندې که پوره یو مفصل بحث کیږی، ډیبیټ کیږی د هر طرف نه او د هغې مقاصد باندې خبرې اوشی او بیا د هغې نه پس یو دغه جوړ شی نو زما په خیال د هغې به لږ زیات اهمیت، د دې هاؤس د هغه قراردادونو هغه اهمیت ختمیږی جی۔

جناب سپیکر: مفتی صاحب! لږ وضاحت اوکړئ، مفتی صاحب! وضاحت اوکړئ۔

مفتی سید جانان: زه جی داسې وایم کنه، دغه قرارداد کښې څه داسې خبره نشته دے چې ما داسې یو نوې خبره کړې وی۔ ما جی اخر کښې، زه دا لیکم چې "یہ صوبائی اسمبلی وفاقی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل جو ایک وفاقی ادارہ ہے، کے ذیلی ادارہ جات جنہیں بھی قوانین پاکستان کے اندر اجازت ہو" ما خو جی داسې خبره نه ده کړې او که بیا مطلب دے داسې خبره وی چې مناسبه خبره نه وی، جناب سپیکر! دلته خو مونږ راوړو دلته غالباً بابک صاحب نه به زه په دې خبره ګیله اوکړم، دیکښې خو څه ما داسې خبره نه ده کړې چې یا د چا ذات مجروحه کیږی یا داسې یوه خبره مجروحه کیږی، یوه ساده Simple خبره ده، که بحث ورباندې کیږی، بحث ته ئې منظوروئ، بحث د ورباندې اوشی، ما هیڅ اعتراض نشته دے۔

جناب سپیکر: بحث ته به مونږ بالکل بیا ورکړو خو زما خیال دا وو چې پرون هسې تاسو ته پکار وو چې یو دغه مو کړے وے، یو متفقه دغه پرې راغلے وے۔ چونکه دا داسې خبره ده چې دیکښې هیڅوک انکار نه شی کولے نو لږ دا هم خبره ده چې هر یو څیز باندې ډیبیټ وی، بهرحال دا زه لږ پینډنګ کوم او دې څائې کښې، سردار ظهور صاحب۔

سردار ظہور احمد: جناب سپیکر صاحب! رول ریلکس کر کے مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: ریلکس ہے، Already ریلکس ہے۔

سردار ظہور احمد: یہ مشترکہ قرارداد ہے۔ جناب وجیہہ الزمان خان، جن لوگوں نے قرارداد پیش کی ہے، دس معزز ممبران اسمبلی نے، جناب سردار اورنگزیب نلوٹھا، جناب مشتاق احمد غنی صاحب، جناب قلندر لودھی صاحب، جناب رشاد خان صاحب، جناب صالح محمد خان صاحب، مولانا عصمت اللہ خان صاحب، جناب زرین گل صاحب، محترمہ آمنہ سردار صاحبہ۔

یہ صوبائی اسمبلی مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ چار سالہ ڈگری پروگرام بی ایس آنرز پولٹری سائنسز کو سروسز رولز میں Induct کیا جائے۔ یونیورسٹی آف وٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور جو کہ پاکستان میں وٹرنری تعلیم کی صف اول کی سرکاری یونیورسٹی ہے، اس نے 2007ء میں چار سالہ ڈگری پروگرام بی ایس آنرز پولٹری سائنسز شروع کروائی، یہ ڈگری اس مقصد کیلئے شروع کروائی گئی کہ چونکہ پولٹری انڈسٹری نہایت تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور مستقبل میں اس شعبے میں ماہر افراد کی ضرورت انتہائی شدت سے محسوس کی جائے گی۔ مزید یہ کہ سرکاری سطح پر قائم کردہ پولٹری ریسرچ ادارے جن میں جاری ترقیاتی کام کو آگے بڑھانے کیلئے اس ڈگری کے گریجویٹس کی سخت ضرورت ہے۔ بی ایس سی آنرز پولٹری سائنسز کی اس ڈگری میں شعبہ مرغ بانی سے متعلق 130 credit hours کے چالیس مضامین پڑھائے جاتے ہیں جبکہ اسی یونیورسٹی کی ایک اور ڈگری ڈی بی ایم جس کو پی بی ایم سی پاکستان وٹرنری میڈیکل کونسل سے Recognition حاصل ہے، کو پولٹری کے صرف پانچ یا چھ مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ بی ایس سی آنرز پولٹری سائنسز جو کہ Specialized degree programme ہے، کو پاکستان وٹرنری میڈیکل کونسل کی Recognition حاصل نہیں، حالانکہ موجودہ دور میں اس ڈگری کے گریجویٹس کی سخت ضرورت ہے۔ ایک خط جو کہ ریجنل ڈائریکٹر وٹرنری ریسرچ اینڈ ڈیریزانوسٹی گیشن سنٹر ایبٹ آباد نے بنام ڈائریکٹر جنرل ریسرچ خیبر پختونخوا کو اس ڈگری کے متعلق لکھا، پیش کرتا ہوں جس میں واضح طور پر اس امر کی درخواست کی گئی ہے کہ بی ایس آنرز پولٹری کو موجودہ سروس رولز میں Induction دی جائے تاکہ وہ اپنی صلاحیت سے صوبے میں موجود پولٹری ریسرچ اداروں میں کام کرکے صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرسکیں۔ جناب سپیکر! انتہائی زیادتی یہ ہے کہ جو پولٹری۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار ظہور صاحب! میں ایک بات عرض کروں۔ اصل میں یہ ہے کہ میں نے تو آپ کو ایک ریلیف دے دی لیکن اس کا ایک پروسیجر ہوتا ہے، چاہیے کہ تمام معزز اراکین کو جو بھی ریزولیوشن آتی ہے، اس کے بارے میں اس کی انفارمیشن ہو اور یہ بہتر رہے گا کہ ہم اس کو پینڈنگ کر کے آپ باقاعدہ اس پہ ایک Consensus develop کریں، اس کے بعد بالکل میں ہاؤس میں Put کرلونگا۔ ٹھیک ہے؟

سردار ظہور احمد: جی۔

جناب سپیکر: اور تھرو سیکرٹریٹ آپ آجائیں، سیکرٹریٹ کے تھرو آپ آجائیں۔ جی ابھی ایجنڈے کی طرف جائیں گے۔ ملک قاسم صاحب۔

ملک قاسم خان خٹک (مشیر جیلخانہ جات): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جی، ملک قاسم۔

مشیر جیلخانہ جات: دا ریزولیوشن دے۔

جناب سپیکر: ریزولیوشن جو ہے نا، یہ ریزولیوشن، ملک صاحب! ریزولیوشن دے ؟

مشیر جیلخانہ جات: سپیکر صاحب! ما او امتیاز قریشی صاحب او دې منصف خان، ضیاء اللہ بنگش، آنریبل سکندر حیات خان شیرپاؤ او جناب-----

جناب سپیکر: دا بالکل ریزولیوشن پاس کړئ خو دې د پاره بنه خبره دا ده، مونږ چې کومه اوکړه چې ټولو معزز ممبرانو ته تاسو هغه ډیټیل ورکړئ چې هغه اوګوری چې هغه پخپله پوهیږی په-----

مشیر جیلخانہ جات: دې ټولو ته مې جی ښودلے دے، دا پارلیمانی لیډرز چې دی، سر جی، ریکویسټ کوم-----

جناب سپیکر: چلو پیش کرو، پھر ہم اس کو وہ کرینگے۔

مشیر جیلخانہ جات: چلو پیش کرتا ہوں میں۔

جناب سپیکر: ہاں پیش کرلیں۔

مشیر جیلخانہ جات: یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتی ہے کہ انڈس ہائی وے جو کہ جنوبی اضلاع کی اہم ترین شاہراہ ہے، جگہ جگہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ شاہراہ پر نشیب و فراز اور خطرناک موڑ کی

وجہ سے حادثات معمول بن چکے ہیں، لہذا وفاقی حکومت سے اس اہم شاہراہ کی ہنگامی بنیادوں پر مرمت کرکے اس کو دورویہ کرنے کی منظوری دیدے۔

جناب والا! دا روډ یعنی خونی شاهراه دا قرار شوې ده۔ روزانه، آئے دن حادثات دومره سخت چې کوم دے یعنی مونږ بار بار کوششونه او بار بار درخواستونه وفاقی حکومت ته اوکړل، قریشی صاحب اوکړل، مونږ پخپله پرائم منسټر ته خط لیکلے دے، این ایچ اے ته مو لیکلے دے خو هیڅ قسم ته، نو دا زما خیال دے چې په دې باندې ارجنټ-----

جناب سپیکر: ملک صاحب! دا طریقه کوۀ جی چې راتلونکی، څومره پروسیجر وی کنه، پروسیجر مطابق به چلوۀ۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر!-----

جناب سپیکر: ایک منٹ جی، مجھے تھوڑا Explain کرنے دیں۔ ما لږ واورئ جی چې څومره هم تاسو قرارداد راوړئ، تهرو سیکرټریټ راځئ چې هغه Proper ټولو ممبرانو ته ملاویږی چې دې ځاې کښې بیا دا پرابلم، کنفیوژن نه وی۔ نو زه فی الحال قرارداد څومره چې دی، دا پینډنګ ساتم، Next چې کله وی نو په هغې به ان شاء الله تعالیٰ مونږ دغه اوکړو۔ (شور) میرے خیال میں ابھی ایجنڈے پہ میں ڈالوں گا، Next اس کو جو بھی دن ہے، میں اس کو لے کر آؤں گا ان شاءاللہ۔ اچھا مفتی صاحب! دیکھیں جی، ٹائم شارٹ ہے، دیکھیں ابھی جو ایجنڈا ہے، مفتی صاحب! مفتی صاحب! آپ کو موقع دوں گا، آپ کی قرارداد آ چکی ہے، میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی، مفتی صاحب۔

(شور)

مفتی سید جانان: د فوټوسټیټو خو هغه درې درې میاشتې اوشوې، کوم قرارداد ئې راغلے دے؟-----

جناب سپیکر: جی، مفتی صاحب۔

مفتی سید جانان: زه سر! دا گزارش کوم، تاسو دغه سیکرټریټ خبره کوئ، سیکرټریټ ته زمونږ قراردادونه کله لاړ دی، اوس لاندې تاسو تپوس اوکړئ چې څو میاشتې اوشوې لاړ دی، اوسه پورې نه راځی، بیا به مونږ څه کوو سر!

(شور)

جناب منور خان ایڈووکیٹ: سپیکر صاحب، دا ملک قاسم چې کومه خبره کوی۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں اس طرح کروں گا، دیکھیں جی، اس پر سب سے پہلی بات، آپ بیٹھ جائیں، مجھے ایک دو منٹ، مجھے بھی تھوڑا تقریر کرنے دیں نا۔ میں صرف عرض اتنا کرتا ہوں، میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں، میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ دیکھیں ایک Consensus develop کرنا بہت ضروری ہے، آپ اگر ریزولیوشن لاتے ہیں اور اس پر Consensus نہیں ہوتی تو اس کا وہ فائدہ نہیں ہے، بالکل آپ اگر چاہتے ہیں تو نماز کے بعد آپ لوگ جو ہیں نا، باقی معزز جوارا کین یہاں بیٹھے ہیں، ان کے ساتھ ڈسکس کر کے آپ بیشک وہ Consensus پیدا کریں، میں پیش کروں گا تاکہ اس کی کوئی Value بن جائے۔ میں صرف اتنا کہتا ہوں، میں اس کی وہ نہیں کرتا۔ جی منور خان۔۔۔۔

(شور)

جناب منور خان ایڈووکیٹ: سر! یہ جنوبی اضلاع والے سارے ایم پی ایز۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: ملک قاسم جو قرارداد لائے ہیں سر۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر متفق ہیں۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: تو ہم اس کو پورا سپورٹ کرتے ہیں اور سر، یہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ اس ہاؤس کو Put کریں تاکہ یہ قرارداد۔۔۔۔

جناب سپیکر: چلو یہ ایک قرارداد جس پر سب کی Consensus ہے جو جنوبی اضلاع کے روڈ کی جو ہے۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: یہ سب کی Consensus ہے سر، اس میں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی؟ دیکھیں جی اس میں (شور) یہ Technically ٹھیک نہیں ہے، یہ میں اس کو، آپ کرلیں، (شور) وہ آپ کرلیں۔ دیکھیں، یہ اس طرح اس قرارداد کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا،

آپ Consensus build کریں، میں پھر موقع دیتا ہوں، پھر موقع دیتا ہوں۔ آپ کے لیڈرز Confused ہیں، جب 'مین' پارلیمانی لیڈرز Confused ہیں تو پھر تو نہیں ہو سکتا۔ جناب شاہ فرمان صاحب۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر! یہ اگر قرارداد جس نے بھی لانی ہو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! قرارداد جس نے بھی لانی ہو، اس کے اندر جو کچھ بھی ہو وہ پھر بعد میں آنریبل ممبر Mind کر جاتے ہیں، خفا ہو جاتے ہیں کہ کیوں یہ پاس نہیں ہوئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی قرارداد پیش ہو رہی ہو، اس کی تقریباً اتنی ہی فوٹو کاپیز نکالی جائیں کہ ہر کسی کے ٹیبل پر پڑی ہو کہ وہ ان کو سمجھ تو آجائے کہ یہ کیا ہے؟ گھنٹہ پہلے کم از کم دے دیں، دو گھنٹے پہلے دے دیں تاکہ وہ پڑھ لیں۔ یہ اچھا بھی نہیں لگتا کہ ایک دوست، ایک آنریبل ممبر قرارداد پیش بھی کرے اور وہ ہمیں سمجھ بھی نہ آئے اور پھر مشکل میں پڑ جائیں کہ اس میں 'Yes' کریں کہ نہ کریں، تو اگر یہ پروسیجر بن جائے جناب سپیکر! کہ کم از کم دو گھنٹے پہلے سارے ٹیبلز پر وہ پہنچ جائیں اور سب کو پتہ ہو کہ قرارداد کے اندر کیا ہے؟ تو پھر میرے خیال میں آسانی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! زہ بہ دا عرض اوکړم، زہ ستاسو پہ دغہ اورسیدم، کہ تاسو لږ چونکہ دا ټولو راکړی دی (شور) هں جی، سردار حسین صاحب۔ (شور) جی، سکندر خان۔

مولانا لطف الرحمان: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی۔

مولانا لطف الرحمان: کہ دا د وقفې بعد اوشی نو هیڅ مسئلہ نشتہ، ټول هاؤس بہ هغې تہ ووټ ورکړی او دا بہ بالاتفاق پاس شی نو دا ټولو نہ ښہ خبرہ دہ۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب، تاسو بیا خپلہ خبرہ اوکړئ، تاسو څہ وایئ؟

مولانا لطف الرحمان: زما مقصد دا دے چې دا تاسو لږ پینډنګ کړئ نو دا ښه خبره ده، ټول هاؤس به بالاتفاق دا قرارداد ونه پاس کړی۔ د ملک قاسم والا به هم پاس شي، مفتي جانان صاحب والا به هم پاس شي۔ لږ پکښې ټائم ورکړئ او هغې نه بعد بیا ټول به بالاتفاق سره ان شاء الله اوکړو۔

## سالانہ بجٹ برائے مالی سال 15-2014 کی تیاری پر بحث

جناب سپیکر: د مونځ نه پس سیکنډ ټائم دغه ورکړو۔ سکندر خان شیرپاؤ، ډیبیټ۔

جناب سکندر حیات خان: ډیره مهربانی جناب سپیکر! چې تاسو ماله موقع راکړه په یو اهم موضوع باندې د خبرې کولو۔ جناب سپیکر! اپوزیشن چې دې ځل کوم اجلاس راغوښتے دے، بنیادی زمونږ په دیکښې مقصد دا وو چې په دې دا دویم دریم اجلاس دے چې دیکښې مختلف ایشوز راوچت شو، حکومت دلته کښې راشی خبره هم اوکړی خو بیا د هغې نه پس مونږ ته د هغې څه عمل نه ښکاری او هم دغه وجه ده چې اپوزیشن دې ته بار بار مجبوره کیږی چې مونږ اجلاس رااوغواړو او په دیکښې بیا خصوصاً د صوبې آئنده بجټ تیارے چې دے هغه مونږ دې ځل ځکه ایښودے چې مونږ دا غواړو چې په دې بجټ پراسیس کښې چونکه دا بجټ پیش کیږی ټول هاؤس ته، په هغې باندې هغه وخت سره ټول خبرې کوی خو بیا چونکه یو بجټ جوړ شوے وی نو هغې کښې Input دغه شان د ممبرز نه راځی۔ مونږ دا غوښتل چې مخکښې دې باندې خبره اوکړو او دې له یو طریقه کار جوړ شی چې هر ممبر ته دا موقع ملاؤ شی چې هغه خپل Input په هغه بجټ کښې ورکړی نو هغه به یو بهتر بجټ جوړیږی او د هغې به چې دے جناب سپیکر! په ټوله صوبه باندې یو ښه اثر به پریوځی۔ جناب سپیکر! د تیر څو کالو راهسې نه یو ډیر عجیبه طریقه کار شروع شوے دے-----

جناب سپیکر: سکندر خان! زه یو عرض کوم جی-----

جناب سکندر حیات خان: سر!-----

جناب سپیکر: دا لسټ ما سره ډیر کافی دے او دا کافی ټائم اخلی، که لږه مو دا مهربانی اوکړه چې دیکښې مونږ دوه دوه کسان مختلف دغه اوکړو جی چې

سات آټھ کسان دا خپله خبره اوکړی۔ یو لسټ تاسو ما ته راکړئ، دا به دغه وی چې مطلب دا دے چې ټائم کبنې، ځکه چې ما ته پته ده چې یو-----

جناب سکندر حیات خان: څه بعض پارټو خو جوړې تاسو ته لسټ درکړے دے۔

جناب سپیکر: هں؟

جناب سکندر حیات خان: څه لسټ خو راغلے دے زما خیال دے تاسو ته او----

جناب سپیکر: او دا مونږ سره تقریباً دا باره کسان دی، باره کسان دی۔

جناب سکندر حیات خان: او نور مونږ به کوشش کوؤ چې څومره مختصر، خبره په دې باندې ټول کول غواړی، زیات تر خلق۔

جناب منور خان ایڈوکیټ: جناب سپیکر صاحب! زما یو دا ریکویسټ دے سر۔

جناب سپیکر: هں جی؟

جناب منور خان ایڈوکیټ: چې دا کوم پارټی، کوم تعداد دے، لکه پی ایم ایل (این) دے، جے یو آئی دے، د هغوی تعداد هغه کسانو ته مطلب دا دے چې دغه ورکړی، کسانو ته موقع ورکړې شی، دا سې نه چې بعضې کسان بعضې تعداد کم وی، هغوی ډیر ټائم دغه کړی او د نورو کسانو پی ایم ایل (این)، جے یو آئی دغو ته ټائم کم ملاؤ شی نو دا زمونږ یو ریکویسټ دے سر، تاسو پخپله پکبنې دغه اوکړئ۔

جناب سپیکر: سکندر خان۔

جناب سکندر حیات خان: سر! زما دغه دا دے چې په دې باندې، دا دا سې موضوع ده چې دې باندې به زیات تر ممبران خبرې کوی۔ کوشش به مونږ دا کوؤ چې څومره کم وی، ټائم مختصر دغه به کوؤ۔

جناب سپیکر: مختصر، لږ مهربانی اوکړئ مختصر، مهربانی۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر! زما یو دوه، زه صرف، ډیر ډیټیل کبنې نه ځم، زما صرف دوه Contentions دی جناب سپیکر! یو سلسله شروع شوې ده د امبریله بجټ او جناب سپیکر! هغې د دې بجټ هغه اهمیت ئے هډو ختم کړے

دے ، خاصکر د ډیویلپمنټ بجټ اهمیت هغې ختم کړے دے۔ مخکښې به دا یو دغه کیدلو چې پی اینډ ډی ډیپارټمنټ به پلاننګ کولو او د Need basis باندې به د هر ضلعې ضرورتونه مخامخ راتلل او د هغې په مطابق به بجټ ایلوکیشنز کیدل نو د هغې هغه بجټ به مخکښې چار ملین به ټوټل اے ډی پی وه، چھ بلین به ټوټل اے ډی پی وه خو هغه به ښکاره کیدله۔ اوس که اوګورو زمونږ اے ډی پی چې ده هغه 83 بلین ته رسیدلې ده خو که اوګورو نو د کال اخر کښې د هغې هیڅ Effect ښکاری نه، نو جناب سپیکر! زمونږ Basic contention دا دے چې دا امبریله اے ډی پی Concept چې دے دا ختمیدل پکار دی او دا کوم Discretion چې دے دا ختمیدل پکار دی۔ جناب سپیکر! زه په دې حوالې سره د سپریم کورټ یو Judgement دے ، پی ایل ډی 2014 کښې Quote شوے دے جناب سپیکر! دا د Distribution of development funds باندې Specific judgment دے د سپریم کورټ، دا Constitutional Petition No. 20 of 2013 وو او دیکښې Basically دا د ایکس پرائم منسټر راجه پرویز اشرف صاحب یو څو ځائونو کښې هغوی سکیمز ورکړی وو او په هغې باندې سپریم کورټ خپل یو Judgement ورکړے دے۔ جناب سپیکر! په دیکښې Relevant کوم پورشنز دی، زه تاسو ته هغه Quote کوم۔ درې څیزونه په دیکښې دغه شوی دی، یو خو Discretion چې دے هغې باندې رائے راغلې د سپریم کورټ او بل دا دغه شوی چې دوئ کوم د امبریله Concept دے ، یو کس له دا دغه ورکول چې هغه د ټول تقسیم کوی، هغه شی باندې خبره شوې ده او دریم چې دے یو طریقه کار ئے جوړ کړے دے چې بهئ څنګه پکار دے چې صلاح مشاورت کیږی؟ زه هغې کښې دا Relevant portion تاسو ته Quote کوم جناب سپیکر! یو دے ، دا د سپریم کورټ Page-164 دے: "As regards the question whether any such discretionary funds can be placed at the disposal of the Prime Minister / Chief Ministers for use of allocation to the MNAs, MPAs, Notables? Neither the Constitution provides for the same note, the rules of procedure indicate that such a course for demanding a grant from the National Assembly is open to the Prime Minister in fact if any discretionary funds are allow to be placed at the disposal of the Prime Minister by the National Assembly in the Annual Budget Statement, it shall be ultra vires

the provision of the Constitution in the same manner as in the case of MNA, MPAs, Notable, discussed in the previous paragraph”

یعنی دا Ultra vires دا د کانسټی ټیوشن خلاف ورزی ده جناب سپیکر! دویم د یکښي Relevant portion د ے:

In fact expenditure envisaged to be incurred under the Constitution is not person specific rather it is grant specific, that is to say, the Constitution envisages provision of funds for expenditure to be specified in the Annual Budget Statement vis-à-vis schemes for development and not for placing these funds in the hands of any person, be that be the Prime Minister or MNAs or etc.

جناب سپیکر! Basically دیکښي دا وئیلي کیږی یو خو هسې هم که مونږ اوګورو نو د دې یو ډیر غلط تاثر ځی چې یره ایم این ایز ته یا ایم پی ایز ته چې دا دوه کروړه روپئ ملاؤ شوې یا دا څلور کروړه روپئ ملاؤ شوې، د عوامو په ذهن کښې دا وی چې دا جوړې دوئ ته څه کیش ملاؤ شوے دے او دا به دوئ داسې تقسیموی جناب سپیکر! دا پکار دی چې Scheme specific شی نو په هغې یو خو دا تاثر او دا دغه به هم ختم شی چې دا داسې دے چې لکه دا بس د دې ایم این اے مرضی ده چې دے به مونږ دغه کوی یا د دې ایم پی اے مرضی ده په هغې باندې یو دغه لګیدلې ده۔ بیا جناب سپیکر! دیکښې وائی، او دا ډیر Relevant دغه دے:

“Annual Budget Statement: The MNAs, MPAs, NGOs and other persons from the constituencies throughout the Country are called upon to identify schemes or expenditures that may be required for effecting necessary development in the area of concerned. Such an exercise whoever will have to be across the board”

جناب سپیکر! دا خاص دغه دے، Across the board, irrespective of all political parties when there is a coalition that may be in power.

یعنی څه مطلب جناب سپیکر! چې د دې هاؤس هر یو ممبر Irrespective چې د هغوی رائې به پکښې اخلئ چې بهئ! مونږ دا بجټ جوړوؤ، دا Annual Development Plan جوړوؤ چې په هغې د ټولو رائې شاملیدل پکار دی۔ نن به جناب سپیکر! د هزارې ممبران پاڅی، د هغوی به خپل ضرورتونه وی، د کوهستان نه به زمونږ ممبران پاڅی، د هغوی به خپل ضرورتونه وی، د ملاکنډ ډویژن ممبران به پاڅی، د هغوی به خپل ضرورتونه وی، زمونږ د جنوبی اضلاع

چې دی د هغې خپل مسائل دی او د هرې ضلعې خپل تکلیفات دی، هغه بله ورځ هم تاسو د محمود خان بیټنی صاحب تقریر واؤریدو چې د هغوی د ضلعې کوم مشکلات دی، دغه شان زمونږ د پشاور ویلی خپل ضرورتونه او خپل ضروریات دی، نو جناب سپیکر صاحب! دا پکار دا دے چې په دیکښې ټول دې عمل کښې شریک شی نو مونږ به ورته دا وئیلې شو چې اؤ دا د دې صوبې بجټ دے ، دا خو دا کوم طریقې سره چې دا بجټ پیش کیږی جناب سپیکر! که مونږ اوواېو جناب سپیکر! ما ته هم پته ده چې دا څنګه، دا دریم ځل دے چې زه دې اسمبلئ ته راغم، دا بجټونه که مونږ ډیر هم اوواېو چې یره دیکښې پولیټیکل هغه Input راغلے دے خو که ګورو نو اصل کښې دا جوړیږی په بل ځائې کښې، دا بیورو کریسی جوړ کړی او بیا یو ډیر عجیبه شے دا دغه وی چې مونږ په دې پوزیشن کښې واچوی چې مونږ ته وائی یره دا بجټ جی که په دیکښې یو شے هم اخوا ته دیخوا ته اوشو، دا خو ستاسو Defeat اوشو او په هغې یو داسې شی کښې مونږ په پوزیشن کښې واچوی چې مونږ که کوم شی باندې، مونږ هغه شان اتفاق هم نه وی، مونږ مجبوراً چې دے مونږ وایو چې نه جی دې ته ووټ ورکول دی یا د دې مخالف کول دی۔ جناب سپیکر، دې شی نه لږ وتل پکار دی هله به زما خیال دے چې د دې بجټ څه اهمیت به هم او د هغې به اثرات په خلقو کښې به هم ښکاریدل شروع شی۔ جناب سپیکر! ما صرف دومره عرض کول غوښتل چې یو خو پکار دا ده چې دې ځل که د بجټ تیارے کیږی نو کم از کم د سپریم کورټ د دې فیصلې Violation او نه شی، د Constitution violation د اونه شی جناب سپیکر! په هغې کښې د اپوزیشن د ممبرانو هم هغه هومره حق دے څومره چې ګورنمنټ د ممبرانو حق دے او پکار دا ده چې کنسلټیشن اوشی او صحیح طریقې سره کنسلټیشن اوشی۔ دې نه مخکښې به پی اینډ ډی ډیپارټمنټ ډویژن وائز ایم پی ایز رااوغوښتل، د هغوی نه به ئې خپل د علاقې Needs اخستل، بیا به ورسره ټیکنیکل خلق هم کښیناستل او هغوی به هغوی Assist کول او بیا به یو Priority جوړیده او هغه شان به دا بجټ به جوړیدو۔ جناب سپیکر، اوس چې دے هغه د پی اینډ ډی هغه کار ختم شوے دے ، ټیکنیکل هغه Input چې دے هغه هغه شان پاتې شی، خاصکر که دا اوواېم چې امبریله کښې یو بل پرابلم هم راځی جناب سپیکر!

هغه دا دے چې د هغې خو د Actual amount پته نه وی، که مونږ وایو سو کلومیټر روډ ، نو که کوهستان کښې کوم روډ جوړیږی نو هغه په پیښور کښې او د کوهستان په روډ کښې ډیر لوئې فرق دے ، په بونیر کښې چې کوم روډ جوړیږی یا په صوابئ کښې چې کوم روډ جوړیږی، هغې کښې ډیر لوئې فرق دے ، دغه شان جنوبی اضلاع کښې چې کوم روډ جوړیږی د هغې او د پیښور په روډ کښې ډیر لوئې فرق دے نو بیا د هغې دا کیږی چې بیا دوباره راځی هغوی هغه سکیمز کښې Reappropriations کوی او مختلف د هغې دغه کیږی، نو جناب سپیکر! دغې شی نه د وتلو د پاره دا ضروری ده چې مونږ ټول د یو Consensus form کړو او دا مونږ طمع لرو چې حکومت به په دې باندې عمل کوی، دوئ به ټول ممبران چې دے هغوی به د دې هاؤس ممبران گنړی، دا مونږ چې دلته کښې ناست یو، د دې صوبې د خلقو نمائندگی کوؤ او پکار دا دی چې په دې بجټ کښې ټول ریجنز له یو برابر حیثیت ورکړے شی او د هر چا ضرورت چې دے هغه پوره کړے شی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جناب منور خان صاحب،جناب منور خان صاحب۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر، مغرب کی اذان کا وقت قریب ہے۔

جناب سپیکر: که بانګ ئې اووئیل نو بنه ده زر به خلاص کړئ کنه۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: تھینک یو سر۔ سر، یہاں پر میں ایک چیز جیسے سکندر شیر پاؤ نے بات کی ہے سر، پی ٹی آئی کا نعرہ تھا چینج، اور جس طریقے سے پی ٹی آئی کو اس صوبے میں لوگوں نے ووٹ بھی دیا ہے اور یہی توقع بھی رکھتے ہیں کہ پی ٹی آئی کچھ چینج لائیگی۔ یقیناً2014-2013 کا جو بجٹ ہے، اس پر یقیناً پی ٹی آئی کا کوئی ایساRole نہیں تھا لیکن سر! آنے والے بجٹ میں 15-2014 میں جناب سپیکر! ہم بلکہ سارے ایم پی ایز یہ توقع رکھیں گے، چونکہ جو بھی ایم پی اے ہے سر، ان کو اپنے حلقے کی پوری تفصیل سے پتہ ہوتا ہے کہ میرے حلقے میں کہاں روڈ کی ضرورت ہے، کہاں ٹیوب ویل کی ضرورت ہے یا جہاں سکول کی ضرورت ہے لیکن وہی شیر پاؤ خان کی بات ہے کہ بیور کریسی اپنی جو پرانی اس کی روٹین ہے، وہ کمپیوٹرائزڈ پر، جو پرانا بجٹ ہے اسی طریقے سے، سوپرائمری سکولز اور پرائمری سے مڈل سکولز، مجھے اگر اپنے حلقے میں مڈل سکول نہیں

چاہیے، میں کہتا ہوں کہ مجھے پولی ٹیکنیک سکول چاہیے، مجھے پولی ٹیکنیک کالج چاہیے، کیونکہ اگر آپ سر، اندازہ لگائیں یا سوچ لیں۔

(مغرب کی اذان)

جناب سپیکر: وقفہ برائے نماز۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کیلئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب منور خان صاحب۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: تھینک یو جی۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ زہ سر، مخکښې هم ما تاسو ته دا خبره اوکړه چې د مانځه ټائم دے، هغه کومه چې زما Tempo وه، هغه به دوباره جوړیږی او دې ټائم کښې به تاسو اوو اییٔ چې یره د وخت کمی ده، بهرحال سر، ما د بجټ خبره کوله او هغه ستاسو نه هم سر! مونږ دا توقع ساتو، زما خیال دے خالی کرسیانو ته تقریر کوم، د دې نه خو به دا ښه وی چې زه کښینم څه فائده خو نشته سر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، ایک دو منٹ Wait کرتے ہیں۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: ما لکه دا سر، زه دا یوه خبره تاسو ته کوم چې تاسو خو د پی ټی آئی صدارت هم کړے دے، صدر هم پاتې شوی یئ صاحب! خو د دې مطلب دا نه شو چې تاسو د پارټۍ نه بالکل Totally ځان فارغ کړئ، زما مقصد سر! د بجټ باره کښې دا خبره کوم چې دا تقریباً پینځه کاله مخکښې هم Experience اوشو سر، او هغه زړه طریقه کومه راروانه ده، خدائے خبر دے چې د کومه راهسې دا بجټ تیاریږی، بجټ بیوروکریسی ته حواله شی سر! او بیورو کریسی کلرک ته حواله کړی او په دیکښې زه خپل خاصکر دا ایم پی ایز هم په دې باندې چې دوئ هم دا شے Light اخستے دے، که دا مونږ ایم پی ایز په دیکښې خاص دلچسپی واخستله چې یره د دې بجټ تیارئ کښې او دوئ په اسمبلی فلور باندې دا سپیکر صاحب ته یا منسټرانو صاحبانو ته دا خواست شروع کړی چې دیکښې ایم پی ایز سره چې څومره معلومات وی د خپلې حلقې، چې یره ما ته دې خپلې

حلقې کېښې د څه څيز ضرورت دے۔ نن که سر! زه يو مثال د بی ايچ يو د رکوم سر، نو د بی ايچ يو پاليسی تقريباً Totally ناکامه ده او زه د چيف منسټر صاحب بعضو خبرو سره Agree کېږم خو اوس بعضې خبرو سره د ده Agree کېږم نه، دوئ خبره کوی چې دا روډز نه جوړوم او بلډنګز نه جوړوم نو سر! مونږ په پوليټيکل سائنس کښې وئيلی دی چې کوم د ملک ترقی وی، د هغې کميونيکيشن او 'مين' غټ ګراؤنډ دے چې هغه کميونيکيشن چې د کوم ملک صحيح وی نو هغه ملک به ترقی کوی۔ بلډنګز خبره راغله، واقعی دا بی ايچ يوز، نو سر! که تاسو چرته ايم پی ايز نه په دې باره کښې دا Suggestions واخلئ نو په دې سلسله کښې د بی ايچ يو Against که تاسو چرته دا ډسپنسری، نو دې ډسپنسری باندې سر! خرچه چې څومره راځی، هغه هم تاسو ته معلومه ده او په دې بی ايچ يو باندې څومره خرچه راځی هغه هم تاسو ته معلومه ده، يو خو به د هيلتھ په باره کښې دا هر ځائې ته اورسوئ دغه ډسپنسريانې او نن بی ايچ يوز، تقريباً چې څومره بی ايچ يوز دی سر، هغه ټول بغير ډاکټر دی او صرف يو ډسپنسر يا کمپوډر هغه بی ايچ يو چلوی سر، دغه سر! لکه Hundred schools، پرائمری سکولونه نو د دې په باره کښې چې د دې بجټ چې څومره مختص کيږی، هغه تاسو په دې باندې مو که سوچ اوکړو نو حيران به شئ۔ نن انډونيشيا او بعضې ممالک سر! مونږ نه Experts غواړی، ډپلومه هولډرز غواړی، اليکټريشنز غواړی، پلمبرز غواړی او مونږ سره دا کسان نشته دے، مونږ سره څه دی؟ مونږ سره يا بی اے، ميټرک، ايف اے چې هغه کسان په مونږ باندې هم بوجھ دے، نن به ته حيران شې چې يو ايم ايس سی کس هم کلاس فور ته "اپلائی" کوی او هغه په هغه کلاس فور کښې هم ورته سروس نه ملاويږی، نو په دې سلسله کښې د پرائمری سکول، دا زما يو "پروپوزل" دے، يو Suggestion به وی چې د پرائمری سکول په ځائې که چرته مونږ ټيکنيکل کالجونه يا ټيکنيکل سکولونه په دې ځائې باندې مونږ په دې آئنده بجټ کښې راولو نو دا به دې پبلک سره، عوام سره، د دې صوبې سره هم ډيره يو غټه فائده وی سر۔ Next sir, يقينی خبره ده نن چې څومره هسپتالونه دی سر، هغه چې څومره د هغې هيډز دی، هغه 'پرچيز' ته زور کوی او نن زه د خپل ډسټرکټ هيډکوارټر هسپتال خبره کوم سر! چې په هغه

هسپتال باندې کروړونه روپئ ولګیدې سر! او د کروړونو روپو مشینری'پرچیز' کړه سر! خو هغه مشینری بې کاره پرته ده، زما د ډسټرکټ د هغې مشینری نه هیڅ فائده نه اخلی، هغه ټوله هغسې په ډبو کښې بند پرته ده. زه دا افسوس کوم چې دا کسان صرف د کمیشن د پاره هسې مشینری'پرچیز' کوی او دا سپیکر صاحب! زه دا ریکویسټ کوم چې یو کال کم از کم په دې باندې تاسو په دیکښې دلچسپی واخلئ چې دا چې کوم زوړ سسټم دے چې کوم زمونږ د بجټ تیاری ده، که دې مثلاً چرته تبدیلی راوستله او نن هم په کمپیوټر هغه زما خیال دے چې پندره سال بیس سال چې کوم هغه Preparation کیږی، هغه نن په هغې کمپیوټر کښې پروت دے او ان شاء الله تعالیٰ په جون کښې به تاسو هم هغه بجټ هغه کاپیانې هغه طریقې باندې، هغې کښې ان شاء الله تعالیٰ پیج وائز تبدیلی هم به نه وی، نو کم از کم ما سره دا ستاسو د پی ټی آئی حکومت نه چې کوم تبدیلی تاسو غواړئ او خلق دا غواړی چې یره تبدیلی راشی خو ما په نهه لسو میاشتو کښې سر! اوسه پورې په دې صوبه کښې چرته داسې تبدیلی لا نه ده لیدلې او دا یقینی خبره ده چې تاسو 14-2013 بجټ په دیکښې ستاسو څه خاص داسې Role نشته دے خو آئنده د پاره زمونږ دا ریکویسټ دے چې کم از کم د Being a PTI (President) صدر هم پاتې شوی یئ او خلق دا غواړی سر! او که تاسو هم دا غواړئ چې آئنده د پاره هم پی ټی آئی په دې حکومت کښې په دې صوبه کښې یا په دې مرکز کښې د تاسو راشئ نو کم از کم زما دا ریکویسټ دے چې چینج پکار دے، تبدیلی پکار ده او تبدیلی په دې صورت کښې پکار ده چې دا کوم زوړ سسټم لګیا دے چې کوم دا زوړ بجټ تیاری کوی، د دې نه عوام د دې صوبې خلق د د دې نه فارغ کړئ نو زما دا یقین دے چې کم از کم د دې صوبې واپس هغه طریقه که وی خیر دے یو کال به مونږ دا اووایو لکه څنګه دا لس میاشتې زمونږ ضائع شوې، دا یو کال به مونږ بیا هم قربانی درکړو، تاسو د سکولونو پالیسی چینج کړئ، تاسو د کالجونو پالیسی چینج کړئ، تاسو د روډونو پالیسی چینج کړئ نو ان شاء الله دا یقین دے چې دا صوبه به هله ترقی کوی چې تاسو خپل یو Input پکښې دیکښې راوستلو. زه په اخره کښې ستاسو ډیره شکریه ادا کوم. تهینک یو سر.

جناب سپیکر: ډیره مهربانی، ډیره مهربانی منور خان! چرته ټائم هم راکړئ راله۔ جناب سلیم نواز خان، سلیم خان صاحب، نور سلیم خان صاحب، نور سلیم خان صاحب، سوری۔ نور سلیم خان صاحب۔

جناب نور سلیم ملک: شکریہ، جناب سپیکر۔ شکر ہے آپ کو میرا نام جو ہے، وہ صحیح آگیا، ماشاءاللہ۔ جناب سپیکر! بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ آج اتنے اہم موضوع پر ہم لوگ گفتگو کر رہے ہیں اور حکومت کی طرف سے، حکومتی بنچوں میں دلچسپی کا یہ عنصر ہے کہ وہاں پہ صرف کچھ حضرات موجود ہیں اور میرا خیال ہے وہی حضرات جو ہیں، وہ دلچسپی رکھتے ہونگے اس اہم موضوع پر۔ جناب سپیکر! Budget is the detailed document of income and expenditure، جناب سپیکر! بجٹ وہ میزانیہ ہوتا ہے جس میں آمدن اور اخراجات کا گوشوارہ پیش کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! کوئی بھی حکومت بجٹ اس لئے لے کر آتی ہے کہ وہ اپنے کئے گئے وعدوں کو اس کے ذریعے پورا کرے۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے بھی ذکر ہوا جناب سپیکر! کہ ہماری بیوروکریسی میں یہ ایک عام روایت بن چکی ہے کہ Copy paste کا کلچر ہے، جو کچھ پہلے موجود ہوتا ہے اسے Copy paste کر دیا جاتا ہے اور پھر نئے سال کے طور پر اسے پیش کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! موجودہ اسلامی انصاف کی حکومت اور اس کے چیف ایگزیکٹیو نے اب سے کچھ روز پہلے بتایا کہ ہم تبدیلی کیلئے آئے ہیں اور وہ تبدیلی یہ ہے کہ ہم انفراسٹرکچر کی بہتری کیلئے نہیں آئے ہیں، جناب سپیکر! کسی بھی صوبے کی ترقی، کسی بھی ملک کی ترقی اس کے انفراسٹرکچر پر Base کرتی ہے، اس کے عوام پر Base کرتی ہے، اگر عوام خوشحال ہیں تو وہ صوبہ بھی خوشحال ہوگا، اگر عوام خوشحال نہیں ہیں تو وہ صوبہ اسی طریقے سے پسماندہ رہے گا۔ جناب سپیکر! افسوس کی بات یہ ہے کہ اسلامی انصاف حکومت کا ایک سال گزرنے کو ہے جناب سپیکر! یہ نام اسلامی انصاف حکومت، جناب سپیکر! اس کا ایک سال گزرنے کو ہے، بد قسمتی ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب جب بھی ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پچھلے تیس سالوں میں ایسا ہوا، انہیں اب اکتیس سال کہنے چاہئیں کیونکہ ایک سال اور بھی گزر چکا ہے اور اگر ایسا ہی رہا تو یہ چار سال اور بھی گزر جائیں گے۔ (تالیاں) جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ روڈز، ہاسپٹلز، کالجز، سکولز، ٹیوب ویلز یہ تمام چیزیں عوام کیلئے ہیں، مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ آج بجٹ پر بات کرتے ہوئے میں کیا بات کروں؟ پچھلے سال، میں حیران ہوں، منسٹر صاحب موجود ہیں اور شاید ان کی توجہ میں حاصل کر سکوں، تو مجھے حیرت

ہوتی ہے کہ میں نے ان کے محکمے میں ایک اے ڈی پی پڑھی اس سال کی، 14-2013 کی اور بڑی حیرانگی ہوئی کہ اس میں حلقہ نمبر ایک سے حلقہ نمبر 99 تک تمام حلقے موجود تھے جن کیلئے نیو پبلک ہیلتھ کی سکیمز کیلئے پیسے رکھے گئے تھے۔ جب میں نے اپنے ضلع پر توجہ دی تو وہاں پہ جناب سپیکر! حلقے کی بجائے ایم این اے لکھا ہوا ہے اور میں نے سیکرٹری صاحب سے اس کا استفسار کیا کہ جناب ایم این اے کونسا حلقہ ہے، اس کے بارے میں ذرا مجھے وضاحت کردی جائے تو انہوں نے کہا کہ آپ کیا پڑھے لکھے نہیں ہیں؟ تو میں نے کہا ہو سکتا میں تھوڑا سا کم تعلیم یافتہ ہوں اور مجھے نہ معلوم ہو کہ ?MNA stands for what تو جناب سپیکر! یہ اگر حکومت کی پالیسی ہے کہ پیسے حلقہ نمبر 74 حلقہ نمبر 75 اور حلقہ نمبر 76 کو چھوڑ کر فیڈرل گورنمنٹ کے نمائندے ایم این اے کیلئے رکھے جائیں تو مجھے افسوس ہے کہ پھر ہمارا ضلع جس عوام نے ہمیں ووٹ دیا، وہ پھر کس کا گریبان پکڑیں گے اور کس سے پوچھیں گے۔ جناب سپیکر! ہمیں توقع تھی جب وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں بہت ساری اچھی باتیں کہیں تو مجھ جیسا ایک نیا ممبر جو پہلی دفعہ اسمبلی میں آیا تھا، وہ بھی اس کے دام میں آگیا اور کہا کہ واقعی شاید تبدیلی آنے والی ہے لیکن بڑی بدقسمتی ہے کہ ایک سال گزرنے کو ہے لیکن تبدیلی کے آثار کہیں پر نظر نہیں آرہے، سوائے اس کے کہ جہاں جس کا زور چلا، "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" والا قصہ ہے، جہاں جس کا زور چلا، اگر شاہ فرمان صاحب کا زور چلا تو انہوں نے چلا لیا، (تالیاں) ساڑھے انیس کروڑ روپے حلقے کیلئے رکھے گئے ہیں جناب منسٹر صاحب کے، اور اس پر مستزاد کہا یہ جاتا ہے کہ Need basis، بڑی بدقسمتی ہے، میرے ضلع میں تو پینے کا پانی بھی نہیں ہے، نہ نہر ہے، نہ پانی ہے، نہ فلڈ ہے، نہ بارش ہوتی ہے اور Need basis پر پشاور کے حلقوں کو، صوابی کے حلقوں کو (تالیاں) اتنے پیسے دیئے گئے ہیں کہ وہاں پر پانی کی فراوانی ہے لیکن اس کے باوجود ان کو زیادہ پیسے دیئے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے علاقے میں پانی کا بہت مسئلہ ہے، میری یہ تجویز ہوگی اس سلسلے میں جناب سپیکر! کہ اب پھر موقع آنے والا ہے بجٹ کا اور اس کی تیاری یقیناً حکومتی ایوانوں میں ہو رہی ہوگی، تو میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر! کیونکہ نہ شاہ فرمان صاحب کو میرے حلقے کا علم ہے، نہ آپ کو علم ہوگا، نہ ہی جو بیوروکریسی یہاں پہ بیٹھی ہے جو کہ اس بجٹ دستاویز کو تیار کر رہی ہوتی ہے، نہ ہی ان کو علم ہوگا کہ وہاں کی کیا ضروریات ہیں اور وہاں کے کیا مسائل ہیں، جن کو اس اے ڈی پی میں، Annual

Development Program میں شامل کیا جائے۔ جناب سپیکر! تو بہتر یہ ہوگا، میری تجویز یہ ہوگی کہ بہتر یہ ہوگا کہ عوامی نمائندوں کو اس میں شامل کیا جائے، اس کی تیاری میں اور ان سے اس کے سلسلے میں Input لیا جائے تاکہ وہ اپنی بہتر تجاویز اور جناب سپیکر! میں ایک اور چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ اپوزیشن تقریباً آدھے صوبے کی نمائندگی کر رہی ہے اور وہ آدھے صوبے کو محروم رکھنا جو ہے، وہ حکومت کیلئے بھی بڑا مشکل ہوگا اور ان کیلئے خوشگوار بھی نہیں ہوگا، تو اس سلسلے میں میں چاہوں گا جناب سپیکر! کہ یہ Input لیا جائے اور اس کے علاوہ میں ایک اور درخواست بھی کروں گا آپ کے توسط سے، جناب شاہ فرمان صاحب سے، یہاں پہ جو سوالات کئے جاتے ہیں جناب سپیکر، ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ محکموں کے اندر بہتری لائی جائے اور ہم جو اس سسٹم کو بہتر کرنا چاہتے ہیں، اس سلسلے میں بہتری لائی جائے، تو اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ کسی کو ہم Let down کریں لیکن منسٹر صاحبان کو بھی اگر اپنے محکموں کا دفاع کرنا ہے تو وہ اس چیز کو مدنظر رکھیں کہ جوابات کو گول مول نہ کیا جائے اور جوابات اس طریقے سے ہوں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جناب! اس کے بعد سلیم خان صاحب بات کرے گا اور شاہ فرمان اس کے بعد۔۔۔۔۔

<u>جناب نور سلیم ملک</u>: ایک منٹ، سپیکر صاحب! صرف ایک منٹ اور لوں گا۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی جی۔

<u>جناب نور سلیم ملک</u>: جو ہے نا، پھر اس کے بعد ضرور بات کیجئے گا۔ جناب سپیکر! تو میں چاہوں گا کہ یہ اسمبلی کا بہت زیادہ۔۔۔۔

<u>مفتی سید جانان</u>: کورم پورا نہیں ہے جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی، یہ کاؤنٹ کرلیں جی۔

<u>جناب محمود احمد خان</u>: دا سپیکر صاحب! زیاتے دے چې یو ممبر لاړو په ګیلری کښې کښېناستو، دا ستاسو حکومت دے، دا پالیسی غلطه ده۔ دا کومه طریقه ده چې دے لاړو ګیلری کښې کښېناستو؟

(شور)

<u>اراکین</u>: کورم ویسے بھی پورا نہیں ہے۔

جناب محمود احمد خان: کہ پورہ هم نه دے خو تا خو شیطانت پکښې او کړو کنه، (قہقہے)
نور هلته ناست دی، تول په کمرې کښې یو بل سره ګپونه وهی۔
محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! یہ بہت اہم ٹاپک تھااور حکومت کا یہ رویہ۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: دومنٹ کیلئے گھنٹیاں بجائیں، دومنٹ کیلئے۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کے اراکین ایوان میں تشریف لے آئے)

(تالیاں)

جناب سپیکر: اچھاپوراہو گیاجی؟اچھااس کے بعد سلیم اور۔۔۔۔۔
جناب نور سلیم ملک: جناب سپیکر!
جناب سپیکر: جی جی، نور سلیم خان۔
جناب نور سلیم ملک: شکریہ جناب سپیکر۔جناب سپیکر! جیسا کہ میں پہلے بتارہا تھا کہ منسٹر صاحب کا طریقہ کار یہ ہوناچاہیے کہ وہ جوابات کو گول مول نہ کریں اوران جوابات کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے تاکہ جو اس پر وقت صرف ہوا ہوتا ہے، اس پر پیسے صرف ہوئے ہوتے ہیں، ان کا صحیح طریقے سے استعمال ہو سکے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے تجویز میں کہا، مجھے امید ہے کہ حکومت اس دفعہ بجٹ کو بناتے ہوئے اور بناتے وقت اس کو مد نظر رکھے گی اور تمام معزز اراکین سے Input لیا جائے گا اور ان کو شامل کیا جائے گا تاکہ جو Deprived areas ہیں یا جہاں سے اپوزیشن کے ممبران منتخب ہو کر آئے ہیں، وہ بھی اس صوبے کا حصہ ہیں اور اس صوبے کے عوام ہیں تاکہ ان کے مسائل بھی حل ہو سکیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔
جناب سپیکر: جناب سلیم خان صاحب۔
جناب سلیم خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔آج جس موضوع پہ بات ہو رہی ہے، یہ انتہائی اہم ایشو ہے، ایک بہت اہم ٹاپک ہے، اس کے اوپر ہم پہلے بھی بول چکے ہیں اس اسمبلی کے فلور میں۔ جناب سپیکر صاحب! بہت افسوس سے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس اہم ٹاپک کو جب بھی ہم ڈسکس کرتے ہیں، حکومت کی دلچسپی جو ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ابھی ہمارے محترم منسٹر صاحبان تو چار پانچ جا کے گیلری میں بیٹھے ہوئے

تھے اور کورم کو ٹوٹنے کے انتظار میں تھے، تو اس سے یہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت جو ہے، اس موضوع پہ اس کی دلچسپی نہیں ہے، وہ اہم سمجھتے نہیں ہیں اس چیز کو۔۔۔۔

جناب شہرام خان (وزیر زراعت): جناب سپیکر! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شہرام خان۔

جناب شہرام خان (وزیر زراعت): جناب سپیکر! اس کے بعد میں ایک دو الفاظ کہنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب سلیم خان: اس چیز کو ہم نہیں سمجھتے ہیں اور یہ پھر ہمیں یہی خدشات ابھی سے ہیں کہ جس طرح پچھلے سال کا جو بجٹ بنا تھا، اس وقت حکومت کو بہت تھوڑا وقت ملا تھا اور بہت کم عرصے میں یہ بجٹ بنا تھا اور جب یہ ٹیبل ہوا اسمبلی کے فلور میں، تو سب نے یہی کہا، حکومت نے بھی یہی کہا کہ ہمیں ٹائم نہیں ملا اور جلدی میں یہ بجٹ بنا ہے اور انہوں نے یہی کہا تھا کہ ہمیں معاف کیا جائے، اور اس دفعہ جی پورا ٹائم ہے حکومت کو اور اس بجٹ کو بنانے میں ہم یہی سمجھتے ہیں کہ حکومت بہت سنجیدگی کا مظاہرہ کرے اور یہ پھر یہ نہ کہا جائے کہ یہ بجٹ ہم سے نہیں بن سکا اور اس کو بیوروکریسی نے بنایا ہے۔ تو سر، ابھی سے ہم ریکویسٹ کر رہے ہیں کہ بیوروکریسی ایک مشینری ہے، وہ ہمیں سپورٹ کرنے کیلئے بیٹھی ہوئی ہے اور یہ Budget making process جو ہے Next year کا، اس کیلئے کم از کم یہ ہے کہ جو ممبران اسمبلی ہیں، ان سے کنسلٹیشن کی جائے، Pre consultation ایک سیشن رکھی جائے یا کوئی سیمینار رکھا جائے جس میں ساری پارٹیز کے جو لیڈران صاحبان ہیں، ان کو کم از کم مدعو کر کے ان سے رائے لی جائے، یہ نہ ہو کہ حکومت ایک سائڈ پہ جا کے بیٹھ کے پورا بجٹ بنا لے اور پھر اگلے سال پھر دوبارہ ہمیں محروم رکھا جائے۔ یہ ہم توقع کرتے ہیں پی ٹی آئی کی حکومت سے کہ جو انصاف کا جو نعرہ لگا کے آئی ہے، اور ہمیں امید ہے کہ اس دفعہ جو ہے پورے صوبے کے عوام کے ساتھ انصاف ہوگا، اگر نہ ہوا تو یہ صوبے کے عوام پھر ہمیں معاف نہیں کریں گے اور جس طرح کل چیف منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اگر ہم انصاف نہیں کر سکے، جس طرح ہم سے پہلی حکومتوں کا حشر ہوا، اس طرح ہمارا بھی ہوگا، تو ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم یہ نوبت نہ آجائے۔ سر! ہمارے معزز ممبران نے کہا کہ امبریلہ سکیم جو ہے، یہ جس طرح ایک Trend چلی ہے، امبریلہ میں جی اکثر یہی

ہوتا ہے کہ مختلف جو حلقے ہیں ہمارے، وہاں پہ ان کے حقوق مارے جاتے ہیں اور اس طرح کا سارا جو بجٹ ہے پورے صوبے کا، اس کا پورا اختیار ایک بندے کے پاس ہوتا ہے اور Definitely اس صوبے کا چیف ایگزیکٹیو چیف منسٹر ہوتا ہے تو وہ پھر یہی ہے کہ جو پسماندہ علاقے ہیں، وہ رہ جاتے ہیں، ان کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی ہے۔ سر! ایک اور زیادتی یہی ہے کہ ہمارے صوبے کے اندر جو پچیس اضلاع ہیں، ان میں کچھ اضلاع ایسے ہیں جو بہت زیادہ Backward ہیں، خاصکر میں اپنے چترال کی بات کروں گا۔ چترال رقبے کے لحاظ سے اس صوبے کا پانچواں حصہ ہے، 14 ہزار 850 سکوائر کلومیٹر ہے۔ سر، وہاں پہ Thirty six main valleys ہیں، ہر ویلی میں اگر جائیں گے تو پورا ایک دن لگے گا اور آبادی کے لحاظ سے، آبادی بہت کم ہے ہماری، جب وسائل کی تقسیم ہوتی ہے تو آبادی کو بنیاد بنایا جاتا ہے، اسی بنیاد کی وجہ سے یہ جو بڑے بڑے ڈسٹرکٹس ہیں رقبے کے لحاظ سے، وہ پھر پسماندہ رہ جاتے ہیں اور وہاں پر ترقی کے نام و نشان نہیں ہوتے ہیں۔ میں سر، آپ کے نوٹس میں لاؤنگا کہ ہمارے ضلع کے اندر کم از کم کوئی چار سو کلومیٹر سے اوپر روڈز ہیں اور اس میں آپ اگر دیکھیں تو 20% روڈز جو ہیں، وہ بلیک ٹاپ اور 80% جو ہیں، وہ کچے راستے ہیں، تو ہمیں سال میں صرف ایک کلومیٹر کیلئے پیسے دیئے جاتے ہیں، وہ بھی ایک کروڑ، تو سر! آپ اگر حساب لگادیں تو آئندہ دو سو سالوں میں بھی ہمارے روڈز جو ہیں وہ پختہ نہیں ہونگے، اگر سالانہ ایک کلومیٹر ہمیں ملے گا تو دو سو کلومیٹر کو پختہ کرنے کیلئے دو سو سال لگیں گے۔ تو سر، میری گزارش یہی ہے کہ اس کو Need based بنا کر، جہاں پر ضرورت ہے اس کو Need based بنا کر صوبے کے جو پسماندہ اضلاع ہیں، ان کو ترقی دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب سلیم خان: Secondly, Sir! میں گزارش کرونگا کہ یہاں پر بات کی گئی Water کے حوالے سے، دریائے کابل کے حوالے سے میرے محترم بھائی نے یہاں پر بات کی، Actually یہ دریائے کابل نہیں ہے، یہ دریائے چترال ہے۔ اس کا منبہ چترال سے نکلتا ہے اور 80% جو پانی ہے، وہ چترال سے ہی آتا ہے۔ ظلم اور زیادتی کی بات یہی ہے کہ یہاں پر اس کو ہم دریائے کابل کا نام دیتے ہیں اور یہاں پر جو ورسک ڈیم سے بجلی کی پیداوار نکلتی ہے، اس کا نیٹ پرافٹ صرف پشاور کے گیارہ Constituencies کو دی جاتی

ہے اور جہاں پر لوگ اس کی برف کو ہم سہتے ہیں، گلیشیر کو سہتے ہیں، تکلیفات ہمارے اوپر آتی ہیں، سیلاب ہمارے اوپر آتے ہیں، ہمیں اس کا ایک روپیہ بھی شیئر میں نہیں ملتا ہے، تو سر! میری تجویز یہی ہے کہ پانی کا منبہ جہاں پر ہے، جن اضلاع میں، ان کو کم از کم اس نیٹ پرافٹ میں شامل کیا جائے تاکہ یہ پسماندہ اضلاع جو ہیں وہ ڈیویلپ ہو سکیں۔ سر، بہت سارے اور بھی مسائل ہیں، اگر ایک دو منٹ مجھے اور دیں، زیادہ ٹائم نہیں لونگا۔۔۔۔

جناب سپیکر: میری ریکویسٹ یہ ہوگی کہ ہم تھوڑا وہ ٹائم پر کرلیں، ٹائم کا تھوڑا خیال رکھیں، مہربانی ہوگی۔

جناب سلیم خان: ایریگیشن سسٹم ہے، نہری نظام ہمارے علاقوں میں اور ایریگیشن سیکٹر میں بھی ہمیں خاطر خواہ فنڈ نہیں دیا جاتا ہے۔ اگر بڑی بڑی سکیمیں مختلف اضلاع کے اندر ان کو Need basis پر فنڈنگ کی جائے تو Definitely وہاں پر ایک تو زرعی اراضی آباد ہو جائے گی اور لوگوں کی انکم جو ہے، وہ بڑھ جائے گی اور ساتھ ساتھ سر، میں ریکویسٹ یہی کرونگا کہ لواری ٹنل پراجیکٹ کمیونیکیشن میں بہت اہم ایک Role ہے اس صوبے میں اور محترم چیف منسٹر صاحب نے اس کیلئے تین ارب روپے کا بذات خود انہوں نے اناؤنس کیا تھا اور چترال کے لوگ اسی انتظار میں ہیں کہ چیف منسٹر صاحب اپنا جو اناؤنس کردہ فنڈ ہے، وہ کب ہمیں دے گا؟ میری تجویز یہی ہے، اس سال ہماری اے ڈی پی کا 83 ارب روپیہ وہ Lapse ہو رہا ہے، میں ریکویسٹ کرونگا چیف منسٹر صاحب کو اس فلور کے توسط سے کہ تین ارب روپے جو اناؤنس کئے ہیں محترم چیف منسٹر صاحب نے، وہ ہمیں کم از کم دے دیں تاکہ کام بند نہ ہو، وہ چالو ہو جائے۔ Thank you so much۔

جناب سپیکر: شکریہ، تھینک یو۔ میڈم انیسہ زیب، میڈم۔ (مداخلت) یار! یہ آپ لوگوں نے بہت بولا، بس اس کو موقع دیتے ہیں۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: تھینک یو جناب سپیکر! بہت شکریہ، آپ نے اتنے سخت، مجھے پتہ ہے ٹائم بھی شارٹ ہے، اصولاً اسمبلی چار گھنٹوں سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے لیکن جناب سپیکر، میں صرف یہ بہت مختصر اور بڑے Precise points۔۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: ایک تو یہ ہے سر! کہ یہ آج صوبے کے بجٹ کے حوالے سے بحث نہیں ہے، یہ ابھی بجٹ کا سیشن آنے والا ہے، تمام ممبران اپنے علاقے کے مسائل بجٹ کی سپیچ میں بتائیں گے۔ آج بجٹ کا جو طریقہ ہے تیاری کا، اس پر بحث ہے کہ حکومت کا کیا طریقہ کار ہے اور وہ بہت اہم ترین یہ ہے کہ بجٹ، میں چاہتی ہوں کہ میرے جتنے بھی معزز اراکین ہیں، وہ اس بات کو سمجھیں کہ جب یہ 30 جون کا مالی سال ختم ہوتا ہے، یکم جولائی سے آپ کے بجٹ کا، نئے بجٹ کی تیاری کا مرحلہ شروع، آپ کی سب سے پہلے تو نان ڈیویلپمنٹ کیلئے Releases ہوتی ہیں، اسی پہلے جولائی کے مہینے میں، ستمبر میں آپ کا جو Schedule آتا ہے نئے بجٹ کیلئے، وہ جاری ہوتا ہے۔ آپ کا Revised budget estimates by January، یہ میں نان ڈیویلپمنٹ کیلئے، نان ڈیویلپمنٹ سیکٹر کی بتا رہی ہوں، اسی طریقے سے سر! جو آپ کا، اور Simultaneously budget proposals پر کام شروع ہو جاتا ہے اور Receipts اور Expenditure دونوں کا موازنہ ہے۔ ڈیویلپمنٹ سائڈ پر آپ کی جو Releases ہیں Ongoing، وہ سو فیصد Snowfall area کیلئے یکم جولائی کو جاری ہو جاتی ہیں۔ فریش سکیمز، Concept note کے بعد فریش سکیمز، ان کا پی سی ون اور پھر اس کے بعد Approval، یہ آپ کا ساتھ ساتھ پراسیس شروع ہوتا ہے اور بدقسمتی سے اس سال، یہ جو گزرا سال ہے، ابھی تک 10% بھی ان پر کام نہیں ہوا، مارچ کے کوارٹر تک، جب Quarterly review ہوتا ہے، اس پر پراگریس اور اس کی یوٹیلائزیشن اور پھر Mid term review اس کا دسمبر میں ہوتا ہے اور پھر مارچ میں جو آخری Quarterly review میں وزیر اعلیٰ صاحب خود ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہیں، یہ پراسیس ہے آپ کا۔ اب ہماری بدقسمتی دیکھیں، دنیا بھر میں، برطانیہ میں، امریکہ میں اور کئی Islamic countries میں جناب سپیکر، سٹینڈنگ کمیٹیز کے پاس جاتے ہیں جو Budget proposals بن جاتے ہیں، ہم لوگوں نے ابھی تک وعدہ کیا تھا پچھلے سال حکومت نے اور ہم مانتے ہیں، 31 مئی کو وزیر اعلیٰ صاحب نے حلف لیا تھا اور 2 جون کو کابینہ آئی اور پھر اس کے بعد آپ کے پاس ٹائم ہی نہیں تھا، 6 جون کو بجٹ آگیا تو Inputs تو ہوئے نہیں، جلدی جلدی میرا خیال ہے وزیر خزانہ صاحب اور شاید ایک آدھ منسٹر ہمارے یوسف ایوب خان نے بیٹھ کر جو جو Proposals ہیں، ان کو فائنل کیا، کچھ ادھر ڈالا ایک بلاک ایلوکیشنز کیں، جس کا تمام ممبران نے کہا ہے کہ Block

allocation is not the right way،اس سال آپ کے عوام بھی اور تمام ممبران بھی یہ امید کر رہے ہیں کہ آپ اراکین، عوامی نمائندوں کو، Public representativesکو Involveکریں گے، سر! اپریل گزر گیا ہے، ایک مئی کا مہینہ ہے، اس میں اب Pre budget sessionیعنی میں آپ کو صرف اس ٹاپک کے اوپر بتا رہی ہوں، جو Pre budget session جو گورنمنٹ کی پارلیمنٹری میٹنگ ہوتی ہے، وہ مئی میں ہوتی ہے یا Endمیں، چند دن رہتے ہیں بجٹ میں، آپ آخر میں اچھا بھئی ایک سکول تو ادھر ہی ڈالتے ہیں کہ ایک ایک سکول سب 99 حلقوں کو دے دیا، یہ طریقہ نہیں ہونا چاہیے، اس دفعہ آپ ہمت کریں سر! اور آپ سے ہماری بہت امیدیں ہیں کہ آپ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو مجبور کریں کہ جو جو جس ڈیپارٹمنٹ کا، سیکٹر کا بجٹ ہے، اس کی سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجیں، وہ اچھی طرح Proposals کو Reviewکرے، وہاں پر آپ کے ممبران اپنا وہ ڈالیں۔ اگر کسی اور کو بھی آپ چاہتے ہیں، کچھ ایسے لوگ ہیں جو کسی ایک سبجیکٹ میں Interestedہیں، وہ اپنا Input جاکر اس سٹینڈنگ کمیٹی میں Invitationکے ساتھ جائیں اور وہ کام کریں۔ امبریلہ اور بلاک ایلوکیشنز کی جگہ ایک Transparent system رکھیں، آپ اپنے Manifestoکے مطابق رکھیں، لیکن میرا یہ خیال ہے کہ جب لوکل باڈیز نہیں آتیں، عوامی نمائندوں کو ڈیویلپمنٹ کے حساب سے Deprive نہ کیا جائے۔ انوائرنمنٹ اور Genderیہ دو ایسی چیزیں ہیں، ان کی Assessment ہونی چاہیے، ہر حالت میں آپ کے بجٹ کا ان دونوں کے اوپر کیا اثر ہے، آپ کے ماحول پر کیا اثر ہے آپ کے بجٹ کا، آپ کی خواتین اور آپ کی Minoritiesپر کیا اثر ہے؟ یہ Assessment of EIA and GIA is a must، دیہی علاقہ، جیسے صوابی ہے اور خاص مرغز کا علاقہ اور جو آپ کا گاؤں ہے یا میرا گاؤں ہے لیکن، (قہقہے) میں ایک Exampleدے رہی ہوں، رورل ایریاز اور ریموٹ ایریاز اور صوابی، تورڈھیر، رورل ایریاز اور ریموٹ ایریاز، سر! میں ویسے آپ کو از راہ وہ کر رہی ہوں Lighter toneمیں، چترال ہو گیا، کوہستان ہو گیا، ٹانک ہو گیا، اپر دیر ہو گیا، لوئر دیر، ان علاقوں پر ڈیویلپمنٹ کو Mustجانا چاہیے اور ویمن پروگرام سر، ایک ایسا تاریخی پروگرام لائیں جس میں خواتین واقعی Gross rootکی، آپ اپنی خواتین ممبرز کے ذریعے کرائیں لیکن کوئی ایک ایسی بلاک

Economic empowerment ایپلی کیشن جس میں خواتین کو آپ Activate کریں تاکہ ان کی کیلئے ہم کام کریں۔ میرا خیال ہے سر، بجٹ کو اس دفعہ عوامی بجٹ بنائیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ بہت اچھا۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بہت شکریہ، تھینک یو ویری مچ۔

جناب سپیکر: میڈم، آپ نے بہت اچھی Suggestions دی ہیں اور میڈم، آپ نے تیاری بھی کی تھی، میں مشکور ہوں کہ آپ نے بہت اچھی بات کی ہے۔ میں سردار حسین بابک صاحب سے ریکویسٹ کرونگا اور چونکہ پانچ گھنٹے اجلاس کے ہو گئے ہیں اور عام طور پر چار گھنٹے ہوتا ہے اور یہ بہت لمبا ہو گیا، اس کے بعد میں شاہ فرمان صاحب کو ریکویسٹ کرونگا کہ وہ وائنڈاپ سپیچ کریں گے۔ سردار حسین بابک۔

جناب سردار حسین: شکریه سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! زما یقین دا دے چې ستاسو هسې نیت خراب ځکه دے چې سبانئ ایجنډا چې ده، هغه مونږ ته ملاؤ شوې نه ده نو لګی داسې چې یو خو پکښې پرونئ چهټی راغله او مخې ته هم ستاسو ارادې مونږ ته څه ښه نه لګی خو بهرحال۔ سپیکر صاحب! دا د بجټ د تیارئ په حواله باندې او حقیقت هم دا دے چې دا پوائنټ چې کله مونږ په دې ایجنډا باندې کیښنودو نو د هغې مقصد چې دے هغه صرف دا وو سپیکر صاحب! چې کله حکومت بجټ تیار کړی یا بیا حکومت راوړی، په دې هاؤس کښې ئې پیش کړی نو دا بیا آئینی خبره وی چې د دې هاؤس نه به دا بجټ چې دے، دا به پاس کوی او دلته ډیرو ملګرو خبره اوکړله چې یره بیوروکریسی او زه بالکل د هغې خبرې سره اختلاف کوم او زه په دې مسئلې کښې بیوروکریسی چې ده هغه Blame کوم نه، زه که Blame کوم نو منتخب سیاسی خلق Blame کوم په دې حواله باندې که چرې منتخبو سیاسی خلقو خپل Political will اوښودلو او خپله سنجیدګی ئې اوښودله کومه چې نن په دې ډسکشن هم په نظر نه راځی او دا بجټ چې د دې هاؤس نه پاس کول چې دی، دا لازمی وی او په جوړولو کښې بیا د دې هاؤس کردار چې دے، هغه نه وی نو زما یقین دا دے چې دا ګناه چې ده یا دا قصور چې دے، دا د دې منتخبو خلقو دے، دا د دې سیاسی خلقو دے او سپیکر صاحب! یو بجټ پاس هم شولو او دا اخری کواټر دے د فنانشل ایئر اخری

کواټر دے څکه چې نن 23 تاریخ دے او د 14-2013 بجټ، په اولنی بجټ سپیچ کښې چې مونږ دا خبره واوریده چې چونکه مونږ خو نوی په حکومت کښې راغلو او دا بجټ چې وو دا خو مونږ ته تیار ملاؤ شو او دا خبره Justify کیده هم، اګرچې تکړه تکړه خلق وو نو هغوی په اخری وختونو کښې خپل خپل سکیمونه بیا په هغې بجټ کښې واچول هم او په حکومت کښې چې هم زما په شان ساده خلق وو نو هغوی د هغې نه محرومه شو او زما یقین دا دے چې د حکومت ټول ارکان چې دی هغوی به هم په دې خبره اوس ځان پوهه کوی۔ سپیکر صاحب! که مونږ اوګورو دا زمونږ صوبه ده، د دې صوبې محاصل او بیا د دې صوبې هغه وسائل چې دی، د هغې تقسیم که منصفانه اونشی نو بیا دا خبره کول چې د دې صوبې کوم محاصل دی، دا که د دې صوبې نه دننه ریونیو جنریټ کیږی او یا که د مرکز نه، مونږ دا صوبه مشترکه طور باندې یو جنګ کوؤ، دا که د بجلئ رائلټی ده، دا که معدنیات دی یا دا که تماکو دی یا دا که ګیس دے یا دا که نن ماشاء اللّٰه تیل دی، دا که ځنګلات دی یا دا نور که نیچرل ریسورسز دی، زما یقین دا دے چې دا جنګ چې دے چې زمونږ دا خپل کور متفق نه وی نو دا جنګ چې دے دا مونږ ګټلے نه شو او د هغې واضحه مثال دا دے چې د بجلئ زمونږ کومه رائلټی ده، نن دې خبرې ته سوچ پکار دے چې په آئین کښې دا لیک ده چې پینځه سوه اربه روپئ دی یا د پینځه سوؤ اربو روپو د پاڅه دی چې دا نن هم مرکز له دې صوبې له ورکول دی خو که په دې صوبه کښې د دې صوبې وسائل چې دی یا د دې محاصل چې دی، هغه منصفانه تقسیم کیږی نه، نو دا یو خبره ډیره زیاته قابل غور ده چې آیا مونږ مرکز سره جهګړه کوؤ نو دا جهګړه یواځې حکومت نه شی کولې چې تر څو پورې اپوزیشن دې جهګړه کښې حکومت سره مرسته کړې نه وی او سپیکر صاحب! دې حکومت زمونږ وزیر خزانه صاحب دلته نن موجود نه دے زه ئې شکریه هم ادا کوم چې هغوی د بجلئ په حواله باندې دلته ټول پارلیمانی لیډرز راغونډ کړل مرکز ته چې زمونږ کومې پیسې پاتې وې، د هغې په حواله باندې مونږ یوه خبره اوکړله او بیا دې خبره باندې مونږ ټول متفق شو چې اؤ مرکز سره دا جنګ چې دے دا به په شریکه کوؤ، د هغې وجه دا ده چې دا جنګ چې دے، دا حصه چې ده دا د دې صوبې ده۔ سپیکر صاحب! ډیره لویه

بدقسمتی دا ده چې یو طرف ته خو دې حکومت د انصاف خبرې اوکړلې او خلقو واوریدې، دوئ د مساوات خبرې اوکړلې خلقو واوریدې خو کومه خبره چې ماته ډیره خطرناکه لګی، هغه خطرناکه خبره دا ده چې که د مرکز نه زمونږ خپله برخه غواړو یا په دې صوبه کښې، یا په دې صوبه کښې دا خو سپیکر صاحب! زما د وزیرانو حال دے چې ملک صاحب ورته ټوپئ هم غورزولې ده او منی اسمبلی ئې پکښې جوړه کړې ده نو سپیکر صاحب! په دې باندې خو یو رولنګ ورکړه، (قہقہے) سپیکر صاحب، ماته چې کومه خطرناکه خبره لګی، هغه بین الاقوامی مالیاتی ادارې دی، ډونرز چې دی، دا په کوم شکل باندې یا په کوم نوعیت باندې چې د دې وسائلو تقسیم روان دے، خدائے شته چې په دې باندې به ډونرز هم ډیر زر زما یقین دے چې خپل Observation به کوی۔ د هغې وجه دا ده چې که مونږ پاپولیشن ته ګورو او مونږ Need ته ګورو نو ظاهره خبره ده بیا د مونږ دلته اوګورو چې کوهستان څه پیدا کوی؟ بیا د مونږ دې ته اوګورو چې تربیله یا صوابئ یا دغه علاقه چې ده، دا څه پیدا کوی؟ سوات څه پیدا کوی، بونیر څه پیدا کوی، جنوبی اضلاع څه پیدا کوی؟ مونږ له پکار دا ده دا څنګه چې په طریقه کار باندې خبره کوؤ چې د دې صوبې د ټولو ډویژونو نه څومره څومره ریونیو دې صوبې ته راځی او بیا د هغې په'ریټرن' کښې د دې صوبې نه څومره رقم د مختلف ترقیاتی کارونو د پاره دغه ځائې ته مختص کیږی، زما یقین دا دے چې په هغې اوس هم ډیره زیاته ناانصافی چې ده هغه روانه ده او سپیکر صاحب! زما یقین دا دے چې د طریقه کار په حواله باندې دا اولنے حکومت دے ،اولنے چې دا نن 23 اپریل دے ، دا دلته افسران صاحبان ناست دی چې کوم چې بجټ جوړوی۔ دلته د سټینډنګ کمیټو خبره اوشوه، ټیکنیکل کمیټئ جوړې شی، دلته ډسکشنز کیږی، دلته سیمینارز کیږی، دلته بریفنګ کیږی، د سټینډنګ کمیټو نه Proposals اخستې شی او دا ریکارډ د دا حکومت راواخلی چې تیر حکومت کښې د بجټ د تیارئ په حواله باندې، د بجټ د تیارئ د طریقه کار په حواله باندې کومې کومې طریقې داسې دی چې هغه خپلې شوې او د ټولو خلقو Input مخې ته راغلے دے؟ نن 23 تاریخ دے ډرافټنګ کیږی، مونږ ته هم اندازه لګی، مونږ دا اونه لیدو چې یا سلیکټ کمیټئ

ناستې دی یا سټینډنګ کمېټۍ ناستې دی یا ډسکشن شوے دے یا سیمینارز شوی دی یا بریفنګ شوے دے یا په هغې باندې ناسته شوې ده یا حکومت دا هم مناسب نه ده ګڼړلې چې د 15-2014 د بجټ د تیارۍ د پاره راشئ، داسې به اوکړو چې د دې اسمبلۍ یو خصوصی اجلاس چې دے په دې نیت او په دې غرض او په دې اراده رااوبلو چې آیا د دې ممبرانو نه Input واخلو او چې کوم اجلاس مونږ راغوښتے دے ،هغه اجلاس سره نن دا دا عمل کیږی، زه اندیښنه څرګندوم چې سپیکر صاحب به د دې سیشن په خاتمې کښې دا آرډر کوی چې ان شاءالله وقفه چې ده هغه به ډیره زیاته سیوا کوؤ۔ یو طرف ته مونږ استاذان دې ته پابندوؤ چې هغه څنګه استاد دے چې تنخوا اخلی او دے کار نه کوی، زه ډاکټر جرم دار ګڼړم چې دا څنګه ډاکټر دے چې دے تنخوا اخلی او دے کار نه کوی؟ نو راځئ چې بیا نن دا خبره هم په ایماندارۍ اوکړو کنه چې پرون دا چهټی ولې شوې ده او مونږ ممبران پرون دا ټی اے ډی اے به ولې وصولوؤ؟ نو راځئ چې بیا نن دا خبره هم په دې هاؤس کښې اوکړو چې دا څنګه ممبران یو مونږ چې ټی اے ډی اے اخلو، تنخواګانې اخلو او اجلاس له په ټائم نه راځو او توجه هم نه ورکوؤ او حاضری هم نه یقینی کوؤ او Input نه ورکوؤ او Proposals هم نه ورکوؤ؟ *(تالیاں)* سپیکر صاحب! دا ټول څیزونه به اول په خپل ځان باندې لاګو کوؤ، هله به بیا د نورو خلقو نه مونږ دا توقع کوؤ۔ زما پوره یقین دے چې دا واحد حکومت دے چې دا په ون پوائنټ، یو پوائنټ باندې بالکل داسې دے چې دا ټهیک ټهاک پښتانه دی او څوګنډ ئې خوړلے دے چې *'میں نہ مانوں'* ۔ سل ورځې اجلاس دے زمونږ او زما یقین دا دے چې دا اجلاس چې دے په دیکښې هره نکته، هیلتھ دیکښې بیا Avoid شو او دا دویم اجلاس دے، دویم اجلاس چې د کورم نشاندهی اوشی او هغه هیلتھ چې څومره اهم سبجیکټ دے، هغه هیلتھ چې په هغې څومره ضرورتونه دی په دې صوبه کښې، دویم اجلاس دے د اپوزیشن د طرف نه د ریکوزیشن کیدو چې هغه پوائنټ چې دے هغه پاتې شو خو سپیکر صاحب! تاسو ته به زه ریکویسټ کوم چې کوم بزنس پاتې شوے دے بیشکه د حکومت دلچسپی خو تاسو ته معلومه ده چې نن دا تاسو اوشمارئ چې څومره مخامخ زمونږ ملګری ناست دی، هغه دلچسپۍ باندې مونږ بیا بیا

اعتراض نه کوؤ او هغه نکته هم بیا بیا نه راپورته کوؤ خو کم ازکم دا یو حق چې دے چې دا د اپوزیشن سره دے چې مونږ دا خپل آواز دې خلقو ته اورسوؤ، دا دې میډیا ته اورسوؤ، نو زما به تاسو نه ذاتی دا خواست وی چې دا اجلاس تاسو روان اوساتئ او کوم نیت او کوم اراده چې تاسو کړې ده، په دیکښې لږ بدلون راولئ چې دا اجلاس مونږ جاری اوساتو او دا خپل آواز عوامو ته اورسوؤ۔ د دې سره اخری خبره حکومت ته هم دا خواست کوم چې خیر دے اوس هم دا 23 اپریل دے، پوره مئ چې ده دا په مینځ کښې پرته ده، پکار دا ده چې بیا د هغې طرف نه هم خلق پاڅی چې یره بیوروکریسی پنځلس کاله مخکښې په کمپیوټر کښې تیاره ډیټا ایښودې ده، راځئ چې د بیوروکریسی دا Blame ختم کړو او راځئ چې یو Political will چې کوم دے هغه Show کړو او ټول کښینو، ضروری نه ده هغه خو مونږ ته پته ده، ما که دا تجویز ورکړو چې په بونیر کښې د ټیکنیکل کالج جوړ شی نو چې زه اوو ایم، دا هډو جوړیږی نه، دا ما ته پته ده خو دا ده چې سیاسی خلق چې جوړ کړو او امید دے ان شاء الله وزیر صحت چې دے هغه به داسې کوی چې زه ورته اووایم، که ریکویسټ ورته کوم هغه به داسې کوی خو بهرحال راځئ ټول سیاسی خلق یو، ټول عوامی خلق یو، منتخب خلق یو، زما یقین دا دے چې دا ابتداء چې ده دا ستاسو په حکومت کښې اوشی او دا کریډیټ چې دے دا به هم ستاسو حکومت ته لاړ شی۔ ډیره زیاته مهربانی جناب سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر:</u> شاہ فرمان خان۔

<u>جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات):</u> شکریہ جناب سپیکر۔ یہ آج کی جو بحث ہے، یہ بجٹ کے طریقہ کار کے اوپر اور آنریبل ممبرز نے یہ اس کی نشاندہی بھی کی کہ یہ سلسلہ شروع ہے کئی سالوں سے، اس طریقے سے بجٹ بنائے جاتے ہیں اور امبریلہ سکیمز رکھی جاتی ہیں اور یہ Apprehensions ان کے جو ہیں، وہ شاید پچھلی گورنمنٹ سے اس طرح کے ان کے، جو میں نے خیالات سنے۔ ایک تو جناب سپیکر، جو حکومت کی پالیسی ہوتی ہے، جو Party manifesto ہوتی ہے، Election campaign کے اندر Slogans ہوتے ہیں، وہ تو میں نے کل بھی یہ بات کی، پرسوں کہ اس کے اوپر جتنا خرچہ، ایجوکیشن کے اندر جتنا خرچہ آیا ہے، ہیلتھ کے اندر ہے، وہ تو یونیفارم ہے لیکن یہ میں بہتر سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں بحث کے ساتھ ساتھ، اگر

پارلیمانی لیڈرز وزیراعلیٰ صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ کرلیں کیونکہ یہ ان کا وعدہ تھا میرے سامنے کہ ہم ایسے ایشوز کے اوپر پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ بیٹھ کے بات کریں گے اور پھر پارلیمانی لیڈرز اپنی پارٹی سے Input لیں اور وزیراعلیٰ صاحب کے سامنے رکھیں کہ وہ جو Need based چیزیں ہیں وہ واضح ہوں۔اس کا میں سمجھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کو کریڈٹ جائے یا نہ جائے لیکن ایک بات واضح ہے کہ Politicians کی Credibility questioned ہے عوام کے اندر، سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ سیاستدانوں کی Credibility لوگ کو نسچن کرتے ہیں، چاہے ذمہ دار کوئی بھی ہو، آپ بیوروکریسی کے اوپر ڈال دیں، کہیں کسی اور کے اوپر ڈال دیں لیکن اگر ہم عوامی نمائندہ کے طور پر Behave کریں، Responsibility لیں اور اپنی اتھارٹی Positively use کریں تو اس کے اوپر اتنی لمبی چھوڑی بحث کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔اگر پارلیمانی لیڈرز اپنی Suggestions کے ساتھ ایک سیریس میٹنگ کرلیں اور اپنی پارٹی سے بھی وہ مشاورت کرکے One two three bullets points میں وہ Suggestions سامنے رکھتے ہیں کہ بجٹ کے اندر یہ کچھ ہونا چاہیے لیکن جناب سپیکر! ایک ہمارے دوست نے لکی سے جو ہے، انہوں نے شکایت کی تیسری دفعہ کہ ادھر ایم این ایز کو فنڈز ملے ہیں اور مجھے نہیں ملے، جو ایم پی ایز کا جو میں نے کہا تھا کہ 42 constituencies ان کو تو اپنا شیئر مل گیا ہے لیکن ان کا یہ خیال ہے کہ یہ چونکہ صوبائی گورنمنٹ کے پیسے ہیں تو ایم این اے کو کیوں ملے ہیں؟ ہمیں ملیں۔ان کا بھی صحیح ہے کہ صوبائی گورنمنٹ کے پیسے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم یہ سوچیں کہ پیسے ایم این اے کو ملے، ایم پی اے کو ملے یا جس کو بھی ملیں لیکن Need basis کا مطلب تو یہ ہے کہ علاقے کی ضرورت ہے، علاقے کی ضرورت ہے لیکن (تالیاں) لیکن، لیکن، میں یہ نہیں کہتا کہ یہ کوئی صحیح ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ صحیح ہے لیکن پھر، (قہقہے اور تالیاں) لیکن یہ Positive چیز ذہن میں رکھ لیں، (مداخلت) نہیں نہیں، میں وہ پوائنٹ Highlight کرنا چاہتا ہوں کہ اگر لکی کو ضرورت ہے، اگر لکی کو ضرورت ہے، For example کیونکہ منور خان میرے دوست ہیں تو ان کے سامنے میں بات کرسکتا ہوں، میں یہ نہیں کہہ سکتا، بونیر کا Example اس لئے نہیں دے سکتا کہ بابک صاحب پھر ایک گھنٹہ تقریر کرینگے کہ یہ اس طرح نہیں ہے لیکن منور خان صاحب کے لکی کو اگر ضرورت ہے تو وہ Need،

وہ پشتو کا ایک ہے کہ "وائی چې زما لالے د بنه شي چې د هر چا په دعا وی"اب یہ اگر لگی کی ضرورت ہے، اگر یہ ہمیں پتہ چل جائے تو چاہے جس ڈائریکشن سے بھی فنڈز آئیں، جو بھی اسکو Use کرے لیکن وہ ضرورت پوری ہونی چاہئے، وہ ضرورت پوری ہونی چاہیے لیکن اس میں بابک صاحب نے بڑی اچھی بات کی کہ ہیلتھ منسٹر یہ کرے گا، کوئی بھی بنالے لیکن ٹیکنیکل جو بھی ہوگا کہ وہ ادارہ بنے۔ اگر ہم یہ Approach رکھیں، میں اپنی طرف سے اپوزیشن کے ساتھ اس ایشو کے اوپر کھڑا ہوں کہ Need based budget بننا چاہیے، یہ سیریس بات ہے کہ Need based budget بننا چاہیے اور بجٹ اس طرح Use ہونا چاہیے کہ جس سے گورنمنٹ اور Politicians کی Creditability بھی بنے کہ جو ہماری Creditability ہے، حقیقت ہے کہ کوئسچن ہے۔ میں اپنے طور پر، میرے اوپر بھی جناب سپیکر! اعتراضات آئے ہیں، پریس والے بیٹھے ہیں، میں صرف یہ کہتا ہوں کہ جو نئی سکیمز ہیں اس کے اندر تو میرے خیال میں زیادہ Discrimination نہیں ہے، سینکشن کے اندر جو تھوڑی بہت ہوئی ہے لیکن، لیکن پہلا سال ہے، پہلی دفعہ آیا ہوں، پہلی دفعہ منسٹر ہوں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں Compensate کرونگا اپنے سارے دوستوں کو، اس سے انکار نہیں ہے، اگر کہیں کوئی آگے پیچھے بات ہوئی ہے تو اس سے میں انکار نہیں کرتا، میں ان شاء اللہ اس کو جو ہے وہ Compensate کروں گا۔ پہلے خواتین کیلئے بھی، اچھا میں حیران ہوں کہ 33 ڈیپارٹمنٹس ہیں، 33 ڈیپارٹمنٹس ہیں، 33 ڈیپارٹمنٹس میں سے ہیلتھ، سب کے اندر فنڈز ہیں لیکن اگر خواتین کو پبلک ہیلتھ کے اوپر اعتراض ہے کہ پبلک ہیلتھ سے ان کو پیسے کیوں نہ ملے، شاہ فرمان سے کیوں پیسے نہ ملے تو ان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان کو بھی کسی سے ملیں نہ ملیں، میں پیسے دونگا ان شاء اللہ، ان کے ساتھ بھی یہ ہے کیونکہ میں خود بھی اس بات کے اوپر حیران ہوں کہ 33 ڈیپارٹمنٹس میں سے پبلک ہیلتھ کے اوپر یہ اعتراض تھا تو جناب سپیکر۔

(عشاء کی اذان)

<u>وزیر اطلاعات:</u> جناب سپیکر! آخر میں پولیٹیکل بات کروں، سارے لوگ سمجھتے ہیں Awareness بہت زیادہ ہے، اگر پاکستان تحریک انصاف اور کولیشن گورنمنٹ میں اپوزیشن کا کوئی ممبر بھی اچھی طرح فنڈ Use کرے تو اس کا کریڈیٹ اس حکومت کو جائے گا، یہ بالکل اس پہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اپوزیشن ممبر

اگر کارکردگی دکھائے تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت تحریک انصاف کی ہے، اگر منور خان کی پرفارمنس ہے تو تحریک انصاف کی، اور آئندہ اگر یہ ہمارے ٹکٹ پر کھڑا نہ ہوا تو اس کو ووٹ نہیں ملے گا، تحریک انصاف کے بندے کو ٹکٹ ملے گا، یہ میرا Political analysis ہے اور خلوص دل سے یہ بات کرتا ہوں کہ اگر بابک صاحب! پارلیمانی لیڈرز بیٹھ جائیں اور سی ایم کے ساتھ اس کے اوپر سیریس میٹنگ کرلیں تو اتنی یہ ڈیبیٹ بھی صحیح ہے لیکن اگر آپ سیریس چاہتے ہیں کہ اس کا کوئی ریزلٹ نکل آئے تو یہ بہترین طریقہ ہے جناب سپیکر! ہم اس کیلئے تیار ہیں اپوزیشن کے ساتھ بیٹھنے کیلئے۔

جناب سپیکر: میں اس حوالے سے حکومتی بنچوں سے ریکویسٹ کرونگا کہ جو بھی آئندہ کیلئے بجٹ بن رہا ہے، آپ جو بھی ایم پی ایز ہیں، حکومت سے ہیں یا اپوزیشن سے ہیں، سب کو On board کر کے اس میں Involve کرلیں۔ (تالیاں) اجلاس کو مورخہ 8 مئی 2014 سہ پہر تین بجے تک کیلئے ملتوی کرتا ہوں۔

The Sitting is adjourned till 03:00 pm, 8th May, 2014. Thank you.

---

(اجلاس بروز جمعرات مورخہ 8 مئی 2014ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)

# ضمیمہ

## حلف وفاداری رکنیت

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

میں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ

میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہونگا:

کہ بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا، میں اپنے فرائض و کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق،اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری، سالمیت،استحکام، یکجہتی اور خوشحالی کی خاطر سرانجام دونگا:

کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کیلئے کوشاں رہونگا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے:

اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھونگا اور اس کا تحفظ اور دفاع کرونگا:

[اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے (آمین)]